مرغوب الفقہ

۷

کتاب الحج

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعة القراءات، كفليته

مرغوب الفقہ ج:۷

کتاب الحج

حج کے متعلق: ۱۰؍بہترین تحقیقی رسائل کا مجموعہ:

حج کے اہم اور کچھ جدید مسائل...............	منی ومزدلفہ مکہ مکرمہ میں داخل ہیں؟.........
عورتوں کے مسائل حج..................	حج، عمرہ وزیارت کا آسان طریقہ.........
حج اور عمرہ کی کثرت..................	حج کے چار مسائل.........................
مرغوب المقالة فی مسائل الحج والعمرة	رمی قبل الزوال، اور تمام دنوں کی رمی ایک..
تمتع سے منع کرنے کی وجہ................	حج وعمرہ کی منقول دعائیں.....................

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعة القراءات، کفلیتہ

اجمالی فہرست رسائل

۱	حج کے اہم اور کچھ جدید مسائل.............	۱۷
۲	منیٰ ومزدلفہ مکہ مکرمہ میں داخل ہیں؟.......	۹۲
۳	عورتوں کے مسائل حج.........	۱۱۹
۴	حج‘عمرہ وزیارت کا آسان طریقہ..........	۱۶۸
۵	حج اور عمرہ کی کثرت.........	۱۹۹
۶	حج کے چار مسائل.........	۲۲۷
۷	مرغوب المقالة فی مسائل الحج والعمرة	۲۶۳
۸	رمی قبل الزوال، اور تمام دنوں کی رمی ایک دن کرنے پر دم کا وجوب.............	۲۸۷
۹	تمتع سے منع کرنے کی وجہ..........	۳۰۹
۱۰	حج وعمرہ کی منقول دعائیں..........	۳۱۷

فہرست رسالہ ’’حج کے اہم اور کچھ جدید مسائل‘‘

پیش لفظ....................................	۱۹
حج کے فرائض، وواجبات اور جنایات....................................	۲۰
فرائض حج....................................	۲۰
ارکان حج....................................	۲۰
واجبات حج....................................	۲۱
عمرہ کے افعال....................................	۲۱
حج افراد کے افعال....................................	۲۲
حج قران کے افعال....................................	۲۲
حج تمتع کے افعال....................................	۲۳
کسی کو مکہ میں شوال کا چاند نظر آجائے تو کیا اس پر حج فرض ہو جائے گا........	۲۴
غریب کو کسی نے حج کرایا، اب مالدار ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا؟........	۲۵
جنایات....................................	۲۵
قواعد کلیہ....................................	۲۶
شرائط وجوب جزاء....................................	۲۷
احرام کی بیس پابندیاں....................................	۲۸
وجوب وعدم وجوب دم کے متعلق چند مسائل....................................	۳۳
کیا بال دو تین جگہ سے پورے کے برابر کٹوانے سے حلق ہو جائے گا؟........	۳۳
بیماری کی وجہ سے حالت احرام میں بال خود بخود گرے تو؟..................	۳۳
تیسرے دن کی رمی کے بعد مکہ پہنچنا کب ضروری ہے؟..................	۳۴

حرم کی نیم توڑنے سے دم ہے؟	۳۴
دم حدودِ حرم میں دینا ضروری ہے‘ صدقہ نہیں	۳۴
رمی‘ ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب کا وجوب	۳۴
فقہ اکیڈمی ہندوستان کا فیصلہ	۳۵
حج بدل میں تمتع	۳۵
ایام منیٰ میں مزدلفہ میں قیام	۳۶
ٹیکسی ڈرائیور وغیرہ کا بار بار حرم میں بلا احرام داخل ہونا	۳۶
مقیم مکہ پر تمتع نہیں ہے	۳۷
حرم شریف کی جدید تعمیر کے بعد مسعیٰ کا حکم	۳۷
مسعیٰ میں طواف	۳۸
بلا وضو طواف کرنا‘ یا طواف کے دوران وضو ٹوٹنے کے مسائل	۳۹
جنابت میں طواف کے چند مسائل	۴۰
اس سلسلہ کے کچھ متفرق مسائل	۴۱
متمتع حج سے پہلے مدینہ جائے تو واپسی پر صرف حج یا عمرہ کا احرام باندھے‘ قران کا احرام باندھنے پر دم واجب ہوگا	۴۱
ہر عمرے کے لئے حل سے احرام باندھنا ضروری ہے	۴۲
عمرہ کے لئے تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے	۴۳
خطبۂ جمعہ کے دوران طواف کرنا منع ہے	۴۳
دوران طواف بیت اللہ کی طرف چہرہ یا نگاہ کرنا خلاف ادب ہے	۴۳
مزدلفہ پہنچنے میں تاخیر ہو تو راستہ میں مغرب وعشا پڑھ لینا چاہئے	۴۳

حاجی پر عید کی نماز نہیں	۴۴
مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تقابل سے پرہیز کرنا چاہئے	۴۴
جدول باحکام اهم اعمال الحج فی ضوء المذاهب الاربعة	۴۶
حج کے متعلق چند فتاوی	۴۹
عریضہ بنام: حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ	۵۰
جواب از: حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ	۵۱
بابت قربانی	۵۱
منی سے متعلق مسائل	۵۲
منی میں نماز جمعہ	۵۳
مزدلفہ	۵۴
مسئلہ طواف زیارت فی الحیض	۵۴
جواب از: حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہم	۵۵
حدود عرفات	۵۷
حدود مزدلفہ	۵۷
حدود منی	۵۷
عورتوں کی طرف سے مرد مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے؟	۵۹
ازدحام کی وجہ سے عورتوں کی طرف سے رمی کریں تو دم واجب نہ ہوگا	۶۰
عورت نے قران کا احرام باندھا اور مکہ پہنچنے سے پہلے حائضہ ہوگئی تو؟	۶۴
حج اور عمرہ میں برابر وقت کیسے لگ سکتا ہے؟	۶۷
عرفات کے اذکار میں ’’وعلینا معھم‘‘ کی زیادتی کبھی کبھی ہے؟	۶۸

عرفات میں درود شریف کے ساتھ ''وعلینا معھم'' کی زیادتی	٧٠
مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیر تشریق پڑھی جائے	٧١
کعبہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرتے ہوئے طواف کرنے سے دم لازم ہوگا؟.......	٧٤
حالت احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا	٧٦
حالت احرام میں ایسی گول لنگی کا استعمال جس میں سلائی نہ ہو........................	٧٧
کیا لنگی کا شمار ان کپڑوں میں ہے جو جسم کی ہیئت پر بنائے جاتے ہیں؟........	٧٨
مسعی مسجد الحرام کی جدید توسیع میں شامل نہیں	٧٩
منی سے خارج لگائے ہوئے خیموں میں قیام کرنے کا حکم	٨٠
وقوف مزدلفہ کے لئے حدود مزدلفہ کے اندر قیام کا اطمینان کرلینا چاہئے.......	٨٠
دوگانۂ طواف کے بعد سات چکر پورا ہونے میں شک ہوتو ساتواں چکر دوبارہ کرکے دوگانۂ طواف کا اعادہ لازم ہوگا یا نہیں؟........................	٨٠
قران کا احرام باندھ کر تمتع کرنا، تمتع کا احرام باندھ کر قران یا افراد کرنا، افراد کا احرام باندھ کر قران یا تمتع کرنا........................	٨٢
جدہ میں رہنے والا عمرہ کا احرام کہاں سے باندھے؟........................	٨٤
جدہ میں رہنے والا کون سا حج کرے، افراد، قران یا تمتع؟........................	٨٥
تمتع کرنے والا اشہر حج میں عمرہ کے بعد مدینہ جائے تو تمتع باقی رہے گا یا نہیں؟	٨٩
دوگانہ طواف کے بعد سات چکر پورا ہونے میں شک ہوتو ساتواں چکر دوبارہ کرکے دوگانہ طواف کا اعادہ لازم ہوگا یا نہیں؟........................	٩٠
اگر مرض کی وجہ سے عورت کے سر پر بال نہ رہیں تو افعال حج کے بعد وہ بال کیسے کٹوائے؟........................	٩١

فہرست رسالہ ''منی ومزدلفہ مکہ مکرمہ میں داخل ہیں؟''

پیش لفظ........................	۹۳
حاجی کے لئے اقامت وقصر، منی کی تحدید وآبادی، مسافر کی قربانی..........	۹۵
اب مزدلفہ بھی حدود مکہ مکرمہ میں داخل ہے........................	۹۶
منی میں جمعہ کا قیام........................	۹۸
قائلین اتحاد منی ومزدلفہ کے دلائل پر ایک نظر اور ان کے مختصر جوابات..........	۹۸
مظاہر علوم سہارنپور کا فتوی........................	۱۰۵
دار العلوم دیوبند کا فتوی........................	۱۱۲
حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ کی رائے........................	۱۱۶
حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ کا فتوی........................	۱۱۶
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کا فتوی..........	۱۱۶
حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی مدظلہ کی رائے........................	۱۱۷
حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر صاحب مدظلہ کا فتوی........................	۱۱۷
حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ (مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان) کا فتوی........................	۱۱۷
حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہ مفتی جامعہ مدنیہ لاہور کا فتوی.....	۱۱۷
حضرات علماء حرمین شریفین کا فتوی........................	۱۱۸

فہرست رسالہ ’’عورتوں کے مسائل حج‘‘

پیش لفظ..	۱۲۰
عورت پر حج کی فرضیت..	۱۲۱
عورتوں کے لئے محرم کے مسائل..	۱۲۲
محرم کے متفرق مسائل..	۱۲۷
عدت میں سفر حج..	۱۲۸
سفر کے دوران‘ محرم کی موت واقع ہوجائے تو کیا کرے؟................	۱۳۰
اثنائے سفر‘ شوہر کا انتقال ہوجائے یا طلاق بائن ہوجائے تو کیا کرے؟......	۱۳۰
ضروری ہدایت..	۱۳۴
عورتوں کے مسائل احرام..	۱۳۵
عورتوں کے مسائل طواف..	۱۳۷
حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت..	۱۴۲
دوا کے ذریعہ حیض روک کر طواف زیارت..	۱۴۲
دوران حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا‘ پھر عادت کے ایام میں حیض آ گیا..	۱۴۳
طہر متخلل کا ایک اختلافی مسئلہ..	۱۴۳
دواؤں کے ذریعہ حیض روک کر طواف کرلیا‘ پھر عادت کے ایام میں دھبہ آ گیا تو؟..	۱۴۴
عورتوں کے مسائل سعی..	۱۴۶
عورتوں کے رمی کے مسائل..	۱۴۷

عورتوں کے بال کاٹنے کے مسائل	۱۴۸
عرفات میں حائضہ کا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنا	۱۴۹
عورتوں کے حج کے مختلف مسائل	۱۵۰
عورتوں کے لئے روضۂ اقدس ﷺ پر سلام پیش کرنے کے مسائل	۱۵۱
سفرحج میں پردہ کا اہتمام نہایت ضروری ہے	۱۵۲
وقوف عرفات تک حیض سے پاک نہ ہونے کے مسائل	۱۵۵
تمتع وقران کرنے والی عورت کا حکم	۱۵۵
عورت کے لئے بہ حالت سفر' قصر جائز ہونے کی شرط	۱۵۷
عورت کا مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا بہتر ہے یا گھر میں؟	۱۵۸
عورتوں کے لئے مسجد میں جانے کے ضروری آداب	۱۵۹
حرمین شریفین کی نمازوں میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا	۱۶۲
محرم وغیر محرم اور بیوی' ہر قسم کی عورت کا حکم یکساں ہے	۱۶۲
مرد نے عورت کو پیچھے جانے کا اشارہ کیا' عورت نہیں گئی تو عورت کی نماز فاسد ہوگی	۱۶۳
نماز فاسد ہونے کے لئے عورت و مرد کے درمیان کتنا فاصلہ لازم ہے؟......	۱۶۳
کن کن اعضاء کی برابری کا اعتبار ہے؟	۱۶۴
عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات	۱۶۴
عورتوں کا جہاد حج ہے	۱۶۷

فہرست رسالہ ’’حج، عمرہ وزیارت کا آسان طریقہ‘‘

معذرت..	۱۶۹
حج تمتع..	۱۷۰
عمرہ کا طریقہ..	۱۷۰
احرام باندھنے کا طریقہ..	۱۷۱
تلبیہ..	۱۷۱
طواف کا طریقہ..	۱۷۳
سعی..	۱۷۵
حج کا طریقہ..	۱۷۷
حج کا دوسرا دن: ۹؍ذی الحجہ..	۱۷۸
وقوف عرفات کے اعمال..	۱۷۸
حج کا تیسرا دن: ۱۰؍ذی الحجہ..	۱۸۰
وقوف مزدلفہ..	۱۸۰
مزدلفہ سے روانگی..	۱۸۰
حج کا چوتھا اور پانچواں دن: ۱۱؍۱۲؍ذی الحجہ..	۱۸۲
۱۲؍ذی الحجہ..	۱۸۳
حج قران، یعنی حج وعمرہ ایک ساتھ..	۱۸۴
قران کا طریقہ..	۱۸۴
حج افراد..	۱۸۷

مدینہ منورہ کی زیارت	۱۸۹
اس مبارک سفر میں کیا نیت کرے	۱۹۰
جب مدینہ منورہ قریب آجائے	۱۹۲
مسجد نبوی ﷺ میں داخلہ	۱۹۳
اس نعمت جلیلہ پر شکر ادا کرے	۱۹۴
دل خوب صاف کرے	۱۹۴
مواجہ شریف پر حاضری کے وقت سلام	۱۹۵
بارگاہ رسالت ﷺ میں صلوۃ وسلام	۱۹۵
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سلام	۱۹۷
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام	۱۹۷
دوسروں کی طرف سے سلام پیش کرنا	۱۹۸

فہرست رسالہ: ’’حج اور عمرہ کی کثرت‘‘

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہزار مرتبہ بیت اللہ کی حاضری ہوئی.........	۲۰۰
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج کرتی تھیں.........	۲۰۰
حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے.........	۲۰۱
حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حج.........	۲۰۲
بزرگوں کے پیدل حج کی قابل رشک تعداد.........	۲۰۳
وسعت کے باوجود پانچ سال تک بیت اللہ نہ جائے وہ محروم ہے.........	۲۰۳
مسلسل حج اور عمرہ کی فضیلت.........	۲۰۴
ہر مہینہ میں عمرہ کرنا چاہئے، یا ہر سال عمرہ کر سکتے ہیں.........	۲۰۵
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال عمرہ کرتے تھے.........	۲۰۶
ہر مہینے میں دو مرتبہ عمرہ ناپسند ہے.........	۲۰۶
صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سال میں ایک مرتبہ عمرہ کرتے تھے......	۲۰۷
مہینہ میں دو مرتبہ عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں.........	۲۰۷
سال میں ایک مرتبہ عمرہ ٹھیک ہے.........	۲۰۷
جب چاہو عمرہ کرو.........	۲۰۸
یہ حدیث بھی کثرت عمرہ پر دلیل ہے.........	۲۰۸
عمرہ اور حج کا تعلق لبیک سے ہے.........	۲۰۹
بیت اللہ کی حاضری سے روکنے کا کسی کو حق نہیں.........	۲۱۰
کثرت عمرہ اور نفل حج پر بیجا تنقید.........	۲۱۲

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی فقراء پر صدقہ سے حج اور عمرہ افضل ہے۔اشعار میں دل چسپ سوال وجواب	۲۱۴
نفل حج کرنے والوں کی وجہ سے فرض والوں کی درخواستیں رہ جاتی ہیں	۲۱۵
اورنفل حج سے غریب لڑکیوں کی شادی کرنا بہتر ہے یانہیں؟	۲۱۵
معاشی ہدف کے حصول کے لئے اسلام کی گردن پر پاؤں نہ رکھا جائے	۲۱۶
حج ثانی کے لئے پانچ سال کی قید	۲۱۷
کیانفل عمرہ اورحج سے صدقہ افضل ہے؟	۲۱۹
بوقت ضرورت نفل حج سے صدقہ وخیرات افضل ہے	۲۱۹
زائرین میں کچھ کو نہ نماز آتی ہے، نہ قرآن، نہ لبیک کا تلفظ	۲۲۲
حرمین شریفین کے سفر کوصرف اورصرف تفریح سمجھنے والا طبقہ	۲۲۲
حرمین شریفین میں اولاد کا نکاح پڑھوانے کا شوق اسراف ہے	۲۲۲
حرام مال سے عمرہ، نفل حج اور تبلیغ کا سفر	۲۲۲
مہتمم کامدرسہ کے مال سے عمرہ اورحج	۲۲۳
حرام مال سے حج کرنے پر وعید کی احادیث	۲۲۳
قرب قیامت میں چارقسم کے لوگوں کا حج غیر مقبول	۲۲۴
تکرار عمرہ میں ائمہ اور علماء سلف کا مسلک	۲۲۵

فہرست رسالہ: ''حج کے چار مسائل''

(۱)......احرام کے نفل	۲۲۸
نماز احرام کی منقول سورتیں	۲۲۹
احادیث وآثار	۲۳۱
آپ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا	۲۳۱
آپ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد احرام باندھا	۲۳۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے	۲۳۳
حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے	۲۳۳
(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم	۲۳۴
طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے	۲۳۴
مکروہ وقت میں نماز کے عدم جواز پر احادیث وآثار	۲۳۶
آپ ﷺ نے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا	۲۳۶
عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت نہیں	۲۳۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نفل پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے	۲۳۷
مکروہ وقت میں طواف کرنا ہو تو نماز مؤخر کر کے مباح وقت میں پڑھی جائے.	۲۳۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہیں پڑھی	۲۳۸
وادی ذی طوی	۲۳۸
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھی	۲۳۹
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی	۲۴۰

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سورج نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی	۲۴۰
ابن عباس رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کر کے حجرے میں تشریف لے گئے	۲۴۱
حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہما اللہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی	۲۴۲
مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے تین طوافوں کی نمازیں بعد میں پڑھیں	۲۴۲
حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی	۲۴۳
جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم فجر اور عصر کے بعد طواف نہیں کرتے تھے	۲۴۳
فجر اور عصر کے بعد مطاف خالی ہو جاتا تھا، اور کوئی طواف نہیں کرتا تھا	۲۴۳
طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے طواف کی نماز جائز ہے	۲۴۴
دلیل عقلی	۲۴۶
(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟	۲۴۷
آپ ﷺ نے عقبہ کی صبح کنکریاں جمع کرنے کا حکم فرمایا	۲۴۸
عقبہ کی وجہ تسمیہ	۲۴۸
رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو......وادی محسر	۲۴۹
رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لینا	۲۵۲
مزدلفہ کو "جمع" کہنے کی وجہ...... جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو	۲۵۴
عرفات کے راستے سے کنکریاں اٹھانا......جمرات کے پاس سے کنکریاں لینا.	۲۵۵
(۴)......روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام کے الفاظ؟	۲۵۶
مدینہ شریف جائے تو آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام پڑھے	۲۵۶
سلام کے لئے بہتر اور افضل الفاظ	۲۵۶

حضرات شیخین اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے سلام کے الفاظ............	۲۵۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام کے الفاظ........................	۲۵۷
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سلام کے الفاظ.....................	۲۵۸
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول الفاظ میں ترجیح کن کو؟............	۲۶۰
منقول سلام کے الفاظ..................................	۲۶۲
فہرست رسالہ ''مرغوب المقالة فی مسائل الحج والعمرة''	
کیا اہل برطانیہ کے لئے جدہ میقات ہے؟........................	۲۶۴
تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے، اوراس کے دلائل................	۲۷۲
عمرہ کے لئے مکہ ہی سے احرام باندھنا، اورامام بخاری رحمہ اللہ کا تفرد.........	۲۷۹
طائف جانے والے زائرین کے لئے واپسی میں عمرہ کرنا ضروری ہے........	۲۸۱
رمی قبل الزوال، اورتمام دنوں کی رمی ایک دن کرنے پر دم کا وجوب	
رمی کے دوجزئیوں کے بارے میں عبارات فقہاء........................	۲۸۸
جزئیہ مذکورہ کی تائید میں چنداحادیث وآثار........................	۲۹۶
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اورتابعین رحمہم اللہ کے نزدیک رمی میں وسعت تھی	۲۹۸
وقوف مزدلفہ واجب ہے، مگر ضعفاء کے لئے ترک وقف کی اجازت ہے......	۳۰۱
وقوف مزدلفہ کا وقت.........مشائخ بھی ضعفاء میں شامل ہیں..............	۳۰۴
دین میں آسانی ہے تنگی نہیں................................	۳۰۶
تمتع سے منع کرنے کی وجہ	**۳۰۹**

فہرست رسالہ ’’حج وعمرہ کی منقول دعائیں‘‘

عرض مرتب............................	۳۱۸
مکہ مکرمہ میں داخلہ کی دعا...... بیت اللہ شریف کو دیکھ کر پڑھے...... تلبیہ.......	۳۱۹
حجر اسود کے استلام کی دعا............................	۳۲۰
طواف کی دعا............................	۳۲۱
طواف کی دو رکعت کے بعد کی دعا............................	۳۲۲
رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان پڑھنے کی دعا............................	۳۲۳
زمزم پینے کی دعا...... حطیم اور میزاب رحمت کے نیچے پڑھنے کی دعا............	۳۲۴
صفا اور مروہ کی دعا............................	۳۲۴
میلین اخضرین کے درمیان پڑھے...... عرفات کی دعا............................	۳۲۶
مزدلفہ کی دعا...... یوم نحر کی دعا...... رمی جمار کی دعا............................	۳۳۰
بیت اللہ سے رخصتی کے وقت کی دعا............................	۳۳۰
حج میں جانے والے کو یہ دعا دے...... حج سے واپس آنے والے کو یہ دعا دے	۳۳۱
عمرہ سے واپس آنے والے کو یہ دعا دے...... حج اور عمرہ کے سفر سے واپسی کی دعا	۳۳۱
صفا مروہ، عرفات ومزدلفہ، اور منی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک جامع دعا............................	۳۳۲
آپ ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام............................	۳۳۲
تلبیہ...... تلبیہ کی فضیلت............................	۳۳۴
طواف کے فضائل...... بارش میں طواف کا اجر...... گرمی میں طواف کا ثواب..	۳۳۵

حج کے اہم اور
کچھ جدید مسائل

اس رسالہ میں حج کے متعلق اہم فتاوی۔ چند ضروری، اور کچھ جدید مسائل
مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

پیش لفظ

مختلف اوقات میں، مختلف دارالافتاء سے، مختلف موضوعات پر، سوالات کا موقع ملتا رہا۔ایک دن دیکھا تو میری فائل میں ایک اچھا خاصہ ذخیرہ نظر آیا۔خیال آیا کہ ان فتاوی کو جمع کر کے کتابی شکل میں محفوظ کر دینا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ علمی امانت ضائع ہو جائے۔

ساتھ ہی دیکھا کہ اکابرین اور اساتذہ کے نام چند عریضے بھی فائل میں موجود تھے، جو راقم نے کسی حدیث یا مسئلہ وغیرہ کی تحقیق کے لئے لکھے تھے۔

اس کی شکل یہ سمجھ میں آئی ''علمی مکتوبات'' کے نام سے ایک کتاب تیار کرلوں، الحمد للہ وہ کام مکمل ہو گیا، تو خاصی ضخیم کتاب بن گئی، انشاء اللہ کسی وقت شائع ہوگی۔

اس وقت حج کا زمانہ قریب ہے، اس لئے حج کے متعلق فتاوی کو اس رسالہ میں جمع کیا گیا، ساتھ حج کے کچھ اور مسائل بھی شامل کئے جا رہے ہیں۔اللہ تعالی اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور حج کے مسافر کے لئے کارآمد ثابت ہو، آمین۔

حضرات اہل علم کو کسی مسئلہ میں غلطی نظر آئے تو براہ کرم مطلع فرمائیں، انشاء اللہ بعد تحقیق آئندہ طباعت میں اصلاح کر لی جائے گی۔

مرغوب احمد لاجپوری

۳۰ رشوال المکرّم ۱۴۲۷ھ، مطابق ۲۲ رنومبر ۲۰۰۶ء

بروز بدھ

حج کے فرائض وواجبات اور جنایات

معلم الحجاج سے ماخوذ

فرائض حج

حج کے اصل فرض تین ہیں:

(۱):......احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیک کہنا۔

(۲):......وقوف عرفات یعنی ۹/ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا اگر چہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۳):......طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر ۱۲/ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے، ان تینوں فرضوں میں سے کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ:......ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور فرض کو اس کے مخصوص مقام اور وقت میں کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:...... وقوف عرفات سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے' بلکہ فرائض کے ساتھ ملحق ہے۔

ارکان حج

حج کے دو رکن ہیں:

ا:......طواف زیارت۔

۲:......وقوف عرفہ۔

اوران دونوں میں زیادہ اہم اوراقوی وقوف عرفہ ہے۔(معلم الحجاج ص۹۰)

واجبات حج

حج کے واجبات:۶/ ہیں:

۱:......مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔

۲:......صفااورمروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۳:......رمی جماریعنی کنکریاں مارنا۔

۴:......قارن اور متمتع کوقربانی کرنا۔

۵:......حلق یعنی سر کے بال منڈوانا، یاتقصیر یعنی کتروانا۔

۶:......آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کوطواف وداع کرنا۔

تنبیہ:......بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵/تک شمار کئے ہیں، وہ حقیقت میں بلا واسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں، بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں، مثلاً: بعض احرام کے ہیں، بعض طواف کے ہیں۔ اوران میں واجبات حج اور شرائط حج کے واجبات کوبھی شمار کرلیا گیا ہے۔حج کے واجبات بلاواسطہ صرف ۶/ہیں۔

مسئلہ:......واجبات کاحکم یہ ہے کہ اگران میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو حج ہوجائے گا خواہ وہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر،لیکن اس کی جزالازم ہوگی، خواہ قربانی یا صدقہ، جیسا کہ جنایات کے بیان میں آئے گا، البتہ اگرکوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزاء لازم نہیں ہوگی۔(معلم الحجاج ص۹۱)

عمرہ کے افعال

۱:......احرام عمرہ (شرط)۔

۲:......طواف مع رمل (رکن)۔

۳:......سعی (واجب)۔

۴:......سرمنڈانا یا کتروانا (واجب)۔

نوٹ:......رمل سنت ہے۔

حج افراد کے افعال

۱:......احرام (شرط)۔

۲:......طواف قدوم (سنت)۔

۳:......عرفہ (رکن)۔

۴:......وقوف مزدلفہ (واجب)۔

۵:......رمیٔ جمار عقبہ (واجب)۔

۶:......قربانی (اختیاری)۔

۷:......سرمنڈانا (واجب)۔

۸:......طواف زیارت (رکن)۔

۹:......سعی (واجب)۔

۱۰:......رمیٔ جمار (واجب)۔

۱۱:......طواف وداع (واجب)۔

حج قران کے افعال

۱:......احرام حج وعمرہ (شرط)۔

۲:......طواف عمرہ (رکن) مع رمل۔

۳:......سعیٔ عمرہ (واجب)۔

۴:......طواف قدوم مع رمل (سنت)۔

۵:......سعی (واجب)۔

۶:......وقوف عرفہ (رکن)۔

۷:......وقوف مزدلفہ (واجب)۔

۸:......رمیٔ جمرۂ عقبہ (واجب)۔

۹:......قربانی (واجب)۔

۱۰:......سر منڈانا (واجب)۔

۱۱:......طواف زیارت (رکن)۔

۱۲:......رمیٔ جمار (واجب)۔

۱۳:......طواف وداع (واجب)۔

حج تمتع کے افعال

۱:......احرام عمرہ (شرط)۔

۲:......طواف عمرہ (رکن) مع رکن۔

۳:......سعیٔ عمرہ (واجب)۔

۴:......سر منڈانا (واجب)۔

۵:......۹/ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا (شرط)۔

۶:......وقوف عرفہ (رکن)۔

۷:......وقوف مزدلفہ (واجب)۔

۸:......رمیٔ جمرۂ عقبہ (واجب)۔

۹:......قربانی (واجب)۔

۱۰:......سر منڈانا (واجب)۔

۱۱:......طواف زیارت (رکن)۔

۱۲:......سعی (واجب)۔

۱۳:......رمیٔ جمار (واجب)۔

۱۴:......طواف وداع (واجب)۔

کسی شخص کو مکہ میں شوال کا چاند نظر آ جائے تو کیا حج فرض ہو جائے گا؟

م:......اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے آخر میں کسی طرح مکہ مکرمہ پہنچ جائے' اس حال میں کہ وہ فقیر ہو' اور فقر کی وجہ سے اب تک اس پر حج کرنا فرض نہ ہوا ہو' اور مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے شوال کا مہینہ شروع ہو جائے تو ایسے شخص پر سواری کے اخراجات کی شرط کے بغیر حج کرنا فرض ہو جائے گا، البتہ یہ ضروری ہے کہ اس میں کم از کم عرفات تک آنے جانے کے لئے پیدل چلنے کی استطاعت ہو اور حج تک رہنے کے لئے قیام وطعام کا خرچہ اس کے پاس موجود ہو، اور اگر وہ مالدار ہے تو اہل وعیال کا خرچ بھی اس کے پاس ہو۔ حج فرض ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اشہر حج شروع ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ آنے کی بنا پر اہل مکہ کے حکم میں ہو گیا' اور مکہ والوں پر سواری کے اخراجات کی شرط کے بغیر شوال شروع ہونے پر حج فرض ہو جاتا ہے' سواری کے اخراجات کی شرط آفاقیوں کے حق میں ہے' جو آفاق سے اشہر حج میں مکہ مکرمہ پہنچیں۔

واضح رہے کہ ''عمدۃ المناسک'' ص:۱۳۱/ پر ضروری فائدے کے دوسرے مسئلہ میں

فقیر مکی پر بلا شرط خرچہ بھی حج کو فرض قرار دیا گیا ہے، مگر یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ عام کتب فقہ میں اس قول کو مرجوح قرادیا گیا ہے، اور مناسک اور فقہ کی درج ذیل کتب میں خرچ طعام کے ساتھ فرضیت کا حکم لگایا گیا ہے، لہذا یہی درست ہے۔

بحر الرائق ص ۳۱۳ ج ۲۔ بدائع ص ۱۲۲ ج ۲۔ عالمگیری ص ۲۱۷ ج ۱۔ شامی ص ۴۶۰ ج ۲۔ فتح القدیر ص ۳۲۲ ج ۲۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۳۰ ج ۱، غیر مطبوعہ)

غریب کو کسی نے حج کرایا اب مالدار ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا؟

م ...... غریب شخص جس پر حج فرض نہیں، اگر کسی نے اسے حج کرایا اور اس نے فرض حج یا مطلق حج کی نیت سے حج ادا کیا تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا، اور مالدار ہونے پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا، اگر اس نے نفل حج کے احرام سے حج کیا تو مالدار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہوگا۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۳۳ ج ۱، غیر مطبوعہ)

م: ...... بالغ ہونے کے بعد کسی کے خرچ سے حج ادا کیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا (اب دو بارہ اپنے مال سے حج ادا کرنا ضروری نہیں)۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۴۵ ج ۱)

جنایات

جنایات: ...... لغت میں تقصیر اور خطاء کو کہتے ہیں، اور حج کے بیان میں ہر اس فعل کا ارتکاب جنایت ہے جس کا کرنا احرام یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو۔ احرام کی جنایات: ۸ر ہیں:

۱: ...... خوشبو استعمال کرنا۔

۲: ...... سلا ہوا کپڑا پہننا۔

۳: ...... سر اور چہرہ ڈھانکنا۔

۴: ...... بال دور کرنا۔

۵:......ناخن کاٹنا۔

۶:......جماع کرنا۔

۷:......واجبات حج سے کسی واجب کوترک کرنا۔

۸:......خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔

قواعد کلیہ

اول چند قاعدے سمجھ لئے جائیں۔ جنایات کے بیان میں ان سے بہت مدد ملے گی' بلکہ ان کوزبانی یادرکھنا چاہئے۔

قاعدہ:۱...... جنایات کا ارتکاب اگر بلا عذر کیا جائے اوراس فعل کوکامل طور سے کیا جائے تو دم کا وجوب حتمی طور سے متعین ہے۔اوراگر عذر کی وجہ سے ارتکاب کیا' اور کامل طور سے کیا تو دم یا روزہ یا صدقہ بطور تخییر واجب ہوتا ہے' یعنی تینوں میں سے جو چاہے ادا کرسکتا ہے۔ اگر عذر کی وجہ سے ناقص طور سے کیا ہےتو روزہ یا صدقہ واجب ہوگا' اور دونوں میں اختیار ہوگا' جو چاہے اختیار کرے۔

قاعدہ:۲...... جنایات حرم اور خشکی کے شکار کی جزا میں اختیار ہے کہ اس کی قیمت کا جانور ذبح کرے، اگراتنے میں جانور آسکتا ہو' یا اس کی قیمت صدقہ کرے' یا اس کے بجائے روزے رکھے۔

قاعدہ:۳...... جنایات احرام میں قارن پرعمرہ ادا کرنے سے پہلے دو جزا ہوتی ہیں، کیونکہ اس کے دواحرام ہوتے ہیں۔اورمفرد پرایک، البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گذرجائےتو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

قاعدہ:۴......جس جگہ جزا میں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ یا دنبہ ہوتا

ہے۔اور گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔اور دم میں قربانی کے تمام شرائط کا اعتبار ہے۔

سالم اونٹ یا گائے دو جگہ واجب ہوتی ہیں: ایک تو جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈوانے سے پہلے عورت سے ہمبستر ہونا۔

قاعدہ:۵......جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو مراد ہوتا ہے۔اور جس جگہ صدقہ کی مقدار متعین کردی جائے اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے۔صاع اسی روپیہ کے سیر سے ساڑھے تین سیر ہوتا ہے۔آج کل اس کا وزن ایک کلو ۵۷۵رگرام ہوتا ہے۔

قاعدہ:۶......ممنوعات احرام اگر چہ عذر کی حالت میں کئے جائیں' تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

قاعدہ:۷......واجبات حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزا واجب ہوتی ہے۔اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزا واجب نہیں ہوتی۔(معلم الحجاج ص ۲۲۵)

شرائط وجوب جزاء

جزاء واجب ہونے کے لئے اسلام' عقل اور بلوغ شرط ہے۔کافر' نابالغ اور مجنون پر جزاء واجب نہیں ہوتی' اور ان کی طرف سے ان کے ولی پر بھی واجب نہیں ہوتی، البتہ اگر احرام کے بعد مجنون ہوا' اور پھر بعد میں ہوش آ گیا' اگر چہ چند سال کے بعد ہو تو ممنوعات احرام کی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:......جزاء جنایات اور کفارات فوراً ادا کرنی واجب نہیں ہوتی، لیکن اخیر عمر میں جب

ظن غالب فوت ہونے کا ہو تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے، اگر تاخیر کی تو گناہ ہوگا اور وصیت کرنی واجب ہوگی ، اگر وارث بلا وصیت کے جزاء ادا کرے تو ادا ہو جاتی ہے، البتہ جزاء میں میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کفارات کو جلد ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: ...... جنایات قصدا کرے یا بھول کر' یا خطاء' مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو' اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے' سوتے کرے یا جاگتے' نشہ میں ہو یا بیہوش' مالدار ہو یا تنگدست' خود کرے یا کسی کے کہنے سے' معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ: ......قصدا جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزاء دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا' گناہ معاف ہونے کے لئے توبہ ضروری ہے۔ اور ارتکاب جنایت سے حج مبرور نہیں ہوتا۔ (معلم الحجاج ص ۲۲۶)

احرام کی بیس پابندیاں

۱: ......حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے۔ تین سے کم مارے گا تو جو چاہے صدقہ کرے گا۔ اور اگر تین سے زیادہ ہیں' اور زیادہ کی تعداد چاہے کتنی ہی ہو' پھر بھی ایک ہی صدقہ ' فطر دینا کافی ہوگا۔ اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے' اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں' اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔

(مستفاد: غنیۃ الناسک ۱۵۵۔ فتح القدیر ص ۲۶ ج ۳۔ ایضاح المناسک ص ۷۵)

۲: ......حالت احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے' جو بدن سے پیدا نہ ہوتے ہوں، لہذا کھٹمل' مچھر' مکھی' تتیئے کو مارنے میں کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔

(مستفاد: احکام حج ص ۹۷۔ غنیۃ الناسک ۱۵۵۔ ایضاح المناسک ص ۷۵)

۳:......حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں' ان سے احتراز کرنا ضروری ہے، اگر کوئی ٹڈی مارے گا تو ایک صدقہ یا جو کچھ بھی ہو' جرمانہ میں ادا کرے۔

(مستفاد: فتح القدیر ص ۴۶ ج ۳۔ایضاح المناسک ص ۷۵)

۴:......اگر حالت احرام میں مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس و کنار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں انزال ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں جرمانہ میں ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ص ۲۴۴ ج ۲)۔نیز اگر بیوی کو شہوت ہوجائے تو اس پر بھی الگ سے ایک قربانی واجب ہوجائے گی۔ (تاتارخانیہ ص ۴۹۹ ج ۲)

۵:......اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈوائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ (نصف صاع) جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔(مستفاد: فتح القدیر ص ۱۳۱ ج ۳۔ایضاح المناسک ص ۷۶)

۶:......اگر احرام کھولنے کا وقت آنے سے قبل ڈاڑھی مکمل یا چوتھائی یا اس سے زیادہ منڈوائے یا کتروائے تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو ایک صدقہ (نصف صاع) جرمانہ ادا کرنا واجب ہوگا۔(فتح القدیر ص ۱۳۱ ج ۳)

چوتھائی سے مراد ڈاڑھی کی لمبائی نہیں' بلکہ ڈاڑھی نکلنے کی جگہ کی چوتھائی مراد ہے۔

۷:......حالت احرام میں دونوں بغل کو صاف کیا' یا ایک' دونوں صورتوں میں جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔(مستفاد: فتح القدیر ص ۳۲ ج ۳۔بدائع الصنائع ص ۱۹۳ ج ۲۔ہندیہ ۲۴۳)

۸:......حالت احرام میں زیرناف صاف کرلیا تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔

(غنیۃ ص ۱۳۷)

۹:......ایک ہی وقت میں سر' یا ڈاڑھی' بغل' زیرناف وغیرہ سب کے بال صاف کرلئے تو

سب کے عوض میں ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف اوقات میں صاف کیا ہے تو ہر ایک وقت کے لئے الگ الگ دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۸)

۱۰: ...... سر یا ڈاڑھی یا بغل یا زیر ناف میں سے کسی جگہ سے دو، تین بال اکھاڑنے سے ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر تین سے زائد اور چوتھائی عضو سے کم ہے تو ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت لازم ہوگی۔ (مستفاد: غنیۃ الناسک ص ۱۳۷)

۱۱: ...... حالت احرام میں مونچھ کاٹ لی، چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ، بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص ۱۳۸۔ ''ایضاح المناسک'' ص ۷۸)

۱۲: ...... سر، داڑھی، بغل، زیر ناف کے علاوہ پورے بدن میں سے کسی بھی پورے عضو یا بعض عضو یا تمام اعضاء کے بال کو صاف کرلیا ہے، تو صرف ایک صدقۂ فطر کی جرمانہ میں لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ص ۱۳۷۔ معلم الحجاج ص ۲۴۰)

۱۳: ...... ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ، پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں، تو سب کے عوض ایک ہی دم واجب ہوگا۔ اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے۔ اس طرح اگر ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں، اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لئے ہیں، تو دو دم لازم ہوں گے۔ اور کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے ہیں، بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کاٹے ہیں، چاہے چار چار کر کے سولہ ناخن کاٹ لئے ہیں تو دم لازم نہ ہوگا، بلکہ ہر ایک ناخن کے عوض میں ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔

(مستفاد: بدائع الصنائع ص ۲۹۴ ج ۲۔ تاتارخانیہ ص ۵۰۳ ج ۲۔ ہندیہ ص ۲۴۴ ج ۱۔ ایضاح المناسک'' ص ۷۸)

۱۴: ...... حالت احرام میں مرد کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے، جو بدن کی

ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنایا گیا ہو جیسے: کرتا، قمیص، پائجامہ، بنیان، ٹوپی، نیکر، اچکن، جرسی، صدری وغیرہ ہیں، اور جو کپڑا بدن کی ہیئت اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے، تو اس کا پہننا بلا کراہت جائز ہے، لہذا سلی ہوئی لنگی پہننا جائز ہے۔(معلم ص ۲۳۳)

ہاں افضل یہ ہے کہ کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔

۱۵:......اگر ایک دن یا ایک رات کامل مرد نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے، یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا۔

اور رات کو اس نیت سے اتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے، تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا۔ اور اگر اس نیت سے اتارتا ہے کہ اب نہیں پہنوں گا مگر دوسرے دن پھر پہن لیا تو دو دم لازم ہوں گے۔(معلم الحجاج ص ۲۳۳)

اور اگر ایک رات یا ایک دن سے کم اور ایک گھنٹہ سے زیادہ پہنا ہے تو ایک صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک، دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہوگا۔(مستفاد: غنیۃ الناسک ص ۱۳۴۔ ''معلم الحجاج'' ص ۲۳۳)

۱۶:......حالت احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے، بالقصد یا بلا قصد یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی ہو، ہر صورت میں جرمانہ لازم ہوتا ہے۔ نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے، لہذا اگر کسی بڑے عضو یعنی: سر، چہرے، پنڈلی، ران، ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے، یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے، تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا، چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کے لئے ہر صورت میں دم لازم ہوگا، جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔

اور اگر چھوٹے اعضاء پر مثلا: کان، آنکھ، انگلی وغیرہ میں لگائی تو ایک صدقہ فطر لازم

ہوگا۔(معلم الحجاج ص ۲۲۸۔''ایضاح المناسک''ص ۸۰)

۱۷:......اگر عورت نے حالت احرام میں ہتھیلی یا پیر میں مہندی لگائی ہے تو جرمانہ میں دم لازم ہوگا۔(معلم الحجاج ص ۲۲۹)

۱۸:......اگر حالت احرام میں عطار کی دوکان پر بیٹھا ہے اور اپنے بدن یا کپڑے پر عطر نہیں لگایا ہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا، البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے مگر جرمانہ نہیں ہے۔(معلم الحجاج ص ۲۲۹)

۱۹:......حالت احرام میں سر کا چھپانا عورت کے لئے بلا کراہت جائز ہے، بلکہ لازم ہے' اور مرد کے لئے سر کا چھپانا جائز نہیں، اسی طرح چہرہ کا چھپانا بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک دن یا ایک رات کامل سر یا چہرہ کو چھپائے گا تو دم دینا لازم ہوگا۔ ایک دن یا ایک رات سے کم میں صدقۂ فطر لازم ہے' چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی کیوں نہ ہو' چاہے جان کر چھپایا ہو یا بھول کر' ہر صورت میں جرمانہ لازم ہے۔ اور ایسے ہی کسی نے زبردستی چھپا دیا تب بھی جرمانہ لازم ہوگا۔(غنیۃ الناسک ص ۱۳۶۔''ایضاح المناسک''ص ۸۰)

۲۰:......جو حجاج کرام حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں ان کو اس بات کا بہت خیال رکھنا ہے کہ جہاز کی طرف سے ایک پیکٹ پیش کیا جاتا ہے' جس کے اندر نہایت تیز خوشبودار ایک کلن پیپر ہوتا ہے' وہ صرف اس کام کے لئے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ہاتھ صاف کرلیں' محرم اور غیر محرم سب کو پیش کیا جاتا ہے' آپ اس سے ہاتھ' منہ ہرگز صاف نہ کریں' اگر پورے چہرے پر ملیں گے تو دم واجب ہوجائے گا۔(مستفاد''ایضاح المناسک''ص ۸۰)

(از: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ، ماخوذ: ''ندائے شاہی'' حج و زیارت نمبر ص ۱۶۲)

وجوب وعدم وجوب دم کے متعلق چند مسائل

کیا سر کے بال دو تین جگہوں سے پورے کے برابر کٹوانے سے حلق ادا ہو جائے گا؟

م......حج یا عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال منڈوانا یا چوتھائی سر کے بال کٹوانا ایک پورے کے برابر ضروری ہے۔ اور پورے سر کو منڈوانا یا پورے سر کے بال کم از کم ایک پورے کے برابر کٹوانا سنت ہے، لہذا مکمل سر کے بال کٹوانے کی بجائے دو تین مختلف حصوں سے انگلی کے پوروں کے برابر بال کٹوا لینے سے اگر مجموعی طور چوتھائی سر کے بقدر بال کٹ جاتے ہیں تو اس کی وجہ سے محرم اپنے احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور اس پر کوئی دم واجب نہیں ہوتا۔ اور اگر دو تین جگہوں سے بال کٹوانے سے ان کی مجموعی مقدار چوتھائی سر کے برابر نہ ہوتی ہو تو جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو اس طرح بال کٹوانے سے محرم اپنے احرام سے حلال نہیں ہوگا۔ اور اس صورت میں اگر اس نے ایک دن یا ایک رات سے زیادہ مدت تک اپنے آپ کو حلال سمجھتے ہوئے سلے ہوئے کپڑے پہن لئے' یا دیگر ایسی جنایات کا ارتکاب کیا جن کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے تو ایسے شخص پر ان تمام جنایات کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا۔

(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۶۴ ج ۱، غیر مطبوعہ)

بیماری کی وجہ حالت احرام میں بال خود بخود گرے تو؟

م:......(حالت احرام میں) جو بال بیماری وغیرہ کی وجہ سے گرتے رہتے ہیں' اس سے کچھ واجب نہیں۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۶۴ ج ۱، غیر مطبوعہ)

تیسرے دن رمی کے بعد مکہ پہنچنا کب ضروری ہے؟

م......تیسرے دن زوال کے بعد رمی کر کے غروب شمس سے پہلے پہلے مکہ مکرمہ جا سکتا ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ چوتھے دن زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ چلا جائے، اور تیسرے دن غروب شمس کے بعد مکہ مکرمہ جانا بلا رمی مکروہ ہے، (اگر جائے تو کوئی دم نہیں' اور نہ چوتھے دن کی رمی واجب ہوتی ہے۔ بہت سے حضرات اس مسئلہ میں غلط فہمی شکار ہیں)، لیکن اگر چوتھے دن کی صبح منی میں ہوگئی تو اسی دن کی رمی واجب ہو جائے گی، اگر بلا رمی آئے گا تو دم واجب ہوگا۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۱۰۹ ج ۱، غیر مطبوعہ)

حرم کی نیم توڑنے سے دم ہے؟

م:......حرم کی نیم توڑنے سے کوئی جزا لازم نہیں آتی، کیونکہ جزا خودرو گھاس وغیرہ کاٹنے سے لازم ہوتی ہے' اور نیم خودرو نہیں، بلکہ عام طور پر اسے اگایا جاتا ہے، اس لئے اس کے توڑنے سے کسی قسم کی جزا لازم نہیں۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۶۵ ج ۱، غیر مطبوعہ)

دم حدود حرم میں ضروری ہے' صدقہ نہیں

م:......احرام کی جنایات میں جب صدقہ واجب ہو تو اس کا ادا کرنا حرم سے باہر بھی جائز ہے۔ اور دم کو حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۲۶۱ ج ۲، غیر مطبوعہ)

رمی' ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب کا وجوب

متمتع اور قارن کے لئے رمی' ذبح اور حلق کے درمیان امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر' جو مفتی بہ ہے' ترتیب لازم ہے، اس کے ترک سے دم واجب ہو جاتا ہے، جبکہ

صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے، اس کے ترک پر دم لازم نہیں ہے۔آج کل حجاج، ازدحام یا دیگر پریشان کن اعذار کے پیش نظر اگر ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔(ندائے شاہی، حج وزیارت نمبر ۱۷۳)

اس تجویز کا مقصود یہ ہے کہ اولاتو پوری کوشش کی جائے کہ ترتیب قائم رہے، خواہ اس کے لئے کچھ دقت ہی اٹھانی پڑے، لیکن اگر کوشش کے باوجود ترتیب باقی رہنے کی کوئی شکل نہ رہے تو صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے دم واجب نہ ہوگا۔

فقہ اکیڈمی ہندوستان کا فیصلہ

حنفیہ کے قول راجح کے مطابق ۱۰/ ذی الحجہ کے مناسک میں رمی، ذبح اور حلق کو ترتیب کے ساتھ انجام دینا واجب ہے، اور صاحبین اور اکثر فقہاء کے یہاں مسنون ہے جس کی خلاف ورزی سے دم واجب نہیں۔حجاج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ترتیب کی رعایت کو ملحوظ رکھیں، تاہم ازدحام اور موسم کی شدت اور مذبح کی دوری وغیرہ کی وجہ سے صاحبین اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہذا اگر یہ مناسک ترتیب کے خلاف ہوں تو بھی دم واجب نہ ہوگا۔(اہم فقہی فیصلے ص ۱۲۰۔ نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ص ۳۹)

حج بدل میں تمتع

حج بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مامور حج افراد کرے، لیکن اگر آمر یا وصی اجازت دیدے تو تمتع بھی درست ہے، البتہ دم تمتع مامور اپنے مال سے ادا کرے، الا یہ کہ آمر دم تمتع ادا کرنے کی بھی اجازت دیدے، خواہ یہ اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً۔

(ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ص ۱۷۵۔اہم فقہی فیصلے ص ۱۲۱۔ نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ص ۴۰)

ایام منی میں مزدلفہ میں قیام

منی کی حدود شرعاً متعین ہیں، جہاں حکومت سعودیہ نے بڑے بڑے بورڈ لگا رکھے ہیں، لیکن ۱۴۲۰ھ سے حکومت نے خیموں کی پلاننگ زیادہ محفوظ طریقہ پر کرنے کے لئے خیموں کا سلسلہ منی کے اندر تک محدود نہ رکھ کر مزدلفہ کے کافی حصہ تک وسیع کر دیا ہے۔ مزدلفہ کے بنے ہوئے ان خیموں میں ہزارہا ہزار حاجیوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔ اب اس صورت حال میں منی میں رات گذارنے کی جو خاص سنت ہے وہ متروک ہو رہی ہے، اس لئے مزدلفہ میں ٹھہرنے والے حجاج اگر بسہولت منی کے حدود میں انتظام کر سکیں تو فبہا ورنہ اگر مزدلفہ میں ہی رہنا پڑے جیسا کہ عام حجاج کا حال ہے تو اس کی وجہ سے ان پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہے، اور حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے انشاء اللہ وہ ترک سنت کے گنہگار بھی نہ ہوں گے۔ اور یہاں ٹھہرنے والے حضرات اگر عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ کے حدود میں اپنے بنے ہوئے خیموں میں آکر رات گزاریں تو ان کا وقوف مزدلفہ کا عمل متحقق ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالی۔ (ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ص ۱۷۶)

ٹیکسی ڈرائیور وغیرہ کا بار بار حرم میں بلا احرام داخلہ

حدود میقات سے باہر رہنے والے ہوں، یا مکہ اور حل میں رہنے والے، اگر حدود میقات کے باہر سے مکہ کی نیت کر کے میقات سے آگے بڑھیں گے تو ان پر لازم ہے کہ وہ احرام باندھ کر ہی میقات سے آگے بڑھیں، خواہ وہ حج اور عمرہ کی نیت سے جائیں یا کسی اور مقصد سے۔

موجودہ حالات میں جبکہ تجار، دفاتر میں کام کرنے والے، ٹیکسی چلانے والے اور دیگر پیشہ وارانہ کام کرنے والے کبھی ہر روز، کبھی ہر دوسرے، تیسرے دن، اور بعض لوگوں کو تو

ایک دن میں ایک سے زیادہ دفعہ حرم میں داخل ہونا پڑتا ہے‘ ایسی حالت میں اس طرح کے لوگوں کو ہر بار احرام اور اداء عمرہ کی پابندی بے حد مشقت طلب اور دشوار ہے، اس لئے ان حضرات کے لئے بغیر احرام باندھے حدود حرم میں داخلہ کی گنجائش ہوگی۔

مقیم مکہ پر تمتع نہیں ہے

جو لوگ مکہ مکرمہ کے اصلا رہنے والے ہیں‘ یا وہاں مقیم ہیں‘ اصلا ان کے لئے تمتع نہیں ہے، اس لئے انہیں اشہر حج میں عمرہ نہیں کرنا ہے، وہ شخص جس پر اس سال حج فرض ہے اور وہ اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے‘ اسے اشہر حج میں میقات سے باہر جانے سے پرہیز کرنا چاہئے‘ اور اگر تجارتی‘ دفتری اور اپنی پیشہ وارانہ مجبوریوں کے باعث باہر جانے پر مجبور ہے تو اوپر لکھی تجویز پر عمل کرتے ہوئے میقات سے اندر داخل ہوتے ہوئے احرام نہ باندھے اور عمرہ نہ کرے۔ مکہ میں مقیم سے مراد وہ لوگ ہیں جو اشہر حج کے شروع ہونے سے قبل صحیح طریقہ سے مکہ میں آکر مقیم ہوگئے‘ یا کم از کم ایک سال سے وہاں اقامت پذیر ہوں۔

(اہم فقہی فیصلے ص ۱۲۰۔ نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ص ۳۸)

حرم شریف کی جدید تعمیر کے بعد مسعی کا حکم

مسعی مسجد حرام کی عمارت میں آجانے کے بعد بھی مسجد کے حکم میں نہیں ہوگا‘ اور نہ اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے، اس لئے کہ وہ خود ایک مستقل مشعر (شعار کا مقام) ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما﴾۔ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

تحقیقاً صفا اور مروہ یادگار خداوندی ہیں‘ سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے‘ اس پر ذرا بھی گناہ نہیں‘ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں۔

جمہور فقہاء جن میں ائمۂ اربعہ داخل ہیں، یہی رائے رکھتے ہیں۔

مسجد حرام کے امام کی اقتدا کرتے ہوئے مسعی میں نماز پڑھنا اسی طرح جائز ہے جس طرح دیگر پاک جگہوں پر جائز ہے۔

مسعی میں حائضہ عورت اور جنبی شخص کا ٹھہرنا اور سعی کرنا جائز ہے، اگر چہ سعی میں بھی طہارت مستحب ہے۔ (مکہ فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے ص ۳۰۰)

مسعی میں طواف

یہ دیکھا گیا کہ مسجد حرام کی چھت پر طواف کے دوران ہجوم کی وجہ سے بعض حضرات مسعی میں پہنچ جاتے ہیں اور اس میں طواف کا کچھ حصہ ادا کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں چونکہ طواف مسجد سے باہر ہوا، لہذا اس کا طواف نہ ہوگا، کیونکہ طواف کا مسجد میں ہونا ضروری ہے۔

اگر طواف زیارت کے سارے چکر میں یا تین سے زیادہ میں مسعی کو گذرا ہے تو اس کی قضا کرنی لازم ہے۔ اور ۱۲؍ تاریخ تک اس کی قضا نہ کی، یا طواف وداع نہ کیا، یا اور کوئی نفل طواف نہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا، اور طواف کو قضا بھی کرنا ہوگا۔

اگر زندگی میں اس طواف کو نہ کر سکا تو موت سے پہلے بدنہ یعنی اونٹ کی قربانی کی وصیت اس پر واجب ہوگی۔ (مسائل حج وعمرہ ص ۳۹۶)

اور طواف زیارت کے ذمہ میں رہتے ہوئے عورت سے قربت بھی حرام رہے گی، اگر عورت سے ایک مجلس میں کئی بار جماع کئے تو ایک دم واجب ہوگا، اور اگر متعدد مجلس میں جماع کئے تو ہر جماع کے بدلے میں ایک ایک دم واجب ہوگا۔ (زبدۃ ص ۳۷۵)

اگر چار چکر صحیح طور پر مسجد حرام میں کئے، اور تین چکر یا اس سے کم میں مسعی کو گذرا ہے تو

طواف زیارت تو ادا ہوگیا، مگر ہر چکر کے بدلے میں ایک صدقہ دینا واجب ہے۔
(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۳۷۵)

بلا وضو طواف کرنا' یا طواف کے دوران وضو ٹوٹنے کے مسائل

م:...... طواف کے لئے حدث اصغر و حدث اکبر سے پاک ہونا فقہاء نے واجب لکھا ہے۔
(عمدۃ الفقہ ص ۵۰۷ ج ۴)

م:...... پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا تو اس پر ایک بکری واجب ہوگی۔ (عمدہ ۴۵۲۱)

م:...... پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اس کا اعادہ مستحب ہے۔

م:...... اس طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا' خواہ اعادہ ایام نحر میں کیا ہو یا ایام نحر گذرنے کے بعد۔

م:...... کسی نے طواف زیارت بے وضو کیا' اور وطن کی طرف لوٹ گیا' پھر مکہ مکرمہ آکر اس کا اعادہ کرلے تو جائز ہے۔ اور واپس نہ لوٹے اور دم بھیج دے تو افضل ہے۔

م:...... طواف زیارت کے تین یا کم چکر بلا وضو کئے' پھر وضو کے ساتھ اس کا اعادہ نہ کیا' اور وطن کی طرف لوٹ آیا' تو ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ کرنا واجب ہے، لیکن ان پھیروں کے صدقہ کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو اس میں سے تھوڑا سا کم کردے' اور اس سے طواف کا اعادہ ساقط ہو جائے گا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۵۲۰ تا ۵۲۳ ج ۴)

م:...... طواف قدوم یا طواف وداع یا نفلی طواف بغیر وضو کیا تو ہر شوط کے لئے آدھا صاع گیہوں صدقہ کرے' اگر تمام چکر کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو تھوڑا سا کم کردے' اور اگر وضو کر کے اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

م:...... طوافِ عمرہ پورا یا اکثر یا اقل اگر چہ ایک چکر ہو اگر جنابت کی یا حیض و نفاس کی حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۵)

م:...... اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے' تو طواف ختم کر کے وضو کر لے اگر چار چکر کے بعد گیا ہے' تو وہیں سے طواف کو پورا کرے' اگر چار چکر سے کم کر کے گیا ہے تو از سر نو شروع کرنا افضل ہے۔ (زبدۃ الناسک ص ۱۲۳)

جنابت میں طواف کے چند مسائل

م:...... اگر پورا یا اکثر طواف زیارت جنابت یا حیض کی حالت میں کیا تو بدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے واجب ہوگی۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۴)

م:...... اگر طواف قدوم یا طواف وداع یا طواف نفل حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی۔ (معلم الحجاج ۲۴۴)

م:...... جو طواف زیارت جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں کیا ہو اس کا اعادہ واجب ہے' اور جو بے وضو کیا ہو اس کا اعادہ مستحب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۴)

م:...... طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طواف وداع طہارت سے کیا تو اگر طواف وداع ایام نحر (دس ذی الحجہ سے بارہ تک) میں کیا ہے تو یہ طواف طواف زیارت بن جائے گا اور طواف وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا، لیکن اگر پھر (کوئی) طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا۔ اگر طواف وداع ایام نحر گذرنے کے بعد کیا تب بھی یہ طواف زیارت بن جائے گا' لیکن دو دم واجب ہوں گے' ایک طواف زیارت کی تاخیر کا' دوسرا طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے۔ ہاں اگر اس کے بعد طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا' اور دوسرا دم جو طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا

ساقط ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج ص ۲۴۵)

اس سلسلہ کے کچھ متفرق مسائل

م:...... دائمی عذر والا شخص جس کو (مثلاً: ریح یا پیشاب یا کوئی زخم جاری ہو وغیرہ) خواہ اس کا عذر حقیقی ہو یا حکمی اگر وہ طواف کے چار چکر پورے کر لے پھر نماز کا وقت نکل جائے تو وہ نئے سرے سے وضو کرے اور اسی طواف پر بنا کر لے' اور باقی چکر جو کہ واجب ہیں پورے کر لے' ایسا کرنے سے اس پر کچھ لازم نہیں ہے، کیونکہ اس نے موالات کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اگر چار سے کم چکر لگائے اور وقت نکل گیا تب بھی یہی حکم ہے، لیکن اس کو اس صورت میں نئے سرے سے طواف کرنا افضل ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۹۶ ج ۴۔ معلم الحجاج ص ۱۳۶)

م:...... طواف زیارت بلا وضو کیا' پھر سعی کی' تو یہ سعی صحیح ہوگئی' اس کا اعادہ واجب نہیں۔

م:...... طواف زیارت بلا وضو کرنے کی صورت میں عورت حلال ہو جاتی ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص ۵۲۰ تا ۵۲۳ ج ۴)

م:...... اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی' تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔

متمتع حج سے پہلے مدینہ جائے تو واپسی پر صرف حج یا عمرہ کا احرام باندھے' قران کا احرام باندھنے پر دم واجب ہوگا

م:...... اکثر حاجی اشہر حج میں آ کر عمرہ کرتے ہیں' پھر حج سے پہلے مدینہ طیبہ چلے جاتے ہیں' ان کو واپسی میں صرف حج کا احرام باندھ کر آنا چاہئے، امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک

اس صورت میں ان کا تمتع صحیح ہے، کیونکہ وہ اشہرِ حج میں عمرہ کر چکے ہیں اور عمرہ کے بعد وہ حکماً مکّیوں کے حکم میں ہیں' چاہے میقات سے باہر نکل گئے، مگر چونکہ اپنے وطن نہیں گئے ہیں' تو ان کا سفر باعتبارِ حکم کے واحد ہے۔ اس کو المام فاسد کہتے ہیں' جو کہ مبطل تمتع نہیں۔ اگر یہ لوگ مدینہ سے واپسی پر قران کا احرام باندھیں گے تو دم جنایت لازم ہوگا۔ (زبدہ)

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: اگر وہ قران کا احرام باندھ کر آئے گا' تو اس پر دم جنایت واجب ہو جائے گا۔ (عمدۃ الفقہ ص۲۸۶ ج۴)

حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے بھی قران کا احرام باندھنے کی صورت میں دم کے وجوب کا فتوی دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''البتہ قران کا احرام باندھ کر آنا ممنوع ہے اس لئے کہ یہ حکماً مکی ہے، اگر قران کا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص۳۹۴ ج۶)

مولانا معین الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:

''لیکن اس کو کسی صورت میں بھی قران کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ نہیں آنا چاہئے، اگر ایسا کرے گا تو دم واجب ہوگا''۔ (مسائل ومعلومات حج وعمرہ ص۲۳)

ہر عمرے کے لئے حل سے احرام باندھنا ضروری ہے

م:......مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حجاج اگر متعدد عمرے کرنا چاہیں' تو ان پر ہر عمرے کے لئے الگ سے احرام باندھنا اور ہر دفعہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننا ضروری ہے، پہلے سے پہنے ہوئے عام لباس میں عمرہ کرنا درست نہیں۔ نیز مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے ضروری ہے کہ حدودِ حرم سے باہر حل میں جا کر وہاں سے احرام باندھیں' اس کے لئے افضل جگہ ''تنعیم'' ہے اور دوسرے نمبر پر ''جعرّانہ''۔ ان مقامات میں

سے کسی مقام پر جا کر احرام باندھیں اور پھر عمرہ ادا کریں۔ (فتاوی دار العلوم کراچی ص۱۴۲ ج۱)

عمرہ کے لئے تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے

م: ......آفاقی مکہ مکرمہ میں آ کر عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ ہی سے دوبارہ عمرہ ادا کرنا چاہے تو وہ تنعیم جا کر مسجد عائشہؓ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اہل مکہ اور جو ان کے حکم میں ہیں' ان کے لئے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے' ورنہ ان کی میقات حل ہے' اس میں جہاں سے چاہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔ (فتاوی دار العلوم کراچی ص۲۷۲/۲)

خطبۂ جمعہ کے دوران طواف کرنا منع ہے

م: ......خاموشی سے کان لگا کر خطبہ سننا واجب ہے، اور خطبۂ جمعہ کے دوران طواف کرنے سے چونکہ خطبے کے سننے میں خلل واقع ہوتا ہے، لہذا اس دوران طواف کرنا منع ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص۱۶۲ ج۱، غیر مطبوعہ)

دوران طواف بیت اللہ کی طرف چہرہ یا نگاہ کرنا خلاف ادب ہے

م: ......طواف کی حالت میں بیت اللہ کی طرف چہرہ اور نگاہ کرنا حرام یا مکروہ نہیں ہے، بلکہ خلاف ادب ہے۔ ادب یہ ہے کہ طواف کرنے والا دوران طواف اپنی نظر چلنے کی جگہ رکھے' تاکہ ادھر ادھر دھیان نہ بٹے' اور یکسوئی سے طواف ادا ہو جائے۔

(مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص۲۵۶ ج۲، غیر مطبوعہ)

مزدلفہ پہنچنے میں تاخیر ہو تو راستہ میں مغرب وعشا پڑھ لینا چاہئے

م: ......اگر ہجوم کی وجہ سے عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں تاخیر ہو تو راستہ میں مغرب اور عشا پڑھ لینی چاہئے، مزدلفہ پہنچنے کے انتظار میں ان کو قضا کرنا جائز نہیں۔ (حوالہ بالا ص۱۳۱ ج۱)

حاجی پر عید کی نماز واجب نہیں

م:......حاجی صاحبان چونکہ عید کے دن اہم مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں' اس لئے شرعاً ان سے عید کی نماز معاف کردی گئی ہے، لیکن اگر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔

''علم الفقہ'' میں عید کی نماز پڑھنے کا جو ذکر ہے وہ اسی بنیاد پر ہے۔ اور ''کتاب الحج'' میں جو لکھا گیا ہے کہ: ''عید کی نماز حاجیوں سے معاف کردی گئی ہے'' یہ بھی صحیح ہے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص۱۲۰/۱ غیر مطبوعہ)

مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تقابل سے پرہیز کرنا چاہئے

حضرت مولانا محمد اویس صاحب نگرامی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

بعض حجاج مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کا تقابل شروع کردیتے ہیں' اور مکہ معظّمہ کے متعلق ایسے کلمات زبان سے نکال ڈالتے ہیں جن کو سن کر ڈر معلوم ہوتا ہے۔ راقم سطور کو مکہ معظّمہ کے قیام میں بعض اوقات اس معاملہ میں بڑے صبر سے کام لینا پڑا۔

خوب یاد رکھئے! مدینہ منورہ کی تمام عظمتیں اور محبوبیتیں مسلم ہیں' مگر اس کے یہ معنی کب ہیں کہ مکہ معظّمہ کو کہا جائے کہ بالکل ''خالی'' ہے۔ ''**استغفر الله ، اعوذ بالله من شر الشيطان و شركه**''۔

مدینہ طیبہ (صلی اللہ علی صاحبہا) کی عظمت و محبت مکہ والے ہی کی وجہ سے ہے۔ مکہ معظّمہ کو قرآن مجید نے ''بلد امین'' کہا ہے۔ خود حضرت نبی کریم ﷺ نے اس سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ کعبہ یہیں ہے' جس کا خود حضور اقدس ﷺ بھی طواف کرتے تھے۔ خدا کے شعائر: صفا' مروہ یہیں ہیں، زمزم یہیں ہے، منیٰ و عرفات اور مزدلفہ یہیں سے قریب تر ہیں' بلکہ یہیں ہیں، پھر مکہ خالی کیسے کہا جاسکتا ہے۔

اس سلسلہ میں جو علمی بحث کتابوں میں درج ہے اس سے قطع نظر ہما وشما کو اس معاملہ میں اپنی زبان کو بالکل محفوظ رکھنا چاہیئے کہ مبادا کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

راقم سطور نے مکہ معظّمہ میں بعض دوستوں سے عرض کیا تھا کہ اپنا ذوق تو یہ کہتا ہے کہ مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ اور مکہ میں بھی صفا، مروہ، منی وعرفات اور مزدلفہ کی تجلیات کی مختلف جہتیں ہیں۔ حاجی ان میں جس مقام پر جائے وہیں کی کیفیات اس پر غالب ہونا چاہئیں، اس طرح ہر مقام کا ادب واحترام ہمارے حصہ میں آئے گا، انشاءاللہ۔ (ندائے شاہی ۹۳؍)

جدول باحكام اهم اعمال الحج فى ضوء المذاهب الاربعة

العمل	الحنفية	الشافعية	المالكية	الحنابلة
الحج	فرض فورا	فرض تراخيا	فرض فورا	فرض فورا
العمرة	سنة مؤكدة	فرض تراخيا	سنة مؤكدة	فرض فورا
الاحرام بالحج اى نيته	شرط	ركن	ركن	ركن
الاحرام بالعمرة اى نيتها	شرط على الصحيح	ركن	ركن	ركن
اقتران الاحرام بالتلبية	سنة وقيل واجب	سنة	سنة وقيل واجب	سنة
الاحرام من الميقات	واجب، يلزم بتركه دم	واجب	واجب	واجب
الغسل للاحرام	سنة	سنة	سنة	سنة
التطييب للاحرام	سنة	سنة	مكروه	سنة
التلبية	سنة وقيل واجب	سنة	واجبة	سنة
طواف القدوم	سنة	سنة	واجب	سنة
نية الطواف	شرط	شرط	واجب وقيل شرط	شرط
بدء الطواف من الحجر الاسود	واجب	شرط	واجب	شرط
المشى فى الطواف للقادر عليه	واجب	سنة	واجب	شرط
الطهارة من الحدثين فى الطواف	واجب	شرط	شرط	شرط
كون الطواف من وراء الحطيم	واجب	شرط	شرط	شرط
كون الطواف فى المسجد	شرط	شرط	شرط	شرط
كون الطواف سبعة اشواط	واجب	شرط	شرط	شرط

الموالاة بين اشواط الطواف	سنة	سنة	واجب وقيل شرط	شرط
ركعتا الطواف	واجب	سنة وقيل واجب	واجب	سنة
السعى بين الصفا والمروة	واجب	ركن	ركن	ركن
الطواف للعمرة	ركن	ركن	ركن	ركن
وقوع السعى بعد الطواف	واجب وقيل شرط	شرط	واجب وقيل شرط	شرط
نية السعى	واجب	شرط	شرط	شرط
بدء السعى بالصفا وختمه المروة	واجب	شرط	شرط	شرط
المشى فيه مع القدرة	واجب	سنة	واجب	شرط
كون السعى سبعة اشواط	واجب	شرط	شرط	شرط
الموالاة بين اشواط السعى	سنة	سنة	شرط وقيل واجب	شرط
الموالاة بين السعى والطواف	سنة	سنة	سنة وقيل واجب	سنة
الحلق او التقصير فى العمرة	واجب	واجب	واجب	واجب
المبيت بمنى ليلة عرفة	سنة	سنة	سنة	سنة
الوقوف بعرفة	ركن	ركن	ركن	ركن
وقت الوقوف بعرفة	من بعد الزوال الى طلوع فجر يوم النحر بالاجماع			
مد الوقوف بعرفة الى مابعد الغروب ان وقف نهارا	واجب	واجب وقيل سنة	ركن	واجب
الدفع من عرفة مع الامام او نائبه	واجب وقيل سنة	سنة	واجب و قيل سنة	سنة

الجمع بين صلاتی المغرب والعشاء المبيت بمزدلفة	واجب واجب ويكفى لحظة بعد الفجر	سنة واجب ويكفى لحظة فى النصف الثانى من الليل	سنة واجب ويكفى مقدار حظ الرجال وصلاة المغرب ولعشاء وتناول شئى من الطعام والشراب	سنة واجب
الوقوف عند المشعر الحرام من طلوع الفجر الى شروق الشمس	واجب	واجب و قيل سنة	سنة	واجب وقيل سنة
رمى الجمرة الكبرى (جمرة العقبة) يوم الفجر	واجب	واجب	واجب	واجب
الحلق او التقصير فى الحج	واجب	ركن	واجب	واجب
الترتيب بين الرمى والذبح والحلق	واجب	سنة	سنة	سنة
كون الحلق فى الحرم وايام النحر	واجب	سنة	سنة	سنة
طواف الافاضة	ركن	ركن	ركن	ركن
كونه فى ايام النحر	واجب	سنة	واجب فى ذى الحجة	سنة يوم الرمى
تاخير طواف الافاضة عن اول رمى	سنة	سنة	واجب	سنة
رمى الجمار الثلاث فى ايام التشريق يومين لمن تعجل وفى ثلا ثة لغيره	واجب	واجب	واجب	واجب
عدم تاخير الرمى فى الليل	سنة	سنة	واجب	سنة
المبيت بمنى ليالى ايام التشريق	سنة	واجب	واجب	واجب
طواف الوادا ع	واجب	واجب	مستحب	واجب

حج کے متعلق چند فتاوی

نوٹ:...... راقم الحروف نے مختلف ارباب افتاء حضرات کی خدمت میں حج کے متعلق چند سوالات کئے تھے، وہ اور ان کے جوابات، میری فائل میں محفوظ ہیں، خیال آیا کہ ان کو بھی اس رسالہ کے ساتھ شامل کردوں کہ یہ علمی امانت قابل استفادہ ہوسکے۔

عریضہ بنام حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ

محترم المقام حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم۔

السلام علیکم و رحمة الله و بركاته

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

بحمداللہ خیریت سے ہوں اور حضرت کی خیر و عافیت کا طالب ہوں۔

غرض تحریر اینکہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' نے حج نمبر میں حج کے متعلق بعض نئے فتاوی شائع کئے ہیں جن کی فوٹو کاپی ارسال خدمت ہے، حضرت کے نزدیک یہ جوابات صحیح ہوں تو تصدیق فرمادیں، بصورت دیگر آپ کے نزدیک جو جوابات صحیح ہوں وہ تحریر فرمادیں، اگر مرسلہ فتاوی صحیح ہیں اور منی مکہ مکرمہ میں شامل ہے تو دو مسئلہ کی مزید تحقیق مطلوب ہے۔

۱:...... تیرہویں کی صبح صادق منی میں ہوجائے تو تیرہویں کی رمی واجب ہے، اب جبکہ منی مکہ مکرمہ میں شامل ہے تو تیرہویں کی رمی کا مسئلہ کیا ہوگا؟ اگر تیرہویں کی صبح صادق منی میں ہوجائے تو منی اور مکہ مکرمہ ایک شہر ہونے کی وجہ سے رمی کا وجوب رہے گا؟

۲:...... منی میں قیام سنت ہے اب منی اور مکہ مکرمہ ایک ہونے کی وجہ سے کوئی شخص بجائے منی جانے کے مکہ مکرمہ ہی میں قیام کر کے وہی سے عرفات و مزدلفہ ہوآئے تو تارک سنت کہلائے گا یا نہیں؟ فقط والسلام، طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

مطابق ۲۴؍جون ۲۰۰۱ء

بروز اتوار

محمد عاشق الٰہی البرنی عفی عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم

محترمی مولانا مرغوب احمد صاحب دام مجدہم

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

انشاءاللہ تعالیٰ مزاج بخیر ہوگا۔

آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا جس میں ''ندائے شاہی'' کے خصوصی شمارہ کے بعض نئے مسائل سے متعلق اوراق بھی تھے، اس کا جواب ارسال ہے، میرے ذہن میں جو باتیں آئیں وہ تحریر کردی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واکمل، فقط والسلام۔

محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

۱۷/جمادی الاول ۱۴۲۲ھ

بابت قربانی

الجواب حامدا و مصليا ۔

ا:......دور حاضر میں پہلی کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ حج افراد کریں، خصوصا جب کہ شوافع کے نزدیک افراد ہی افضل ہے، اگر کسی نے تمتع اور قران کرلیا اور ذبح اور رمی اور حلق میں ترتیب قائم نہ رکھ سکا تو صاحبین کے مذہب میں گنجائش تو ہے بشرطیکہ ۱۲/ذی الحجہ کے اندر قربانی ہوجائے۔

مختلف افراد وادارے قربانی کے پیسے تو لے لیتے ہیں لیکن ایسی خبریں سننے میں آئیں ہیں کہ بارہ تاریخ کے اندر (قربانی) کرنے کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ بعض واقعات ایسے بھی سنے ہیں کہ جو مال آسٹریلیا سے منگایا تھا وہ کم پڑ گیا اور حجاج کی قربانیاں رہ گئیں، جب

مال منگایا گیا تو نہ صرف یہ کہ ذی الحجہ کی بارہ تاریخ گذر چکی تھی ماہ ذی الحجہ بھی گذر چکا تھا۔

مجزرہ تک پہونچنے میں مشکلات تو ہیں لیکن اپنی قربانی کی ادائیگی کے لئے فکر مند ہونا لازم ہے، پھر جب ترتیب ساقط ہوگئی تو پہلے ہی دن قربانی کرنا کیا ضروری ہے، گیارہ بارہ تاریخ میں رات میں یا دن میں قربانی ہوسکتی ہے، مفتی حضرات ڈھیل دے کر اپنے گلے میں نہ ڈالیں، صرف یہ لکھ سکتے ہیں کہ بارہ تاریخ کے اندر اگر جانور ذبح ہونے کا یقین ہوگیا تو عہدہٗ ماوجب سے نکل گئے، آگے حاجی جانے اور وہ جانے جس نے پیسے لئے ہیں۔

منی سے متعلق مسائل

۲:...... منی مکہ معظّمہ میں داخل ہوجانا اس سے احکام حج میں فرق نہیں آئے گا، جو احکام منی سے متعلق ہے وہ بحیثیت مقامِ مخصوص و مکانِ مخصوص جاری رہیں گے، مکہ کا محلّہ بن جانے سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑا، ایام رمی میں بدستور منی میں رہنا سنت ہے اور بارہویں تاریخ کو حدود منی سے نکلنا حسب سابق مکروہ ہوگا اور تیرہویں رات منی میں گذر جائے یعنی منی میں رہتے ہوئے صبح صادق طلوع ہوگئی تو تیرہویں کی رمی واجب ہوجائے گی، ان چیزوں کا تعلق حدود منی سے ہے، مکہ کا جز ہونے نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

رہا امور اربعہ رمی، ذبح، حلق، طواف، ان میں جن ائمہ کے نزدیک ترتیب جن شرائط و تفصیلات کے ساتھ واجب ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔

۳:...... رہی بات قصر کی تو صرف ایک صورت میں اس کا سوال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص مسافر ہے اور مسافت قصر طے کر کے آیا ہے مکہ معظّمہ اور منی دونوں جگہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت کرلے تو اگر منی مکہ معظّمہ سے علیحدہ بستی مانی جائے تو مسافر ہی رہے گا قصر ہی پڑھے گا، اگر منی کو مکہ معظّمہ کا حصہ مان لیا جائے تو مکہ معظّمہ میں پندرہ دن رہنے

کی نیت سے مقیم ہو جائے گا اور شک کو مٹانے کے لئے دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لے تب بھی نماز ہو جائے گی، البتہ حنفیہ کے یہاں یہ شرط ہے کہ قعدۂ اولی عمداً یا سہواً ترک نہ کیا ہو۔

۴:......البتہ علماء سابقین کی رائے کی جتنی رعایت ہو جائے بہتر ہے۔ حج بدل کرنے والوں کی تعداد زیادہ تو ہوتی نہیں ہے یہ لوگ پہلے سے کوشش کریں اور آخری جہازوں سے سیٹ بک کرائیں اور حج کا احرام باندھیں تاکہ ان کا حج میقاتی ہو جائے، آخری جہازوں سے آنے والوں کو منتظمین پہلے مکہ معظّمہ ہی لے جاتے ہیں۔

نوٹ:...... منی کی آبادی مکہ مکرمہ سے متصل ہوگئی یا مکہ معظّمہ کا ہسپتال منی میں بن گیا یا اور کوئی چیز بحیثیت انتظام منی میں شروع کردی گئی تو اس سے منی مکہ معظّمہ میں شامل ہو جائے تو یہ کوئی دلیل اس بات کی نہیں کہ شرعاً منی مکہ مکرمہ کا حصہ بن جائے، رابطہ کا دفتر منی میں ہو جانا یہ مکہ معظّمہ کا جز ہونے کی دلیل نہیں ہے، اگر حکومت سعودیہ منی کو مکہ معظّمہ کا محلّہ تسلیم کرلے تو صرف قصر واتمام کے مسئلہ میں فرق آسکتا ہے، جو امور منی سے متعلق ہیں وہ بہر حال منی سے ہی متعلق رہیں گے۔

منی اگر چہ مکہ معظّمہ کا محلّہ بن جائے پھر بھی وہاں یوم الترویہ گذارنا، پانچ نمازیں منی میں پڑھنا، نویں کو منی سے روانہ ہونا سنت رہے گا۔ منی اور مکہ اور اقامت ۱۵/ یوم ''عالمگیری'' باب صلوۃ المسافر بھی دیکھ لیں۔

منی میں نماز جمعہ

۵:......رہا منی میں نماز جمعہ پڑھنے کا مسئلہ تو اس کا تعلق بھی منی کے مکہ معظّمہ ہونے سے نہیں ہے، منی مستقل آبادی ہے اس پر ''مصر'' کی تعریف صادق آتی ہے، لہذا منی کے

ساکنین پر اور شرعی مقیمین پر یہاں جمعہ پڑھنا واجب ہے، رہا مسافر تو اسے بھی جمعہ میں شریک ہونا جائز ہے۔

مزدلفہ

۶:......اگر چہ حکومت سعودیہ نے مزدلفہ میں خیمے بنادیئے ہیں، لیکن حدود منی ہی میں رات گذارنا سنت ہے، جہاں تک ممکن ہو اس کی حدود میں رہے، مزدلفہ میں دسویں تاریخ کو صبح صادق ہوجانے کے بعد تھوڑا سا وقوف واجب ہے (عندالحنفیہ)۔

مسئلہ طواف زیارت فی الحیض

۷:......طواف زیارت حالت حیض میں کرنے سے بدنہ واجب ہوتا ہے، اگر کسی عورت نے حالت حیض میں طواف کرلیا تو اس پر بدنہ واجب ہوگیا، اگر پاک ہوکر بارہ تاریخ کے اندر اعادہ کرلیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا، بارہ کے بعد اعادہ کیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا لیکن تاخیر کا دم واجب ہوگا۔ مفتی یہی کہہ سکتا ہے کہ اگر ایسا کرلیا تو طواف کے لئے واپس جانا فرض نہیں، لیکن وہ ایسا نہیں کہہ سکتا کہ بدنہ دینے کے زعم میں قصداً وارادۃً ایسا کرے۔ واللہ تعالی اعلم۔

محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ

جواب از: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہم

الجواب

حامدا و مصلیا و مسلما:

آپ نے ماہنامہ ندائے شاہی کے حج وزیارت نمبر (جنوری،فروری ۲۰۰۱ء) کے صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۶ کی زیروکس ارسال فرمائی ہے، جس میں مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب زید مجدہم کا ایک مضمون ''حج کے ارکان ومسائل کے بارے بعض نئے فتاوی'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے اس میں مذکور تمام ہی مسائل سے اتفاق کرتے ہوئے ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

منی میں باعتبار آبادی مکہ مکرمہ میں شامل ہونے کے فیصلہ اور فتوی کی وجہ سے جن مسائل پر اثر پڑتا ہے ان کی تفصیلی وضاحت اسی مضمون میں کردی گئی ہے، اس فیصلہ کی نسبت سے آپ نے جو سوال قائم فرمائے ہیں اس کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ حج ایک ایسی عبادت ہے جو مخصوص اوقات میں مخصوص افعال کے ذریعہ مخصوص جگہوں میں ادا کی جاتی ہے، چنانچہ اس کی صحت اداء کے شرائط میں مکان اور زمان کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

عالمگیری میں ہے:

''اما شرائط ادائه فثلاثة : الاحرام والمكان والزمان''۔(ص۲۱۹ ج۱)

غنیۃ الناسک میں ہے:

''واما شرائط صحة الاداء فتسعة : الاسلام والاحرام والزمان والمكان والتمييز والعقل''۔

آگے مکان والی شرط کی وضاحت وتفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’والمکان المسجد للطواف ولو سطحه ، والمسعی للسعی ، وعرفات للوقوف ، ومزدلفة للجمع ، والمبیت والوقوف ، ومنی للرمی ، والحرم للذبح ، فلا یصح شئی من افعاله فی غیر ما اختص به من المکان ‘‘۔

چنانچہ حج کے تمام اعمال ومناسک (چاہے وہ رکن ہوں یا سنت ہوں) میں سے جس کے لئے جو جگہ مخصوص کی گئی ہے اس کے علاوہ میں انجام دینے سے ادا نہیں ہوں گے۔

مناسک ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے:

’’فلا یصح شئی من افعاله ای من اعمال الحج رکنا أو واجبا أو سنة فی غیر ما اختص به ای من اماکنها‘‘۔(ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص۴۲)

’’عمدة الفقه‘‘ کتاب الحج میں ہے:

’’چوتھی شرط حج کی جگہ کا ہونا ہے، یعنی وقوف، رمی، حلق اور ذبح وغیرہ میں سے ہر ایک کا اس کی متعین جگہ میں کرنا صحت اداء کے لئے شرط ہے، اور مسجد الحرام طواف کے لئے متعین جگہ ہے، اگرچہ اس کی چھت پر ہو اور سعی کے لئے مسعی (صفا اور مروہ کے درمیان کی جگہ) متعین ہے اور وقوف کے لئے عرفات متعین ہے اور سب حاجیوں کے عرفات سے روانہ ہوکر جمع ہونے اور رات گذارنے اور پھر وقوف کرنے کے لئے مزدلفہ متعین ہے، اور رمی جمار کے لئے منی اور ہدی وغیرہ کے ذبح کے لئے حدود حرم متعین ہیں، پس اگر کوئی شخص حج کے اعمال میں سے کوئی عمل خواہ وہ رکن (فرض) ہو یا واجب یا سنت ہو اس کی خاص جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کرے گا تو وہ عمل صحیح نہ ہوگا۔

حرم، منی، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ مقامات جہاں اعمال ومناسک حج ادا کئے جاتے ہیں اور صحت اداء کے لئے شرط ہیں ان کے حدود اربعہ بھی کتب مناسک اور کتب فقہ میں بیان

کئے جاتے ہیں، اوران کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ان مقامات کے یہ حدود متعین و معلوم ہیں ان میں تغیر وتبدل کی اجازت اور امکان نہیں۔ بیان حدود کے سلسلہ میں چند کتابوں کے حوالجات پیش ہیں۔ تفصیل کے لئے مراجعت فرمالیں۔

حدودعرفات:......ارشاد الساری الی مناسک القاری :۱۴۰و۱۴۱۔غنیة الناسک فی بغیة المناسک:۸۴۔زبدة المناسک :۱/۱۳۸۔ھدایة السالک الی المذاھب الاربعة فی المناسک:۳/۱۰۰۶۔عمدة الفقه:۴/۲۲۳۔

حدودمزدلفہ:......ارشاد الساری الی مناسک القاری :۱۴۷۔غنیة الناسک فی بغیة المناسک :۸۹۔زبدة المناسک :۱/۱۵۶۔ھدایة السالک الی المذاھب الاربعة فی المناسک:۳/۱۰۴۷۔عمدة الفقه :۴/۲۳۰۔

حدودمنی:......ارشاد الساری الی مناسک القاری:۱۴۹۔غنیة الناسک فی بغیة المناسک :۹۰/۹۱۔زبدة المناسک :۱/۱۷۸/۱۷۹۔ھدایة السالک الی المذاھب الاربعة فی المناسک:۳/۹۷۶۔

مصنف زبدۃ المناسک حضرت مولانا شیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے منیٰ کے حدود کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد ایک تنبیہ فرمائی ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں:

''اور چونکہ حاجیوں کو منی میں رہنا سنت ہے، ان کو بھی چاہئے کہ جن جبلوں کا جو سامنا طرف منی میں داخل ہے اگر ان پر چڑھ کر قیام کریں تو بھی سنت ادا ہو جائے گی، اس طرح اور کام جو منی کی حد میں کرنے ہیں واجب ہوں یا سنت وغیرہ وہ بھی اس حد کے اندر کرنا چاہئے۔ جبلوں کی پیٹھ کی طرف جو منی سے خارج شمار کیا گیا ہے وہاں قیام نہ کریں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ عقبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف پہاڑوں پر

خیمہ لگائے یا ایسے ہی پڑے رہتے ہیں ان کی یہ سنت وغیرہ ادا نہیں ہوتی۔

(زبدہ ص ۱۸۰/۱۷۹اج۱)

اب آپ کے اٹھائے ہوئے سوالات کے جوابات عرض ہیں:

۱:...... باعتبار آبادی منی کے مکہ مکرمہ سے متصل ہونے کے نتیجہ میں منی کو مکہ مکرمہ کا ایک حصہ قرار دینے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ مکہ مکرمہ پر منی کا حکم جاری کر دیا جائے۔
تیرہویں کی صبح اگر منی میں ہو جائے تو حاجی پر اس دن کی رمی واجب ہوگی، لیکن اگر حدود منی سے باہر مکہ مکرمہ کے کسی اور حصہ میں تیرہویں کی صبح ہونے سے رمی واجب نہیں ہوتی۔

۲:...... آٹھویں ذی الحجہ اور ایام رمی میں منی میں قیام سنت ہے، وہ سنت اس وقت ادا ہوگی جب کہ وہ اوپر ذکر کردہ حدود منی میں قیام کرے۔ منی کو باعتبار آبادی مکہ مکرمہ میں شامل کر لینے کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ منی کے علاوہ مکہ مکرمہ کے کسی اور حصہ میں قیام سنت ادا ہو جائے گی، فقط واللہ تعالی اعلم۔

املاہ العبد احمد خانپوری عفی عنہ

۲۰/۷/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح

عباس داؤد بسم اللہ

....

بسم الله الرحمن الرحيم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوگا،

میں الحمدللہ خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر و عافیت کے لئے دست بدعا ہوں۔اللہ تعالی آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں اور آپ کے فیوض سے امت کو مستفیض فرمائے۔

حج کے متعلق ایک جزئیہ کی تحقیق مطلوب ہے۔ازدحام کی وجہ سے عورت رمی جمرات نہ کرے تو دم واجب ہوگا یا نہیں؟''فتاوی دارالعلوم دیوبند'' میں ہے:

عورتوں کی طرف سے مرد مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے؟

س:......زید نے رمی جمرات ثلاثہ ۱۳ر تاریخ کو وکالۃً کی، کیونکہ قافلہ چل رہا تھا، عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا۔یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں؟ بحالت عدم صحت دم واجب ہے یا نہیں؟

ج:......رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا، کما فی رد المحتار: " وكذا كل واجب اذا تركه بعذر لا شئی علیه ، كما فی البحر "، شامی وهكذا فی باب المناسک وغیرہ۔پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہ ہوگا۔

حاشیہ میں حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

" ولو ترک شئیا من الواجبات بعذر لا شئی علیه علی مافی البدائع"۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۵۵۴ ج۶)

خیر الفتاوی میں دو متضاد جوابات دیئے گئے ہیں:

ازدحام کی وجہ سے عورتوں کی طرف سے رمی کریں تو دم واجب نہ ہوگا

س:...... جب عورتوں نے بوجہ ازدحام جمرات کو کنکریاں نہیں ماریں، بلکہ ان کے مردوں نے ماریں یا وکیل نے ماریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ دم واجب ہے یا نہیں؟

ج:......صورت مسئولہ میں دم واجب نہیں، کیونکہ بوجہ خوف زحام بجائے عورتوں کے ان کے مردوں نے رمی کی ہے، اگر بوجہ خوف زحام بالکل ترک رمی ہوجائے تب بھی دم نہیں۔ ''فتاوی دارالعلوم'' میں ''شامی'' اور ''بحر'' سے نقل فرمایا ہے: ولو ترک شیئا من الواجبات بعذر لا شئی علیه علی مافی البدائع۔ (شامی ص۲۰۰ ج۲)

''درمختار'' میں وقوف مزدلفہ کے بارے میں فرمایا ہے:

" لکن لو ترکه بعذر کزحمة لا شئی علیه ،قال فی رد المحتار : عبارة اللباب الا اذا کان لعلة أو ضعف او یکون امرأة تخاف الزحام فلا شئی علیه "،الخ ، قلت وهو شامل لخوف الزحمة عند الرمی "۔شامی ص۱۷۸ ج۲۔ (خیر الفتاوی ص۱۸۵ ج۴)

دوسری جگہ ایک سوال میں جواب لکھا ہے:

''اگر صرف ازدحام کی وجہ سے خود عورت نے رمی نہیں کی تو دم دینا لازم ہے، کسی حج پر جانے والے کو پیسے دیدیں، وہ ان کی طرف سے وہاں ذبح کردے''۔ زبدۃ ص ۱۵۸۔

(خیر الفتاوی ص۲۳۳ ج۴)

ان دونوں میں صحیح کونسا فتوی ہے؟۔

مرغوب احمد لاجپوری

مؤرخہ ۳۰ر شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۳ر دسمبر ۲۰۰۴ء، بروز پیر

الجواب حامدا و مصليا

حضرات فقہاء کرام کی عبارات کی رو سے محض خوف زحام یا دیگر معمولی اعذار کی وجہ سے رمی میں نیابت جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی کو ایسا مرض لاحق ہو کہ کھڑے ہو کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا کوئی ایسا عذر لاحق ہو کہ سواری کے ذریعہ بھی جمرات تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں کسی دوسرے کے ذریعہ کنکریاں لگوانا درست ہے، اور خوف زحام کی وجہ سے نیابت فی الرمی کے مسئلہ کو ضعفاء کے لئے ترک وقوف مزدلفہ کے مسئلہ پر قیاس کرنا دو وجہوں سے درست معلوم نہیں ہوتا۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ: ضعفاء کے لئے ترک وقوف مزدلفہ منصوص ہے، یعنی ضعفاء کے لئے ترک وقوف مزدلفہ کی رخصت نص کی وجہ سے ہے، ورنہ دیگر واجبات کی طرح اس میں بھی دم لازم ہوتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ: رمی کا وقت بہت وسیع ہے، پہلے دن کی رمی طلوع فجر سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے اور دوسرے اور تیسرے دن کی رمی زوال کے بعد سے شروع ہو کر اگلی رات کے ختم ہونے کے بعد طلوع فجر تک ہے اور خواتین وضعفاء کے لئے رات کو رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے، اس لئے محض ازدحام کی بنا پر خواتین کے لئے دوسرے کے ذریعہ رمی کروانا جائز نہ ہوگا، ورنہ دم لازم آئے گا۔

لیکن سوال میں ذکر کردہ صورتحال کے مطابق آجکل حج میں بے پناہ ہجوم بڑھتا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہر سال جانیں بھی ضائع ہو رہی ہیں، اگر چہ عام طور سے مغرب کے بعد ہجوم کی شدت باقی نہیں رہتی اور عورتیں اس وقت میں رمی کرسکتی ہیں۔

لیکن اگر کسی موقع پر اتنا رش ہو کہ رات کو بھی خود رمی کرنے میں جان جانے کا خطرہ ہو

تو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناپر دوسرے کے ذریعہ رمی کرانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے:

ا:......صاحب بحر علامہ نجیم رحمہ اللہ نے بھی ترک وقوف مزدلفہ کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے ازدحام کی وجہ سے بغیر وجوب دم کے ترک رمی کی گنجائش دی ہے۔

۲:......صاحب بدائع الصنائع اور پھر ان کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے صاحب فتح القدیر علامہ ابن الہمام، علامہ ابن نجیم اور علامہ شامی رحمہم اللہ نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ: ترک واجب اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ فان ترک لعذر فلا شئی علیہ وان ترکہ بغیر عذر لزمہ دم ، لان ھذا حکم ترک الواجب فی ھذا الباب۔ اور ایسا ازدحام جس میں خواتین اور ضعفاء کے لئے جان جانے کا خطرہ ہو عذر معتبر ہے۔

۳:......مذکورہ اصول کی بناپر صاحب فتاوی دار العلوم دیوبند (جو ہمارے اکابر اصحاب فتاوی میں سے ہیں) نے بھی عذر ازدحام کی وجہ سے ترک رمی پر عدم وجوب دم کا فتوی دیا ہے۔

۴:......ترک واجب بعذر میں دم واجب نہ ہونا صرف وقوف مزدلفہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام نحر سے مؤخر کرنے اور طواف صدر کو ترک کرنے اور بیماری کی وجہ سے طواف اور سعی پیدل نہ کرنے بلکہ سوار ہوکر کرنے کے مسائل بھی منصوص ہیں، ان منصوص مسائل پر قیاس کرکے دیگر واجبات کے لئے یہی حکم ہوگا یا نہیں یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے نفس مسئلہ میں تخفیف آ گئی۔

۵:......علامہ شامی رحمہ اللہ نے عدم وجوب دم صرف منصوص مسائل کے ساتھ مختص ہونے

کے قول کو صیغۂ تضعیف کے ساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا کہ: ''وقیل فیما ورد النص فقط''۔

۶:......غنیۃ الناسک (جو مسائل حج پر مستند اور جامع کتاب ہے) میں صاحب کتاب نے خوف زحام کی وجہ سے نیابت فی الرمی کی اجازت نہیں دی اور اس کی علت بیان فرمائی ہے کہ ''لعدم الضرورۃ'' سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدم ضرورت سے مراد شاید یہ ہو کہ رمی کا وقت وسیع ہے یعنی پہلے دن طلوع فجر سے شروع ہو کر اگلی رات کے طلوع فجر تک ہے اور دوسرے دن اور تیسرے دن زوال کے بعد سے اگلی رات کے طلوع فجر تک ہے، لہذا دن میں اگر زحام ہو تو رات میں کسی وقت رمی کی جاسکتی ہے، نائب بنانے کی ضرورت نہیں، لیکن سوال میں ذکر کردہ صورتحال کے مطابق حجاج کی تعداد میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے اگر رات کے وقت بھی اتنا ہجوم اور ازدحام ہو کہ کمزور، ضعیف اور بوڑھی خواتین کے لئے خود رمی کرنے میں جان جانے کا خطرہ ہو جائے تو عدم ضرورت کی علت مرتفع ہو جائے گی، بلکہ ''ضرورۃً'' متحقق ہوگی۔

۷:......ازدحام کی وجہ سے رمی کو بالکل ترک کرنے کی اجازت نہیں دی جارہی، بلکہ اوپر ذکر کردہ اعذار و وجوہات کی بناپر ''رمی فی نفسہ'' کا جو وجوب ہے اس کو ترک کرنے اور مجبوری میں نیابت فی الرمی کی گنجائش دی جارہی ہے۔ محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح ان شاء اللہ، والمناسب ان یراجع فیہ العلماء اھل الفتوی الآخرون ایضا، واللہ سبحانہ اعلم۔ محمد تقی عثمانی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی احمد صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ باٹلی سے مولانا سلیمان صاحب مدظلہ نے ایک استفتاء: ''کسی عورت نے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ناپاک ہوگئی اور عمرہ کا وقت نہ ملا اور حج کے ایام شروع ہوگئے'' کے متعلق پوچھا تھا اس کا جواب بھی مل گیا۔

اس عریضہ کے ذریعہ قران کی تحقیق مطلوب ہے۔

عورت نے قران کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ پہنچنے سے پہلے حائضہ ہوگئی اور ایام حج تک پاکی کی امید نہ ہو تو؟

س:......اگر کسی عورت نے قران کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ پہنچنے سے پہلے حائضہ ہوگئی اور ایام حج تک پاکی کی امید نہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ احرام فسخ کرے اور حج کا نیا احرام باندھے؟ یا اسی احرام سے حج کرلے؟ اگر احرام فسخ کرے تو قضا کس کی کرے اور کتنے دم دیں؟ اگر اسی احرام سے حج کرلے تو کیا حکم ہے؟

امید کہ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں گے، فقط طالب دعا۔ مرغوب احمد

ج:......الجواب حامدا و مصلیا: آپ کا دریافت کیا ہوا مسئلہ مستقل طور پر صراحۃً باوجود تتبع اور تلاش کے نہیں ملا، البتہ ''عمدۃ الفقہ'' کتاب الحج میں قران کے بیان میں کچھ عبارت ایسی ملی جس سے آپ کا سوال حل ہوسکتا ہے۔مؤلفِ کتاب' شرائطِ قران کے عنوان کے ماتحت تیسری شرط بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''(۳) عمرہ کا پورا یا اکثر طواف' وقوف عرفہ کو اس کے وقت میں ادا کرنے سے پہلے

کرنا، پس اگر کسی قارن نے عمرہ کا پورا یا اکثر طواف نہیں کیا، مثلاً وہ مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ سیدھا عرفات چلا گیا یا اس نے اقل حصہ یعنی تین چکر یا اس سے کم طواف کر کے زوال کے بعد وقوف عرفہ کرلیا خواہ کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا ہو، مثلاً کسی عورت کو حیض آ گیا اور وہ اس کی وجہ سے طواف عمرہ نہ کرسکی تو اس کا عمرہ جاتا رہا، اگر چہ اس نے عمرہ ترک کردینے کی نیت نہ کی ہو، پس اس کا عمرہ جاتا رہا اور قران ساقط ہوگیا، اس لئے کہ جب اس کا عمرہ جاتا رہا تو وہ دونسک (دوعبادتیں) ادا کرنے کا فائدہ حاصل نہیں کرسکا اور اس پر دم رفض واجب ہوگا، کیونکہ اس نے عمرہ شروع کر کے ترک کردیا ہے اور ایام تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دینا اس پر واجب ہے، کیونکہ اس عمرہ کا شروع کرنا صحیح ہوگیا، پس وہ محصر کے مشابہ ہوگیا، اس لئے اس کا ادا ممکن نہیں رہا، کیونکہ اگر وہ اس کو وقوف عرفہ کے بعد ادا کرے گا تو وہ افعال حج پر افعال عمرہ کی بنا کرنے والا ہوگا اور یہ مشروع طریقہ کے خلاف ہے''۔(عمدۃ الفقہ، کتاب الحج ص ٢٦١)

(اضافہ از احقر) اوپر کی عبارت میں مؤلف نے لکھا ہے کہ: ''اگر چہ اس نے عمرہ ترک کردینے کی نیت نہ کی ہو، الخ'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قران کا احرام باندھنے والی عورت کو مکہ مکرمہ پہنچ کر یا پہلے حیض آ جائے اور عمرہ کے افعال کی ادائیگی کا وقت نہ رہے اور عرفات میں وقوف کا وقت آ جائے تو اس کو چاہئے کہ عمرہ کے ترک کی نیت کرے، لیکن یاد رہے کہ تمتع کا احرام باندھنے کی صورت میں وہ عورت عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے کوئی منافیٔ احرام کام (مثلاً بالوں میں تیل ڈالنا وغیرہ) کر کے عمرہ کا احرام ختم کرتی تھی ایسا یہاں نہ کیا جائے، اس لئے کہ یہاں پر یہ احرام صرف عمرہ کا نہیں، بلکہ ساتھ میں حج کی بھی نیت کی گئی ہے، گویا دونوں کا مشترک احرام ہے، اب اگر یہاں عمرہ کا احرام ختم کرنے کے

لئے کوئی منافیٔ احرام کام کرے گی تو یہ عمل حج کے احرام کے حق میں جنایت ثابت ہوگا، جیسے کہ متمتع عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حلق کرا کے عمرہ کا احرام کھول دیتا ہے، لیکن قارن عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حلق نہیں کرائے گا (جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے) بہر حال قران کا احرام باندھنے والی عورت صورت مسئولہ میں عمرہ ترک کرنے کی صرف نیت کرلے اور عرفات چلی جائے، اور اگر نیت نہیں کی تب بھی وقوف عرفات کر لینے سے خود بخود عمرہ ترک ہوجائے گا، اور ان دونوں صورتوں میں افعال حج ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے، اور اس عورت پر دم قران واجب نہیں، اس لئے کہ قران ہوا ہی نہیں، البتہ چھوٹے ہوئے عمرہ کی قضا اور عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ایک دم جس کو فقہاء کی اصطلاح میں دم رفض کہتے ہیں واجب ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔

املاہ العبد احمد خانپوری

۴ / ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح، عباس داؤد بسم اللہ

....

عزیزم سلمہ اللہ تعالی وعافاہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ جس دن مولانا سلیمان صاحب کو ان کے سوال کا جواب دیا تھا اس کے بعد سے میں خود اس مسئلہ کی تلاش میں سرگرداں رہا، لیکن کامیابی نہ ملی، آج جب کہ آپ نے سوال کر ہی دیا تو دوبارہ جستجو کی اور کچھ سہارا مل گیا جو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اس کا شدید محتاج ہوں، فقط والسلام۔

املاہ العبد احمد خانپوری

عریضہ بنام حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج سامی بخیر ہوگا۔

از ڈیوزبری (برطانیہ) مرغوب احمد لاجپوری بحمد اللہ خیریت سے ہوں اور بارگاہِ ایزدی میں حضرت والا کی خیرو عافیت کے لئے دست بدعا ہوں۔

غرض تحریر اینکہ حضرت والا کے مختلف اوقات میں تحریر فرمودہ مفید رسائل کا مجموعہ ''فقہی رسائل'' کے مطالعہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ بہت ہی پسند آئے۔ نہایت سہل انداز میں مفید مضامین پر کارآمد فضائل و مسائل کا یہ مجموعہ عمدہ طباعت سے شائع ہوگیا، اس کی وجہ سے یہ رسائل محفوظ بھی ہوگئے اور استفادے میں آسانی بھی ہوگئی۔

دوران مطالعہ اپنی عادت کے مطابق جہاں کوئی بات سمجھ میں نہ آئی یا قلبی تشفی نہ ہوسکی وہاں نشان کرتا گیا، حضرت والا نظر فرما کر اگر صحیح سمجھیں تو آئندہ طباعت میں اصلاح فرمادیں۔

جن مقامات پر مجھے خلجان ہوا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حج اور عمرہ دونوں میں برابر وقت کیسے لگ سکتا ہے؟

ا:......ص ١٨٦ ج ٢، پر ہے:

''اگر دونوں (طواف وعمرہ) میں برابر وقت لگے الخ''

یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ عمرہ میں لازماً طواف سے زیادہ وقت لگے گا، پھر یہ صورت

کہ عمرہ کرنے میں طواف سے زیادہ وقت لگے تو عمرہ طواف سے افضل ہے اور اگر دونوں میں برابر وقت لگے الخ کیسے ممکن ہے؟، لہذا اس جزئیہ پر نظر ثانی فرما کر تشفی فرمائیں۔

عرفات کے اذکار میں ’’وعلینا معھم‘‘ کی زیادتی کبھی کبھی ہے؟

۲:......ص ۲۴۹، میں عرفات کے اذکار کو بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

’’اور اس (درود شریف) کے آخر میں کبھی کبھی ’’وعلینا معھم‘‘ ملالیا کریں‘‘

اس عبارت میں ’’کبھی کبھی‘‘ کی قید سے خلجان پیدا ہوگیا۔ حج کی دوسری کتب میں ’’بیھقی‘‘ کی روایت میں ’’کبھی کبھی‘‘ کی قید نہیں ملی، بلکہ ہر مرتبہ ’’حمید مجید‘‘ کے بعد ’’وعلینا معھم‘‘ پڑھنا وارد ہے۔

(دیکھئے! ’’کتاب الحج‘‘ از: مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ ص ۲۷، معلم الحجاج ص ۱۶۰)

حضرت والا کی نظر سے روایت کے کسی الفاظ میں ’’کبھی کبھی‘‘ کی صراحت گذری ہو تو مطلع فرمادیں۔

یہ باتیں دوران مطالعہ تحقیق طلب معلوم ہوئیں، اس لئے لکھدی ہیں۔ حضرت والا کے علمی مقام کے سامنے میری حیثیت طفل مکتب کی بھی نہیں، صرف مزید تحقیق و تشفی کے لئے یہ گستاخی کی ہے، امید کہ تحقیق فرما کر جواب سے مشرف فرمائیں گے۔

بیرون ملک میں مقیم ہونے کی وجہ سے جوابی لفافہ ارسال کرنے سے قاصر ہوں۔

آخر میں حضرت سے خصوصی دعا کی درخواست، فقط والسلام۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

بسم الله الرحیم الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ، اما بعد۔

ا:......عام طور پر عمرہ میں طواف سے زیادہ وقت لگتا ہے، لیکن طواف میں عمرہ سے زیادہ یا اس کے برابر وقت لگنے کا امکان تو ہے، چنانچہ حج اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے طواف میں دو ڈھائی گھنٹے لگنا معروف ہے، جب کہ وہ عمرہ جو ہجوم سے خالی ایام میں ادا کیا جائے تو اس سے کم وقت میں ہو جاتا ہے، اس لئے جن فقہاء کرام نے یہ تفصیل بیان کی ہے وہ خارج از امکان نہیں ہے، اس مسئلہ سے متعلق فقہی عبارات درج ذیل ہیں:

وفی " غنية الناسک فی بغية المناسک " (ص۱۰۷) واكثار الطواف افضل من اكثار الاعتمار، لكونه مقصودا بالذات ولمشروعيته فی جميع الحالات ، ولكراهة بعض العلماء اكثارها فی سنة مع أن بعض الفقهاء قالوا العمرة مختصة بالآفاقی وتمامه فی الشرح فی فصل الفراغ من السعی،

وفی الفتح : اعتمر النبی صلی الله عليه وسلم اربع عمرات كلهن بعد الهجرة ، ولم يعتمر مدة مقامه بمكة بعد النبوة شئيا وذلک ثلث عشر سنة۔

''معلم الحجاج'' میں ہے:

طواف کثرت سے کرنا بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے افضل ہے۔(ص۱۳۴، مسائل عمرہ)

وفی رد المحتار : ونظيره ما اجاب به العلامة القاضی ابراهيم بن ظهيره المكی حيث سئل : هل الافضل الطواف أو العمرة من ان الارجح تفضيل الطواف علی العمرة اذا شغل به مقدار زمن العمرة ، الا اذا قيل انها لا تقع الا فرض كفاية ، فلا يكون الحكم كذلک۔(۵۰۲/۲) مطلب الصلوة افضل من الطواف وهو افضل من العمرة)

علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ کی تالیف ''حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب'' (اردو) ص ۳۰۸ پر لکھا ہے:

''اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کہ جن اوقات میں عمرہ جائز ہے اس وقت عمرہ طواف کعبہ سے افضل ہے یا طواف عمرہ سے، علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ اسے قول معتمد بتاتے ہیں کہ: عمرہ طواف سے افضل ہے، اور شیخ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس قول کو اظہر بتاتے ہیں کہ طواف افضل ہے، اس لئے کہ وہ مقصود بالذات ہے اور ہر وقت و ہر حالت میں مشروع ہے اور یہ اختلاف اسی وقت سے ہے جب کہ دونوں کی مدت برابر ہو اور اگر عمرہ کی مدت طواف سے زیادہ ہو تو پھر عمرہ یقیناً طواف سے افضل ہے۔

وفی ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری: (ص۳۸۰) (ولا یکرہ الاکثار منھا) أی من العمرۃ فی جمیع السنۃ، خلافا لمالک (بل یستحب) أی الاکثار منھا ما علیہ الجمھور، وقد قیل: سبع اسابیع من الاطوفۃ کعمرۃ وورد ثلاث عمر کحجۃ وورد عمرتان، (باب العمرۃ)

وفیہ ایضا: (۱۲۳) بقی الکلام فی ان اکثار الطواف افضل أم اکثار الاعتمار؟ والاظھر تفضیل الطواف لکونہ مقصودا بالذات ولمشروعیتہ فی جمیع الحالات ولکراھۃ بعض العلماء اکثارھا فی سنۃ مع أن بعض الفقھاء قالوا: العمرۃ بالآفاقی فلیس لاھل مکۃ ان یخرجوا الی الحل ویعتمروا، الخ،

عرفات میں درود شریف کے ساتھ وعلینا معھم کی زیادتی

۲:......''کبھی کبھی'' کے الفاظ کی تصریح کسی روایت میں احقر کو نہیں ملی یہ حقیر کی غلطی ہے جس کی اصلاح کر لی ہے، اور انشاء اللہ آئندہ طباعت میں اس کو حذف کر دیا جائے گا۔

بندہ: عبدالرؤف سکھروی

مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیر تشریق پڑھی جائے؟

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبدالروٴف صاحب مدظلہم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

خدا کرے مزاج سامی بخیر ہو۔

از ڈیوزبری (برطانیہ) مرغوب احمد لاجپوری، بفضلہ تعالی آنجناب کی دعا سے خیریت سے ہوں اور بارگاہِ ایزدی میں جناب والا کی خیروعافیت کا طالب ہوں۔

غرض تحریر اینکہ مسائل حج میں ایک جزئیہ آنجناب کے رسالہ اور ’’فتاوی رحیمیہ‘‘ میں متضاد نظر آیا، اس کی تحقیق مطلوب ہے۔

آنجناب نے ’’خواتین کا حج‘‘ نامی رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

’’مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشا کے وقت میں ادا کریں، طریقہ یہ ہے کہ جب عشاء کا وقت ہو جائے تو پہلے مغرب کے تین فرض ادا کریں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق کہیں اور لبیک کہیں‘‘ الخ

دوسری جگہ آپ (حج کا طریقہ ص ۷۱) پر تحریر فرماتے ہیں:

’’پہلے مغرب کی فرض نماز باجماعت ادا کریں، پھر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں‘‘

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ ’’فتاوی رحیمیہ‘‘ (ص ۲۱۸ ج ۵) میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اسی طرح تکبیر تشریق بھی عشاء کی نماز کے بعد کہے، مغرب کے بعد نہ کہے‘‘

اس جزئیہ کی تحقیق مع حوالہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام، طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

الجواب حامدا و مصليا:

''حج وعمرہ''اور'خواتین کا حج'' میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان تکبیر تشریق اور تلبیہ کہنے کا ذکر درست ہے، کیونکہ درج ذیل تصریحات کی روشنی میں ان نمازوں کے درمیان سنن اور نوافل پڑھنے کی ممانعت ہے، اور ہر ایسے کام کی ممانعت ہے جس کو کرنا ان دونوں کے درمیان عرفا فصل سمجھا جاتا ہو، جیسے کھانا کھانا اور غسل کرنا وغیرہ۔ جس چیز سے معمولی فصل ہوتا ہو وہ مراد نہیں۔ تکبیر تشریق اور تلبیہ کہنے سے معمولی فصل ہوتا ہے، کیونکہ ان کے پڑھنے میں کچھ دیر نہیں لگتی، لہذا ان کو پڑھنا درست ہے، نیز تکبیر تشریق واجب ہے، جس کو پڑھنے کی ذیل میں تصریح ہے، اور تلبیہ مستحب ہے، اور فرائض کے بعد اس کی کثرت منقول ہے، جس میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نماز بھی داخل ہے، اور ذیل میں اس کی بھی صراحت موجود ہے، اس لئے اس کا پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم نے تکبیر تشریق کہنے کی ممانعت فرمائی ہے، بظاہر یہ تسامح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ موصوف نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ کوئی وجہ بیان فرمائی، یا ممکن ہے کہ موصوف نے ان بعض فقہاء کا قول اختیار کیا ہو جنہوں نے مزدلفہ کی ان دونوں نمازوں کے درمیان تکبیر تشریق کہنے سے منع کیا ہے، لیکن یہ قول معتبر نہیں، کیونکہ علامہ شامی نے اس کی تردید کی ہے، جیسا کہ عبارات ذیل میں صراحت ہے:

فی الشامية : تحت قوله (لم يصل بينهما شيئا على المذهب) وهو الظاهر الرواية شرنبلالية وهو الصحيح ، فلوفعل كره واعاد الاذان للعصر لانقطاع فوره فصار كالاشتغال بينهما بفعل اٰخر كأكل و شرب......

(تنبيه) : اخذ من هذا العلامة السيد محمد صادق بن احمد بادشاه انه يترك

تکبیر التشریق هنا و فی المزدلفة بین المغرب والعشاء لمراعاة الفوریة الواردة فی الحدیث ،کما نقله عنه الکازرونی فی فتاواه،

قلت : وفیه نظر فان الوارد فی الحدیث انه صلی الله علیه وسلم صلی الظهر ثم أقام فصلی العصر ولم یصل بینهما شئیا ، ففیه التصریح بترک الصلوة بینهما ولا یلزم منه ترک التکبیر ولا یقاس علی ا لصلوة لوجوبه دونهاولان مدته یسیرة حتی لم یعدفاصلا بین الفریضة والراتبة ،

والحاصل ان التکبیر بعد ثبوت وجوبه عندنا لا یسقط هنا الا بدلیل وما ذکر لایصلح للدلالة کما علمته ، هذا ماظهر لی، والله تعالی اعلم ،

(شامیة : ص۲/۵۰۴: مطلب فی الرواح الی العرفات)

صاحب ارشاد الساری علامہ حسین بن محمد المکی الحنفی علامہ شامی رحمہما اللہ کی مذکورہ عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

ولم یتعقبه العلامة الرافعی فی تقریره علیه فیظهر انه موافقة ، ثم رأیت العلامة طاهر سنبل قرر ایضا نحو ما فی رد المحتار اه،

(ص۱۳۱، فصل فی الجمع بین الصلوتین بعرفة)

فی غنیة الناسک: ولا یتطوع بینهما ولا یصلی سنة المغرب والعشاء والوتر بعدهما.....ولا یشغل بشئی اٰخر من أکل و شرب وغیرهما الا انه یأ تی بتکبیر التشریق مرة عندنا قیامه لوجوبه فان تطوع او تشاغل بما یعد فصلا فی العرف کره، (ص۸۷)

وفی المنسک المتوسط للعلامة ملا علی القاری:

ویستحب اکثارھا بعد الصلوات فرضا او نفلا ۔(ص۷۱)

وفی غنیة الناسک : والتلبیة مرة شرط وھو عند الاحرام لا غیر والزیادة علی المرة والاکثار منھا مستحب ......وبعد المکتوبات اتفاقا یبدأ بتکبیر التشریق ثم بھا فلو بدأ بھا سقط التکبیر ۔(ص۳۸) واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح — بندہ عبدالرؤف سکھروی

الجواب صحیح — احقر محمود اشرف عفی عنہ

کعبہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرتے ہوئے طواف کرنے سے دم لازم ہوگا؟

حج کی کتابوں میں کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ نہ کرنے پر زور دینا صحیح ہے، لیکن ان میں مطلقا سینہ یا کعبۃ اللہ کی طرف پیٹھ کرنے پر دم واجب کرنا' ورنہ طواف کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ۔صحیح یہ ہے کہ اگر پورا طواف کعبۃ اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کر کے ادا کرے' تو یہ مکروہ تحریمی ہے، اور جب تک ایسا طواف کرنے والا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو' اس پر طواف کا اعادہ واجب ہے اور بلا اعادہ وطن واپس لوٹ آیا تو اس پر ایک دم واجب ہے، لیکن طواف کا کچھ حصہ کعبہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کر کے ادا کرنا گو یہ بھی ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے، مگر اس سے احناف کے نزدیک طواف باطل نہ ہوگا اور دم بھی واجب نہ ہوگا، البتہ کراہت کی وجہ سے صرف اتنے حصہ کا اعادہ لازم ہوگا، جس میں اس کا سینہ یا پشت کعبہ کی طرف رہی ہے' اور اگر طواف کے اتنے حصے کا اعادہ بھی نہ کیا تب بھی طواف بہر حال ہو جائے گا اور کوئی جزا واجب نہ ہوگی، لیکن اس گناہ پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط ضروری ہے۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، غیر مطبوعہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوگا، میں الحمد للہ خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر وعافیت کے لئے دست بدعا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں اور آپ کے فیوض سے امت کو مستفیض فرمائے۔

حج وعمرہ کے متعلق چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں، امید کہ تفصیلی جوابات مرحمت فرمائیں گے۔

ا:...... حالت احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا کیسا ہے؟ برطانیہ میں علماء کی ایک جماعت سلی ہوئی لنگی پہننے کی نہ صرف یہ کہ اجازت دیتی ہے، بلکہ ان کا عمل بھی اسی پر ہے۔ ''فتاوی رحیمیہ'' ص:۲۸۶ ج ۸/ اور ''معلم الحجاج'' ص:۱۲۸/ سے حفاظت ستر کی صورت میں اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور ''معلم الحجاج'' کے ص:۳۴۶/ کے جزئیہ سے بغیر عذر کے بھی پہننے کا جواز مفہوم ہوتا ہے۔ کیا بغیر عذر کی صورت میں کوئی لنگی سی کر پہنے تو دم واجب ہوگا یا نہیں؟

۲:...... آج کل برطانیہ میں ایک کپڑا اس طرح بنایا جاتا ہے جو لنگی کی شکل میں گول ہوتا ہے، مگر اس میں کہیں بھی سلائی نہیں ہوتی، اس کی بنائی ہی اس طرح سے کی جاتی ہے کہ اس میں سلائی نہ آئے۔ اس طرح کی لنگی جس کی بنائی میں کسی طرح کی سلائی نہ ہو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اس طرح کی لنگی حالت احرام میں استعمال کرے تو دم واجب ہوگا؟

۳:......کیا لنگی کا شمار فقہا کے یہاں ان کپڑوں میں ہے جو جسم کی ہیئت کے مطابق بنائے گئے ہیں، جیسے کرتہ، قمیص، پاجامہ وغیرہ۔

۴:......صفا مروہ کی سعی کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ہر چکر کے بعد دعا کی جائے آخری چکر کے بعد مروہ پر دعا کا ثبوت ہے؟ یا صرف چھ چکر میں اور آخری چکر کے بعد دعا نہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آخری چکر کے بعد دعا نہیں، سرسری تتبع سے اس کی وضاحت نہ مل سکی، گرچہ مطلق دعا سے آخری چکر کے بعد بھی دعا کرنا معلوم ہوتا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

مؤرخہ: ۳۰/شوال ۱۴۲۵ھ، مطابق: ۱۳/دسمبر ۲۰۰۴ء، بروز پیر

بسم الله الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

حالت احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننا

ا:......حالت احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننے کے متعلق ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۲۸۶ ج ۸، ''معلم الحجاج'' ص: ۱۲۸/اور ص: ۳۴۶/کا جو حوالہ دیا گیا ہے احقر نے ان کی مراجعت کی۔ ان میں سلی ہوئی لنگی کا جو حکم لکھا گیا ہے وہ درست ہے، چنانچہ آگے سے سلی ہوئی لنگی کا حالت احرام میں پہننا جائز ہے، مگر بلا عذر ایسی لنگی استعمال کرنے سے بچنا چاہئے، لیکن اگر کسی نے ایسی لنگی حالت احرام میں استعمال کر لی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''احکام حج'' ص: ۳۴/میں تحریر فرماتے ہیں:

''احرام کی چادر میں اگر کوئی پیوند لگا ہو یا لنگی درمیان سے سلی ہوئی ہو تو اس کا مضائقہ

نہیں، مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو‘‘۔

لہذا برطانیہ میں جن علماء کا عمل حالت احرام میں سلی ہوئی لنگی پہننے کا ہے وہ جائز ہے، لیکن اگر وہ بلا عذر ہے تو خلاف اولی ہے، جس سے بچنا چاہئے، لیکن اس پر دم وغیرہ بالکل واجب نہیں۔

فی مناسک ملا علی القاری (ص۱۲۰) فصل فی مکروهات الاحرام :

(وعقد الازار والرداء) أی ربط طرف احدهما بطرفه الآخر (وان یخله) أی کل واحد منهما (بخلال) کنحو ابرة (وشدهما بحبل ونحوه) من رباط و منطقة ،.... وکذا فی غنیة الناسک ایضا۔(ص۹۱)

وفی الدر المختار (۲/۴۸۱) : فان زرره او خلله او عقده اساء ولا دم علیه ،

(قوله فان زرره الخ) وکذا لو شده بحبل و نحوه لشبهه حینئذ بالمخیط من جهة انه لا یحتاج الی حفظه بخلاف شد الهمیان فی وسطه ، لانه لیشد تحت الازار عادة افاده فی فتح القدیر أی فلم یکن القصد منه حفظ الازاروان شده فوقه۔

حالت احرام میں ایسی گول لنگی کا استعمال جس میں سلائی نہ ہو

۲:......لنگی کی شکل میں گول کپڑا جس میں کہیں بھی سلائی نہیں ہوتی حالت احرام میں اس کا استعمال جائز ہے، حالت احرام میں اس کے استعمال کرنے پر دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ سلی ہوئی لنگی کا استعمال فی نفسہ اس وجہ سے مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے کہ اس میں سلائی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں لبس مخیط سے مشابہت پائی جاتی ہے، اور سوال میں ذکر کردہ گول کپڑے میں چونکہ سلائی نہیں ہوتی، اس لئے اس کے استعمال میں کراہت تنزیہی بھی نہیں ہوگی، اور بغیر کسی کراہت کے اس کا استعمال جائز ہوگا۔

کیا لنگی کا شمار ان کپڑوں میں ہے جو جسم کی ہیئت پر بنائے جاتے ہیں؟

۳:......حضرات فقہاء کرام کی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لنگی کا شمار ان کپڑوں میں نہیں ہے جو جسم کی ہیئت اور ساخت کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔

فی الهداية مع فتح القدير (۲/۴۴۲)

وان لبس ثوبا مخيطا او غطى راسه يوما كاملا فعليه دم.....ولو ارتدى بالقميص أو ا تشح به أو ائتزر بالسراويل فلا باس به ، لانه لم يلبسه لبس المخيط ، وكذا لو ادخل منكبيه فى القباء ، ولم يدخل يديه فى الكمين خلافا لزفر ، لانه ما لبسه لبس القباء ولهذا يتكلف فى حفظه ،

وفى فتح القدير تحته :

(قوله لانه لم يلبسه لبس المخيط) لبس المخيط ان يحصل بواسطة الخياطة اشتمال على البدن واستمساک ، فايهما انتفى انتفى لبس المخيط ، ولذا قلنا فيما لو دخل منكبيه فى القباء دون ان يدخل يديه فى الكمين انه لا شئى عليه ، وكذا اذا لبس الطيلسان من غير ان يزره عليه لعدم الاستعمال بنفسه ، فان زر القباء او الطيلسان يوما لزمه دم لحصول الاستمساک بالزر مع الاشتمال بالخياطة ، بخلاف ما لو عقد الرداء او شد الازار بحبل يوما كره له ذلک للشبه بالمخيط ولا شئى عليه لانتفاء الاشتمال بواسطة الخياطة۔

(ويلاحظ ايضا : الدر المختار:۲/۴۸۱، ۴۸۹،غنیۃ الناسک ص ۸۵، ۲۵۰،ومناسک ملاعلی القاری ص ۳۰۰)

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

عبدالرؤف سکھروی

مخدومی ومحترمی جناب مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری صاحب مدظلہم

السلام علیکم و رحمۃالله وبر کاته

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے،

آپ کا مکتوب موصول ہوا،آپ کے موصولہ سوالات کا مختصر جواب فوری طور پر پیش خدمت ہے،اگر مفصل ومدلل جواب درکار ہوتو دوبارہ یہ سوالات بھیجد یجئے،انشاءاللہ تفصیلی جوابات بھی ارسال کردیئے جائیں گے،لیکن ان میں غیر معمولی تاخیر کا امکان ہے، کیونکہ یہ مسائل جامعہ دارالعلوم کراچی میں قائم مجلس حاضرہ میں زیر غور آچکے ہیں،لیکن تحریری رپورٹ ابھی زیر ترتیب ہے،اس کے بعد وہ مجلس میں پیش ہوگی،بعدہ اس کی اصلاح یا توثیق ہوگی اور پھر استصواب کے لئے علماء کرام اور اہل فتوی حضرات کی خدمت میں ارسال کی جائے گی،ظاہر ہے اس میں خاصا وقت لگنے کا قوی امکان ہے۔

مسعی مسجد الحرام کی جدید توسیع میں شامل نہیں

ا:......مسعی مسجد الحرام کی جدید توسیع میں شامل نہیں اوراس پر مسجد الحرام کا اطلاق نہیں، یہ حسب سابق مسجد الحرام سے خارج ہے،اس میں کیا ہوا حصۂ طواف معتبر نہ ہوگا،لہذا مسجد الحرام سے خارج جتنا طواف کیا گیا ہواس کا جو حکم ہے مسعی میں کئے ہوئے حصۂ طواف کا بھی وہی حکم ہے اور یہ حکم مناسک کی کتب معتبرہ میں تفصیلا مذکور ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

۲:......حیض ونفاس والی خواتین مسعی میں داخل ہوسکتی ہیں اور سعی کر سکتی ہیں۔

منی سے خارج لگائے ہوئے خیموں میں قیام کرنے کا حکم

۶:......منی سے خارج لگائے ہوئے خیموں میں قیام کرنے سے منی کے قیام کی سنت ادا نہ ہوگی، تاہم جس طرح دیگر سنن حج کے بجبوری ترک کا حکم ہے وہی اس کا بھی ہوگا۔

وقوف مزدلفہ کے لئے مزدلفہ کے اندر کے قیام کا اطمینان کر لینا

۷:......وقوف مزدلفہ کے وجوب کے لئے حدود مزدلفہ کے اندر قیام کا اطمینان کر لینا ضروری ہے تا کہ اداء واجب میں شبہ نہ رہے، والسلام۔ بندہ عبدالرؤف سکھروی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴/

۱۴۲۴/۲/۱۳ھ

....

دوگانۂ طواف کے بعد سات چکر پورا ہونے میں شک ہو تو ساتواں چکر دوبارہ کر کے دوگانۂ طواف کا اعادہ لازم ہوگا یا نہیں؟

س:......طواف کے بعد دو رکعت پڑھ لی' پھر شبہ ہوا کہ شاید چھ چکر ہوئے ہیں اور ایک چکر اور کرلیا، اب سوال یہ ہے کہ دوگانۂ طواف بھی دوبارہ ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر دوگانہ کا اعادہ کرلیا تو؟ اور اگر اعادہ ضروری تھا اور نہ کیا تو؟

ج:......مذکورہ صورت میں زید کے دوگانہ طواف ادا ہو گئے، ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر غلطی سے لوٹا لئے تو وہ نفل ہو گئے، واللہ اعلم۔ (مأخذہ غنیۃ الناسک ص ۵۶)

بندہ محمد عبداللہ

الجواب صحیح ...... بندہ: عبدالرؤف سکھروی

بسم الله الرحمن الرحیم

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم و مد ظلہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ از ڈیوزبری' برطانیہ، مرغوب احمد لاجپوری بحمد اللہ آنجناب کی دعا و اللہ تعالی کے فضل و کرم سے بعافیت رہتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں حضرت والا کی صحت و درازئ عمر کے لئے دست بدعا ہوں۔

حج کے متعلق چند مسائل کی تحقیق مطلوب ہے۔

ا:......الف: ایک آدمی ہندوستان سے حج کے لئے آیا، اس نے میقات سے قران کا احرام باندھا، مکہ معظّمہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس کے رفقاء نے تمتع کی نیت کی ہے، اب اس نے طواف شروع کرنے سے پہلے ہی قران کی نیت کو بدل کر تمتع کرلیا۔ کیا اس کا یہ عمل صحیح ہے؟ قران کی نیت کو بدل کر تمتع کیا جاسکتا ہے؟

ب:......طواف کی ابتدا سے پہلے یا طواف کے بعد نیت بدل کر تمتع کرلے تو دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہے؟

ج:......اسی طرح تمتع کی نیت سے احرام باندھ کر آنے والا قران یا افراد کی نیت بدل سکتا ہے؟

د:......اور افراد کی نیت سے احرام باندھ کر قران یا تمتع کی نیت کر کے قران یا تمتع کرسکتا ہے؟

۲:......الف: پاکستان سے ایک آدمی مزدوری کی غرض سے جدہ پہنچا، اور چند دن جدہ میں رہا، بعد میں مکہ معظّمہ عمرہ کی غرض سے آنا چاہے تو احرام جدہ سے باندھے یا مکہ معظّمہ آ کر

بھی باندھ سکتا ہے؟ اگر بغیر احرام کے مکہ معظّمہ آیا اور مکہ آ کر احرام باندھ کر عمرہ کیا تو صحیح ہے؟ یا دم واجب ہوگا؟

ب:......اسی طرح مکہ آ کر حج کا احرام باندھ کر حج کیا تو درست ہوگا یا دم واجب ہوگا؟

ج:......اس طرح پاکستان سے مزدوری کی نیت سے آنے والا جدہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے حج کے مہینے میں حج کرنا چاہے تو وہ کون سا حج کر سکتا ہے؟ افراد یا قران وتمتع؟

۳:......اشہر حج میں تمتع کی نیت سے مکہ معظّمہ جا کر عمرہ سے فارغ ہوا، پھر مدینہ منورہ گیا' اب واپسی میں افراد کرے گا یا تمتع؟ اور قران کر سکتا ہے؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ میں سے کن کا قول مفتی بہ ہے؟

مرغوب احمد لاجپوری

مؤرخہ: ۱۲ر محرم الحرام ۱۴۲۷، مطابق: ۱۱ر فروری ۲۰۰۶، بروز ہفتہ

....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

قران کا احرام باندھ کر بعد تمتع کرنا' تمتع کا احرام باندھ کر قران یا افراد کرنا' افراد کا احرام باندھ کر قران یا تمتع کرنا کیسا ہے؟

۱:......الف: صورت مسئولہ میں قران کی نیت بدل کر تمتع کر لینے سے مراد اگر یہ ہے کہ عمرہ کر لینے کے بعد حلق کر لیا' اس کے بعد دوبارہ حج کا احرام باندھ کر حج کیا' تو شرعا اس صورت کا حکم یہ ہے کہ حج قران کا احرام باندھنے کے بعد نیت بدلنے سے حج قران کا احرام ختم نہیں ہوا، اور چونکہ حج قران کا احرام بندھا ہوا ہے' اس لئے عمرہ کرنے کے بعد حلق

کرنے کی وجہ سے دو دم لازم ہوئے۔(دیکھئے! عبارت:۲/۱)

اس کے بعد اگر حج تمتع کی نیت سے دوبارہ حج کا احرام باندھا ہے تو حج قران کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا لازم آیا، اور دوسرے حج کا احرام باندھنے کی وجہ سے دوسرا حج بھی لازم ہوگیا، البتہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے' اور ایک روایت کے مطابق افعال حج شروع کرنے کی وجہ سے دوسرے حج کا احرام خود بخود چھوٹ گیا' اور حج قران ہی مکمل ہوا، حج تمتع نہیں ہوا، لیکن دوسرا حج لازم ہونے کی وجہ سے آئندہ سال ایک حج اور ایک عمرہ کی قضا لازم ہے' اور حج چھوٹ جانے کی وجہ سے ایک دم رفض بھی لازم ہے۔

(دیکھئے! عبارت:۳)

خلاصہ یہ کہ اس شخص پر آئندہ سال ایک حج' اور ایک عمرہ کی قضا' اور تین دم لازم ہیں، بشرطیکہ حج قران کے احرام کے دوران حلق کرنے کے بعد دیگر جنایات کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

ب:...... حج قران کا احرام باندھنے کے بعد حج تمتع کی نیت کرنا کسی صورت میں بھی معتبر نہیں ہے' خواہ طواف عمرہ شروع کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں۔(دیکھئے! عبارت:۴)

ج:...... حج تمتع کی نیت سے احرام باندھ کر آنے والا اگر عمرہ کے اکثر چکر لگانے سے پہلے حج قران کی نیت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، لیکن اگر عمرہ کے طواف کے سارے یا اکثر چکر لگا چکے ہوں' تو اب حج قران کی نیت نہیں کرسکتا، کیونکہ حج قران کے لئے شرط یہ ہے کہ طواف عمرہ کے سارے یا اکثر چکر لگانے سے پہلے حج کا احرام باندھا جائے۔

(دیکھئے! عبارت:۵)

اور حج تمتع کی نیت سے احرام باندھنے والے نے اگر عمرہ کا احرام اشہر حج شروع ہونے

کے بعد باندھا ہے' تو اب حج افراد کرنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ حج افراد کرنے کے لئے اشہرِ حج شروع ہونے کے بعد عمرہ نہ کرنا ضروری ہے' اور اگر اشہرِ حج شروع ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اشہرِ حج شروع ہونے کے بعد دوبارہ عمرہ کا احرام باندھے بغیر صرف حج کرنے سے حج افراد ہو جائے گا۔ (دیکھئے! عبارت: ۶/۷)

د:......حج افراد کی نیت سے حج کا احرام باندھنے کے بعد اب حج تمتع کرنا شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ حج تمتع کے لئے اشہرِ حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر افعال عمرہ ادا کیا جائے گا، اس کے بعد حج کا احرام باندھا جائے گا، جبکہ صورت مسئولہ میں حج کا احرام باندھ چکا ہے' اور حج کا احرام باندھنے کے بعد افعال حج بجالائے بغیر اس کو فسخ کرنا یا ختم کرنا شرعاً درست اور معتبر نہیں ہے۔ (دیکھئے! عبارت: ۸/۹/۱۰)

اور حج افراد کی نیت سے حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر طواف قدوم سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لے تو جائز ہے' اور یہ حج قران ہوگا، البتہ ایسا کرنا برا ہے، کیونکہ حج قران کا احرام باندھنے میں سنت یہ ہے کہ یا تو حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جائے' یا احرام عمرہ کو حج پر مقدم کیا جائے، جبکہ صورت مسئولہ میں اس کے برعکس ہے، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی اس طریقے سے احرام باندھ کر حج قران کرلے تو اس کا حج درست ہو جائے گا' اور دم شکر واجب ہوگا۔ (دیکھئے! عبارت: ۱۱)

جدہ میں رہنے والا عمرہ کا احرام کہاں سے باندھے؟

۲......شخص مذکور چونکہ جدہ میں مقیم ہے اس لئے عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لے، ورنہ حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے یعنی ''حل'' میں احرام باندھنا بہر حال لازم ہے، لیکن اگر اس کے باوجود بغیر احرام کے

حدود حرم میں داخل ہو گیا تو گنہگار رہوا، اور اپنے میقات یعنی ''حل'' میں واپس آ کر احرام باندھنا ضروری ہے، اور اگر ''حل'' میں واپس آ کر احرام نہ باندھے، بلکہ حدود حرم کے اندر ہی سے احرام باندھ کر عمرہ کرے تو ایک دم واجب ہوگا۔(دیکھئے! عبارت:۱۳/۱۲)

ب:...... شخص مذکور یعنی جدہ (حل) میں رہنے والے کے لئے حج کا احرام باندھنے کے سلسلے میں وہی حکم ہے جو عمرہ کے احرام میں ہے اور جس کا جواب: ۲/الف میں گذرا۔

جدہ میں رہنے والا کون سا حج کرے؟ افراد، قران یا تمتع

ج:...... یہ شخص حج افراد کر سکتا ہے، حج قران یا حج تمتع کرنا اس کے لئے درست نہیں ہے۔
(دیکھئے! عبارت:۱۶/۱۵/۱۴)

۳:......اس موضوع پر جامعہ دارالعلوم سے ایک مدلل فتوی جاری ہوا ہے، اس کی کاپی منسلک ہے۔

ا:......فی الدر المختار (۵۳۲/۲):

مبحث الحج القران : (ويسعى بلا حلق) فلو حلق لا يحل من عمرته ولزمه دمان ، (قوله بلا حلق) لانه وان اتى بافعال العمرة بكمالها الا انه ممنوع من التحلل عنها لكونه محرما بالحج فيتوقف تحلله على فراغه من افعاله ايضا ، شرح اللباب ، (قوله) ولزمه دمان) لجنايته على احرامين بحر وهو الظاهر۔

۲:......فی مناسک ملا علی القاری (ص۲۶۱) فصل فی بیان اداء القران : ويسعى بين الصفا والمروة ، وهذه افعال العمرة بكمالها ، الاانه ممنوع من التحلل عنها لكونه محرما بالحج معها فيتوقف تحلله على فراغه من افعاله ايضا،... ثم يقيم حرما اى محرما لأن ، أوان تحلله يوم النحر فان حلق يكون جنايته على احرامين لما

فـی الـمـحـيـط و المنتقى ، فان طاف بعمرته ثم حلق فعليه دمان و لا يحل من عمرته بالحلق۔

۳:......فی غنیة الناسک (ص ۲۳۵):

مـن احـرم بـحـجتين فصاعدا كعشرين ، فان احرم بهما معا او على التعاقب بان احـرم بـاخـرى قبـل ان يـفـوتـه وقـت الـوقـوف بـعرفة لزمه جميع ذلک عندهما ، وعندمحمد يلزمه فى المعية احدهما وفى التعاقب الاولى فقط، واذا لزمتاه عندهما ارتفصت احداهما فى المعية ، والثانية فى التعاقب، واختلفا فى وقت الرفض ، فعند ابـى يـوسف عقيب صيرورته محرما بهما بلا مهلة ، وعند ابى حنيفة اذا توجه سائرا الى اداء احداهما فى ظاهر الرواية ، وفى رواية اذا شرع فى اعمال احداهما، (و فى الدر المختار ۵۸۶/۲) ايضا۔

۴:......فی الشامیة (۵۰۲/۲):

لا يـجوز ان يفسخ نية الحج بعد ما احرم به ويقطع افعاله ويجعل احرامه وافعاله للعمرة۔

۵:......فی غنیة الناسک (ص ۲۰۳) فصل فی شرائط صحة القران:

الثـالث : ان يحرم بالحج قبل طواف العمرة كله او اكثره، فلو احرم به بعد اكثر طـوافهـا لـم يـكـن قارنا بل يكون متمتعا ان طاف فى اشهر الحج فلو قبلها لا يكون قارنا ولا متمتعا بل هو مفرد بهما، فتح۔

۶:......وفی غنیة الناسک (ص ۲۱۵) قبیل فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون : لا يشترط نية التمتع بل اذا وجد له العمرة والحج فى اشهر الحج بشرائط التمتع صار متمتعا وان لم ينوه كما وضحه فى الكبير۔

۷:......وفیہ ایضا (ص۲۱۱) : قال فی المبسوط : والافراد بالحج ان یحج اولا ، ثم یعتمر بعد الزوال من الحج ، او یؤدی کل نسک فی سفر علی حدة ، او یکون اداء العمرة فی غیر اشهر الحج۔

۸:......فی الدر المختار (۵۰۲/۲) : ولا یجوز فسخ الحج بالعمرة عندنا،

(قوله ولا یجوز) ...ای لا یجوز ان یفسخ نیة الحج بعد ما احرم به ویقطع افعاله ویجعل احرامه وافعاله للعمرة ، الخ۔

۹:......وفی غنیة الناسک (۲۱۲) فصل فی شرائط التمتع : الثالث ان یطوف لها الکل اوالاکثر قبل احرام الحج ، فلو بعده لا یکون متمتعا ، بل قارنا۔

۱۰:......وفی الهدایة مع فتح القدیر (۳۶۴/۲) مبحث حج المفرد :

(ثم یقیم بمکة حراما) لانه محرم بالحج فلا یتحلل قبل الایتان بافعاله ، (قوله ثم یقیم بمکة) ای محرما (لانه محرم بالحج) لشروعه فیه وکل من کذلک لا یتحلل قبل الا تیان بافعاله وهذا لم یأت بها۔

۱۱:......فی غنیة الناسک (ص۲۰۲) باب القران :

وصف الصحة بان یهل بهما معا ، او علی التعاقب بان لا یفصل بینهما برکن احدهما ، کأن یدخل احرام الحج علی العمرة قبل ان یطوف بها اربعة اشواط ، او یدخل احرام العمرة علی الحج قبل الوقوف بعرفة ، وان اساء لترکه السنة ، لان السنة فی القران ان یحرم بهما معاو یقدم احرام العمرة علی الحج مع انه قارن بلا خلاف ، فان کان اهل بها قبل ان یشرع فی طواف القدوم فهو قارن مسئی ، ومضی فی عمرته وعلیه دم شکر اتفاقا ، ولا یستحب له رفض العمرة لانه لم یفته الترتیب فی الافعال بشئی ، لانه لم یقدم الا الاحرام ولا ترتیب فیه ویمضی فیهما علی

الترتیب فی القران ، بان یقدم افعال العمرة علی افعال الحج حتما۔

۱۲:......فی غنیة الناسک(ص۵۵):

میقات اهل الحل وهم اهل داخل المواقیت الی الحرم، والمراد بالداخل غیر الخارج، فشمل من فیها نفسها کالذین بعدها، وباهله کل من وجد فی داخلها، سواء کان من اهله او قصده لحاجة ، کالمدنی اذا دخل ذاالحلیفة لحاجة فالحل للحج وللعمرة ، احرامهم من دویرة اهلهم افضل ، وحل لهم دخول مکة بلا احرام ما لم یردوا نسکا۔

۱۳:......وفیه ایضا (ص ۶۴) فصل فی مجاوزة الحلی او الحرمی وقته :

حلی مسلم مکلف او حرمی کذلک اراد الحج او العمرة وجاواز وقته غیر محرم ثم احرم اولا فعیله الاثم والعود الی وقته کالافاقی ، وان لم یعد فعلیه الدم ، فلو احرم الحلی من الحرم للعمرة او الاحمری کذلک ولم یعد الی وقته فعلیه الاثم والدم بالاتفاق ، فان عاد قبل شروعه فی نسک ولبی منه سقط عندنا۔

۱۴:......فی غنیة الناسک (ص۲۱۹):

لا تمتع ولا قران ولا جمع بینهما فی غیر اشهر الحج لاهل مکة واهل المواقیت الخمسة ، ومن دونها الی مکة سواء کان بینه وبین مکة مسیرة سفر اولا، وکل آفاقی صار فی حکم اهل مکة کأن دخل المیقات لحاجة فی اشهر الحج او قبلها فدخلت علیه او مکة بعمرة فی اشهر الحج فافسدها او قبلها فد خلت علیه۔

۱۵:......وفی مناسک ملا علی القاری (ص۲۶۹) فصل فی قران المکی:

لاقران لاهل مکة ای حقیقة او حکما ، ولا لاهل المواقیت وهم الذین منزلهم فی نفس المیقات، وکذا من حاذاهم من غیر هم، ولا لاهل الحل وهم الذین بین

المواقيت والحرم۔

۱۶:......وفيه ايضا (ص۲۷۴) فصل فی تمتع المكی :

ليس لاهل مكة ... واهل المواقيت نفسها وما حاذاها ومن بينها وبين مكة ....

تمتع ، والله سبحانه وتعالى اعلم۔ محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفرلہ	بندہ عبدالرؤف سکھروی

تمتع کرنے والا عمرہ کے بعد مدینہ منورہ جائے تو تمتع باقی رہے گا؟

س:......سعودیہ میں مقیم میقات سے باہر ہیں' وہ اشہر حج میں عمرہ کر کے چلے گئے تو وطن اقامت کی بنیاد پر انعقاد تمتع باطل ہوتا ہے یا نہیں؟ جبکہ فقہاء نے اس بارے میں وطن اصلی کا ذکر کیا ہے، وطن اقامت کا ذکر نہیں کیا۔

ج:......جو لوگ سعودی عرب میں میقات سے باہر کسی جگہ مقیم ہیں' ایسے لوگ اشہر حج میں عمرہ کر کے واپس اپنے وطن اقامت میں لوٹ جائیں' اور پھر اسی سال حج کا احرام باندھ کر آئیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا تمتع ہو جائے گا، البتہ حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تمتع نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف وطن اصلی میں آنا تمتع کو باطل کرتا ہے، وطن اقامت یا کسی اور جگہ جانے سے تمتع باطل نہیں ہوتا، کیونکہ ان کے نزدیک وطن اصلی کے سوا کسی اور جگہ جانے سے سفر واحد باقی رہتا ہے' جو تمتع منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے۔

اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اشہر حج میں عمرہ کرنے کے بعد آفاق میں جانے سے تمتع باطل ہو جاتا ہے' چاہے وطن اصلی میں آئے یا وطن اقامت میں آئے' یا کسی

اور جگہ چلا جائے، کیونکہ ان کے نزدیک میقات سے باہر جانے سے سفر واحد باقی نہیں رہتا‘ اور یہ ایسا ہے جیسے وطن اصلی میں آنا۔ اور اصول افتاء کی روشنی میں عبادات میں اگر امام صاحب رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کا اختلاف ہو تو ترجیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ہوتی ہے، لہٰذا اس مسئلہ میں امام صاحب رحمہما اللہ کا قول راجح ہوگا۔

بدائع ۲/۱۷۱۔ بحرالرائق ۲/۳۶۹، باب التمتع۔ در مع الطحطاوی ۱/۵۱۸، باب التمتع۔ غنیۃ الناسک ص۱۱۴۔ واللہ اعلم

عبدالخالق لاہوری عفی عنہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ	سبحان محمود	بندہ عبدالرؤف سکھروی

نوٹ:......طویل عربی عبارات راقم نے نقل نہیں کی ہے، میری فائل میں موجود ہے، کوئی صاحب برائے مطالعہ لینا چاہے تو مل سکتی ہے۔ مرغوب

دوگانۂ طواف کے بعد سات چکر پورا ہونے میں شک ہو تو ساتواں چکر دوبارہ کر کے دوگانۂ طواف کا اعادہ لازم ہوگا یا نہیں؟

س:......طواف کے بعد دو رکعت پڑھ لی‘ پھر شبہ ہوا کہ شاید چھ چکر ہوئے ہیں اور ایک چکر اور کرلیا، اب سوال یہ ہے کہ دوگانۂ طواف بھی دوبارہ ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر دوگانہ کا اعادہ کرلیا تو؟ اور اگر اعادہ ضروری تھا اور نہ کیا تو؟

ج:...... مذکورہ صورت میں زید کے دوگانہ طواف ادا ہوگئے، ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر غلطی سے لوٹا لئے تو وہ نفل ہوگئے، واللہ اعلم۔ (مأخذہ غنیۃ الناسک ص۵۶)

بندہ محمد عبداللہ

الجواب صحیح ......بندہ: عبدالرؤف سکھروی

اگر مرض کی وجہ سے عورت کے سر پر بال نہ رہیں تو افعال حج کے بعد وہ بال کیسے کٹوائے؟

س:......اگر کسی مرض کی وجہ سے عورت کے سر پر ایک بال بھی باقی نہ رہے تو افعال عمرہ یا حج ادا کرنے کے بعد بغیر بال کٹوائے خود بخود احرام سے نکل جائے گی؟ کیونکہ عورت کو سر پر استرہ پھرانا حرام ہے؟

ج:......اگر واقعۃً کسی عورت کے سر پر کسی مرض کی وجہ سے ایک بال بھی باقی نہ ہو تو وہ معذور ہے، اور ایسی عورت عمرہ میں سعی سے فارغ ہو کر اور حج میں رمی کرنے کے بعد خود بخود حلال ہو جائے گی، اور اس کا احرام کھل جائے گا، اس لئے کہ بالوں کے قصر کا واجب عذر کی وجہ سے ترک ہوا ہے، لیکن اس کے لئے عمرہ میں افضل یہ ہے کہ سعی کے بعد اپنے ناخن کتر لے، اور حج میں بارہ تاریخ آنے گا انتظار کرے، جب بارہ تاریخ آجائے تب ناخن وغیرہ کتر لے اور اپنے کو حلال سمجھے، لیکن اگر عمرہ میں سعی کے بعد اور ناخن کترنے سے پہلے اور حج میں رمی کے بعد بارہ تاریخ آنے سے پہلے کسی محظور ممنوع کا ارتکاب کر لیا تو بھی کچھ لازم نہ ہوگا، کیونکہ مذکورہ حکم پر عمل کرنا افضل ہے، واجب نہیں۔

بندہ: عبدالرؤف سکھروی

الجواب صحیح

بندہ: عبداللہ عفی عنہ

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی، غیر مطبوعہ)

منیٰ، مزدلفہ مکہ میں داخل ہیں؟

اس وقت یہ مسئلہ علماء کے درمیان اختلافی بن گیا ہے کہ منیٰ، مزدلفہ مکہ مکرمہ میں داخل ہیں یا خارج؟ ارباب افتاء کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ داخل ہیں، مگر دوسرے اکابر علماء و ارباب افتاء کی جماعت کا رجحان یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی طرح اس وقت بھی یہ تمام شعائر مکہ مکرمہ سے خارج ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر کے چند فتاوی جمع کئے گئے ہیں، جس سے مسئلہ کی صحیح نوعیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل البیت الحرام محلة للامان ، وفضّله علی سائر القری والبلدان ، وصلّی الله علی سیدنا محمد وآله واصحابه والاعوان ، اما بعد !

منیٰ، مزدلفہ، مکہ مکرمہ میں داخل ہیں یا خارج؟ ارباب افتاء کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ داخل ہیں، مگر دوسرے اکابر علماء وارباب افتاء کی جماعت کا رجحان یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی طرح اس وقت بھی یہ تمام شعائر مکہ مکرمہ سے خارج ہیں۔

آج سے تقریباً دس، گیارہ سال پہلے مدرسہ صولتیہ میں ہندو پاک کے چند ارباب افتاء کا مختصر سا اجتماع ہوا، اور اس میں یہ تحقیق کی گئی کہ اب منیٰ، مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا ہے، اور اس فیصلہ کو موجودہ علماء کے دستخط کے ساتھ ایک فتوی کی شکل میں شائع کیا۔

کچھ عرصہ بعد ان ہی علماء کرام کے اکثر حضرات کی طرف سے یہ فتوی سامنے آیا کہ: اب مزدلفہ بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہے۔ شروع، شروع میں جب یہ فتاوے نظر سے گذرے تو تعجب بھی ہوا، مگر اس میں بعض وہ اکابر کے دستخط بھی تھے، جن کی فقہی بصیرت اور علمی گہرائی و گیرائی سے راقم نہ صرف واقف بلکہ ایک حد تک متأثر تھا، اس لئے نہ اس پر کچھ لب کشائی کی ہمت ہوئی، نہ کچھ لکھنے کی، مگر اس فیصلہ یا فتوی پر دل کو شرح صدر قطعاً نہ ہوا۔

اس کے بعد مختلف ارباب افتاء سے اس موضوع پر تبادلۂ خیال کا موقع ملا تو اکثر حضرات نے اس فیصلہ پر عدم اطمیان کا اظہار فرمایا۔

ادھر کئی سالوں سے حج کے موقع پر ایک ہی خیمے میں دو رائے کی حاملین کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر کراچی کے دو بڑے ادارے ''دار العلوم کراچی'' اور'' جامعہ

بنوری ٹاؤن'' کا موقف بھی مختلف تھا، اس لئے وہاں کے حضرات بھی پریشان نظر آئے، کچھ حضرات پرانے نظریہ کے حامل تھے، کچھ حضرات نئے فیصلے کے حامی دونوں کا عمل جدا، گویا ایک ہی خیمہ میں دو جماعتیں ہوتی تھیں، ایک قصر کے ساتھ ایک اتمام والی۔

راقم برابر اس موضوع پر مطالعہ کرتا رہا اور اکابر علماء وارباب افتاء کے فتاوے بھی دیکھتا رہا، تو قدیم رائے والی تحقیق ہی حدیث وفقہ کے زیادہ مناسب لگی۔ ''**لعل الله يحدث بعد ذلک امرا**''۔

اس مختصر رسالہ میں چند اکابرین کے فتاوی جمع کئے گئے ہیں، اوران کا خلاصہ منیٰ و مزدلفہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ماننے والے حضرات کی تحریر کے بعد لکھ دیا گیا ہے' تاکہ مصروف حضرات صرف خلاصہ پڑھ کر دونوں طرف کی رائے کا اندازہ کرسکیں۔

دونوں طرف حضرات اکابرین کی جماعت ہے، اس لئے حتی الامکان اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے ارباب افتاء ہی کی تحقیق خلاصہ میں بیان کی گئی ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ جن علماء کی تحقیق پر شرح صدر ہو اس پر عمل کرلیں، اور دوسری طرف کے حضرات کی شان میں ادنی گستاخی و بے ادبی نہ کی جائے۔ مسائل میں اختلاف قرون اولی سے رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل حق کا اختلاف رحمت ہے نہ کہ زحمت، بس شرط یہ ہے کہ اختلاف' اختلاف' ہو خلاف نہ ہو۔

دونوں رائے کے حاملین کی تحریر کو جمع کر دیا گیا ہے، تاکہ ایک رائے والے دوسری تحقیق کے دلائل پر غور کرنا چاہے تو ان کو آسانی رہے۔

اللہ تعالی اس حقیر کاوش کو قبول فرما کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ضد وعناد وہٹ دھرمی سے حفاظت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری' ڈیوزبری

حاجی کے لئے اقامت وقصر، منی کی تحدید وآبادی، مسافر کی قربانی

س:...... کیا منی مکہ مکرمہ میں داخل ہے یا خارج؟ کیا منی میں حاجی کو قصر کرنا ہے یا پوری نماز پڑھنی ہوگی؟ حاجی پر مالی قربانی کا کیا حکم ہوگا؟

ج:...... عام کتب فقہ میں یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچا اور ۸/ذی الحجہ تک اس کے پندرہ دن نہیں بنتے تو اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی، کیونکہ ۸/تاریخ کو اس کو ہر حال میں مکہ مکرمہ چھوڑنا ہے، لہذا اس کا پندرہ روزہ قیام کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب منیٰ مکہ مکرمہ سے علیحدہ تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منی سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، اور منی مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہے، جیسا کہ مقامی حضرات سے تحقیق کرنے سے اور مشاہدہ سے معلوم ہوا، اور دونوں کی بلدیہ بھی ایک ہے، لہذا اب ۸/تاریخ نہیں بلکہ ۹/تاریخ کا اعتبار رہوگا۔

نیز اگر حج سے قبل مسافر ہے اور حج کے بعد یعنی ۹/ذی الحجہ کے بعد اس کو پندرہ روز مکہ مکرمہ میں رہنا ہے تو ۱۰/ذی الحجہ کو ظہر کی نماز سے مقیم ہوگا اور نمازیں پوری ادا کرنی ہوں گی۔ اور جو پہلے سے مقیم ہے وہ بہر حال منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری ادا کرے گا، کیونکہ عندالاحناف قصر سفر کی وجہ سے ہے، نہ کہ حج کی وجہ سے۔

جب حاجی ۱۰/ذی الحجہ کو مقیم ہو گیا تو دیگر شرائط پوری ہونے پر اس کے ذمہ مالی قربانی بھی واجب ہوگی اور پہلے اگر مال نہیں تھا، ایام نحر میں مال آ گیا اور بقدر نصاب ہے تو قربانی واجب ہوتی ہے۔ اس پر حولان حول شرط نہیں ہے۔

اور اگر آخری دن مال آ گیا، پہلے مسافر تھا، آخری دن مقیم ہو گیا اور قربانی نہیں کی تو بعد گذرنے ایام نحر کے اس پر قربانی کی قیمت کا تصدق واجب ہے، اور درمیانی درجہ کے

بکرے کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ شیر محمد علوی

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

تصدیق مفتیان کرام واردین مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ ،۳رذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء

ا:......محمد فاروق، جامعہ محمودیہ میرٹھ۔

۲:......مشرف علی تھانوی، دارالعلوم کامران، لاہور۔

۳:......العبد احمد خانپوری، مفتی جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل گجرات۔

۴:......مبین احمد غفرلہ، جامعہ عربیہ ہاپوڑ۔

۵:......شبیر احمد عفا اللہ عنہ، جامعہ قاسمیہ مدرسہ، شاہی مرادآباد۔

۶:......محمد سلمان منصور پوری، جامعہ قاسمیہ مدرسہ، شاہی مرادآباد۔

۷:......رئیس الدین، مدرس جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور۔

۸:......رشید احمد، دارالافتاء دارالعلوم عبدیہ فرید آباد۔(ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ۱۷۳)

اب مزدلفہ بھی حدود مکہ مکرمہ میں داخل ہے

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم، اما بعد

پہلے دور میں مکہ معظّمہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات سب الگ الگ مقامات تھے اوران مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا، چنانچہ عرصۂ دراز سے اسی اعتبار سے قصرواتمام کے مسائل بتائے جاتے تھے،لیکن گذشتہ چندسالوں سے مکہ معظّمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلنی شروع ہوئی کہ تین جانب سے مکہ معظّمہ کی آبادی سے متصل ہوگیا، چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء ومفتیان کرام نے بذات خود مشاہدہ کر کے منی کو مکہ معظّمہ میں شامل ہونے کا فتوی

جاری کیا۔

اب اس سال ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظّمہ کی آبادی سے عزیزیہ کی جانب متصل ہو چکا ہے، لہذا اب قصر واتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظّمہ اور منی ہی کے حکم میں ہے' اور جن حجاج کرام کا مکہ معظّمہ میں آمد اور واپسی کا درمیانی وقفہ پندرہ دن ہو رہا ہو' وہ سب اتمام کریں گے' اور اس مدت میں منی اور مزدلفہ میں رات گذارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع نہیں ہوگا، کیونکہ منی اور مزدلفہ اب مکہ معظّمہ ہی کے حکم میں ہیں' اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے، لہذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا۔

واضح رہے کہ اس فتوے کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ' مزدلفہ' عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے، کیونکہ وہ سب توقیفی ہیں' ان میں ترمیم واضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے، البتہ قصر و اتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز شنبہ

مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ

۱:...... (حضرت مولانا) عبدالحق غفرلہ (اعظمی' محدث دارالعلوم' دیوبند)

۲:...... (حضرت مولانا مفتی) محمود حسن (بلند شہری' مفتی دارالعلوم' دیوبند)

۳:...... (حضرت مولانا مفتی) شبیر احمد (مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی' مرادآباد)

۴:...... (حضرت مولانا مفتی) شیر محمد علوی (مفتی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ' لاہور)

۵:...... (حضرت مولانا مفتی) محمد سلمان منصور پوری (نائب مفتی مدرسہ شاہی' مرادآباد)

۶:......(حضرت مولانا مفتی) مشرف علی تھانوی (دارالعلوم الاسلامیہ لاہور)

۷:......(حضرت مولانا مفتی) محمد فاروق (جامعہ محمودیہ میرٹھ)

۸:......(حضرت مولانا مفتی) مبین احمد (جامعہ عربیہ خادم الاسلام میرٹھ)

۹:......(حضرت مولانا مفتی) مقصود عالم (خادم الاسلام ہاپوڑ)

۱۰:......(حضرت مولانا مفتی) محمد ابوالکلام (مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بھوپال)

۱۱:......(حضرت مولانا مفتی) عبدالستار (دارالافتاء افضل العلوم تاج، آگرہ)

(ماہنامہ ندائے شاہی دسمبر۲۰۰۴ء۔مسائل حج وعمرہ ص ۲۹۸)

منیٰ میں جمعہ کا قیام

منیٰ کے مکہ معظّمہ میں شامل ہونے سے ایک مسئلہ یہ متعلق ہے کہ اگر منیٰ کے ایام (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/ذی الحجہ) میں جمعہ کا دن پڑ جائے، تو وہاں جمعہ قائم کرنا ضروری ہوگا۔اگر مسجد میں نماز جمعہ قائم نہ ہو تو خیموں میں الگ الگ جماعتوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی،اس لئے کہ یہ بھی مکمل شہر کے درجہ میں ہو چکا ہے۔حجاج کرام اس کا خاص خیال رکھیں۔(ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ص ۱۷۴)

نوٹ:......ان حضرات کی طرف سے کچھ اور فتاوی بھی شائع ہوئے ہیں،مگر اس وقت میری فائل میں نہ مل سکے۔

قائلین اتحاد منیٰ ومزدلفہ کے دلائل پر ایک نظر اور ان کے مختصر جوابات

(دلیل:۱):......بعض حضرات شیخ عبداللہ بن سبیل حفظہ اللہ کے فتوی سے استدلال کرتے ہیں۔

شیخ کے جواب کا متعلقہ حصہ یہ ہے:

’’الذی یظهر لنا انّ منیٰ اصبحت الیوم جزء مدینة مکة... ان حکومة المملکة العربیة السعودیة تعد منی من مکة علی اعتبار حیّ من احیانها ، الا ان الحکومة تمنع البناء فیها لمصلحة عامة ‘ لانه لایجوز لاحد ان یتملک ولا یختص بمنی ولا غیرها من المشاعر لقول النبی صلی الله علیه وسلم : منی مناخ من سبق ‘‘۔

(جواب):

اول:......حضرات علماء حرمین شریفین کا فتوی ہے کہ’’یہ دونوں الگ الگ جگہیں ہیں اور قرب واتصال کا کوئی اعتبار نہیں‘‘۔(دیکھئے!ص:۱۱۲)

دوم:......صرف سماحۃ الشیخ کی رائے کوعرف اغلب واشہر سمجھنا درست نہیں۔

سوم:......بظاہر موصوف کے فتوی میں تعارض ہے۔فرماتے ہیں کہ:حکومت منی کو مکہ کا ایک محلّہ قرار دیتی ہے اور اپنا بھی یہی رجحان ذکر کیا، پھر آگے فرماتے ہیں:حکومت وہاں بنا اور تعمیرات سے روکتی ہے،تو اب محلّہ اور عدم بناء جمع نہیں ہوسکتے ، کیونکہ شہر کی آبادی سے باہر میدان کو کسی طرح بھی محلّہ نہیں کہا جاتا ، بلکہ شہر سے متصل آباد محلّہ جو کسی وجہ سے مسمار ہوگیا، اسے بھی اب شہر کا محلّہ نہیں سمجھا جاتا،لہذا منیٰ، مکہ مکرمہ کا محلّہ کیسے ہوسکتا ہے؟البتہ شہر کے قرب وجوار میں آباد محلوں کوشہر کا حصہ کہا جاتا ہے۔لہذا اگر ان کی یہ خاص رائے ہے کہ میدان جوآبادی سے باہر شہر کا حصہ ہے‘ تو سب پر حجت نہیں۔

چہارم:......’’لانه لایجوز لاحد ان یتملک‘‘ سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت منی اور دوسرے مشاعر کوشہر مکہ سے الگ کرنا چاہتی ہے،اس لئے وہاں کسی کوتعمیر کی اجازت نہیں دیتی۔

(دلیل:۲):......اب صورت حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منی سے بھی متجاوز ہوچکی ہے اور منی مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہے۔

(جواب):

اول:...... یہ بات حقیقت کے خلاف ہے، ماضی بعید میں تو منی میں آبادی کا ہونا مسلم ہے، لیکن موجودہ دور میں منی میں سرے سے آبادی ہے ہی نہیں۔ نیز محلّہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مکانات اور گلیاں ہوں، لیکن منی میں ایسا نہیں۔

دوم:...... فقہاء کرام کے نزدیک دو آبادیوں کے درمیان اتصال مراد ہے، جبکہ یہاں آبادی اور میدان کے درمیان اتصال ثابت کیا جارہا ہے۔

سوم:...... منی سے مکہ اور مکہ سے منی جانے والے ہر راستہ پر پہونچ کر دونوں کے درمیان کی مسافت کی پیمائش کی تو کسی طرف سے بھی: ۹۰۰ / میٹر سے کم فاصلہ نہیں ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک ایک غلوۃ سے کم فاصلہ ہو جب اتصال مانا جاتا ہے، اس سے زائد ہو تو انفصال مانا جاتا ہے۔ ایک غلوۃ کی مسافت: ۳۰۰ / قدم بتائی گئی ہے، گویا غلوۃ کے حساب سے بھی تین گنا دوری ہے، پھر اتصال کی بات شرعا کیونکر درست ہوسکتی ہے؟۔

چہارم:...... اگر مکہ معظّمہ اور منی دونوں ایک ہوتے' تو مسجد خیف میں سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ کے ہر ہفتہ میں منی میں جمعہ بھی ہوتا، لیکن موسم حج کے علاوہ کبھی وہاں جمعہ نہیں ہوتا، نہ ہی اب ہو رہا ہے، نہ ہی وہاں کوئی جمعہ کے جواز کا قائل ہے۔

(دلیل:۳):...... منیٰ ومکہ مکرمہ کی بلدیہ بھی ایک ہے۔

(جواب):

اول:...... منی میں پورا سال کوئی کام نہیں ہوتا، لہذا مکہ مکرمہ کی بلدیہ وہاں کام کرتی ہے، الگ بلدیہ کی ضرورت نہیں پڑتی، یہ مکہ مکرمہ کے جزء ہونے کی دلیل نہیں۔

دوم:...... بلدیہ تو ایک انتظامی ادارہ ہے' جس کے ذمہ علاقہ کی دیکھ بھال اور صفائی ہوتی

ہے، ایک ادارہ کو محض انتظامی طور پر شہر سے باہر کا صحرا دیکھ بھال کے لئے دے دیا جائے تو اس سے اس صحراء کی شرعی حقیقت نہیں بدلتی۔

سوم: ...... یہ بات ہی صحیح نہیں، بلکہ ان مشاعر ثلثہ کی بلدیات اپنی مستقل ہیں، غالباً اس کا نام "لجنة الحج العلياء" ہے، یہ بڑی اونچی سطح کی لجنۃ ہے، مشاعر ثلثہ کے تمام قوانین و ضوابط یہی کمیٹی بناتی ہے اور ان ہی قوانین وضوابط کے مطابق ایام حج میں عمل ہوتا ہے، یعنی وہ صرف ایام حج کے ساتھ مخصوص ہے۔

(دلیل:۴):...... اس وقت منیٰ یورپ کا ایک ترقی یافتہ شہر معلوم ہوتا ہے، وہاں جدید ائرکنڈیشن خیمے ہیں، دفاتر ہیں، نیز دیگر بہت سی سہولیات ہیں، اس لئے اسے جنگل نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ آبادی ہے۔

(جواب):

اول:...... یہ مکانات پختہ نہیں ہیں، فقہاء پختہ مکانات کی شرط لگاتے ہیں۔

دوم:...... (عامۃً) خیموں میں کوئی مستقل رہائش اختیار نہیں کرتا، اور آبادی کے لئے موضع لبث وقرار شرط ہے۔

سوم:...... عرب شہزادے اس سے بھی بہترین خیمے جنگلوں میں لگاتے ہیں، لیکن ان کو کوئی آبادی نہیں کہتا۔

(دلیل: ۵) دوسری بات یہ پیش کی جاتی ہے کہ منی میں بہت سے مکانات بن گئے ہیں، جن میں رہائش ہے، شاہی محل، ہسپتال اور مہمان خانے بھی بنے ہوئے ہیں۔

(جواب):

اول:...... یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے، کیونکہ یہ شاہی عمارتیں صرف ایام حج میں استعمال

ہوتی ہیں، وہاں رہائش نہیں ہے، ہاں صفائی ستھرائی اور دیکھ بھال کے لئے پہرہ دار رہتے ہیں، وہاں رہائشی مکانات نہیں ہیں۔ اب سے ۹/۸ سال پہلے مکہ معظّمہ میں تعمیر کو گراں دیکھ کر چند لوگوں نے رہائشی مکانات بنوالئے تھے، لیکن وہ منہدم کردیئے گئے اور اب کوئی رہائشی گھر نہیں ہے۔ مہمان خانوں میں رابطہ اسلامی کے مہمان ایام حج میں یا اس کے علاوہ وقتی طور پر وہاں ٹھہرائے جاتے ہیں۔

دوم:...... حکومت کی طرف سے قانونا وہاں آبادی ممنوع ہے۔ اس میں جو شاہی محلات، ہسپتال، دفاتر اور دیگر سرکاری عمارات ہیں، وہ اصالۃً موسم حج کے لئے ہیں۔ موسم حج کے علاوہ دوسرے مواقع پر ان سے استفادہ کی اجازت نہیں ہے، چنانچہ وہ حجاج کے خیموں کی طرح سال بھر خالی پڑی رہتی ہیں۔

جو جدید تعمیرات کی جارہی ہیں، وہ حجاج کی سہولت یا انتظامیہ کے عارضی قیام کی غرض سے کی جارہی ہیں، آبادی ورہائش کی غرض سے نہیں۔ سال بھر حکومتی عملہ کی وہاں آمدورفت یا قیام رہتا ہے، تو وہ محض ان خیموں اور جدید تعمیرات کی نگرانی کے لئے ہوتا ہے، نہ کہ رہائش کی غرض سے، اور خدام ومحافظین کی رہائش کا اعتبار نہیں ہے۔

شرعی طور پر بھی منیٰ میں آبادی ممنوع وناپسند ہے۔ امام دارمی رحمہ اللہ نے ''سنن دارمی'' (۶/۶۸۱) میں باب باندھا ہے: ''باب کراھیة البنیان بمنی'' اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بیان فرمائی ہے: قالت : قلت یا رسول اللہ ! الا نبنی لک بناء بمنی یظلک، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ، منی مناخ من سبق، اھ۔

امام دارمی رحمہ اللہ کے علاوہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ روایت اپنی ''جامع'' میں، ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ''سنن ابن ماجہ'' میں اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ''سنن ابوداؤد'' میں

روایت کی ہے۔اسی لئے حضرات محدثین اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں تعمیرات پسندیدہ نہیں ہیں، ان مقامات کی حیثیت مستقل شعائر کی ہیں، یہ جائے رہائش نہیں ہیں۔

ملاعلی القاری حنفی رحمہ اللہ اور علامہ طیبی شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:'' فمنع و عُلل بان منی موضع لاداء النسک من النحر ورمی الجمار یشترک فیه الناس' فلو بنی فیها لادی الی کثرة الابنية تاسيا به فتضيق على الناس و كذلك حكم الشوارع ومقاعد الاسواق''۔(مرقاۃ:۵/۵۱۷۔طیبی:۵/۲۹۷)

ابن رشد رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ منی میں تعمیرات کو ناپسند فرماتے تھے۔(البیان والتحصیل ۱/۲۵۳)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مشاعر میں تعمیرات کو بدعت کہا ہے۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲۶/۱۱۹)

(دلیل:٦):......منیٰ فناء مکہ ہے، اس لئے کہ (۱): قربان گاہ ہے۔(۲): حجاج کی اجتماع گاہ ہے۔(۳): گاڑیوں کی پارکنگ ہے۔(۴) تفریح گاہ ہے۔

(جواب):

یہ بات بچند وجوہ صحیح نہیں:

اول:......وہاں مصالح میں ایسی کوئی چیز نہیں جو مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہوں، وہاں تمام انتظامات ادائے مناسک کے لئے کئے جاتے ہیں، اور اہل مکہ ان سے تبعا استفادہ کرتے ہیں، مگر تبعا استفادہ کرنے سے ان کو مصالح مکہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

دوم:......قربان گاہ اداء مناسک' دم شکر وغیرہ کے لئے ہے، اس ضمن میں اگر اہل مکہ کو پابند کیا گیا کہ وہ بھی اضحیہ یہیں کیا کریں تو یہ انتظام تبعی ہے، اس کی وجہ سے منیٰ فناء مکہ نہیں۔

سوم:......اگر بالفرض قربان گاہ کو مصلحت شہر کہہ کر فناء کہا جائے تو فناء وہ خاص احاطہ ہوگا' جو قربان گاہ کے لئے مختص ہے،اس کی وجہ سے منیٰ کا پورا میدان فناء نہ بنے گا۔

چہارم:......وہاں لوگ گاڑیاں بوقت ضرورت قرب بلد کی وجہ سے پارک کرتے ہیں، پارکنگ کے لئے وہ جگہ مقرر نہیں۔

پنجم:......وہاں تفریح کے لئے کوئی مخصوص پارک وغیرہ نہیں ہے،لوگ ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔

ششم:......منی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے، امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں، اگر منی فناء مکہ ہوتا تو شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف کی نوبت ہی نہ آتی،اس لئے فناء چاہے شہر سے متصل ہو یا منفصل وہاں ہر صورت میں جمعہ درست ہے۔یہ اختلاف واضح دلیل ہے کہ منیٰ فناء مکہ نہیں۔

ہفتم:......اگر بالفرض منی میں اہل مکہ کی تفریح گاہ اور کھیل کی جگہ ہے،تب بھی یہ حاجت یا مصالح بلد میں داخل نہیں۔''الموفقات''میں ہے:

''امـا الحاجات فمعناها انها مفتقر اليها من حيث التوسعة ورفع الضيق المودى فی الغالب الی الحرج والمشقة ''۔(الموفقات ۹/۲)

ہشتم:......اگر قربان گاہ ہونے کی وجہ سے منی کو فناء کہتے ہیں' تو موقف ہونے کی بناء پر مزدلفہ اور عرفات کو بھی فناء کہنا چاہئے، جہاں جہاں علت ہو' وہاں حکم آئے گا،اور اگر کوئی یہ کہے کہ مزدلفہ اور عرفات چونکہ دور ہیں،اس لئے اسے فناء مکہ نہیں قرار دے سکتے؟ تو علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ اعتراض قابل اعتماد نہیں،ان کے نزدیک مصالح کا اعتبار ہے' دوری کا نہیں۔(فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۵۲۸ ج ۳۔فقہی مضامین ص ۲۱۹)

مظاہر علوم سہارنپور کا فتویٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب وبالله التوفيق :

منیٰ مستقل مقام ہے، سفر واقامت میں وہ مکہ مکرمہ کے تابع نہیں ہے، اس کی صراحت سب ہی فقہاء ومحدثین فرماتے آئے ہیں:

''ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما في موضعين فان كان كل منهما اصلا بنفسه نحو مكة و منى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما ' وان كان احداهما تبعا للآخر ' حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما ''اه۔

(ہندیہ ۱/۱۴۰۔ بدائع ۱/۷۰ ۲۔ البحر الرائق ۲/۱۴۳)

خارج مصر کسی مستقل مقام کو مصر کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے اور سفر میں اس کے تابع مصر ہونے کے لئے چند بنیادی شرطیں ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ:......شہر کی آبادی اس مقام سے مل جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ:......خود مقام میں بھی آبادی ہو۔ فتاوی ہندیہ ۲/۲۵۱/ میں ہے:

''فان كان بقرب ذلك قرى لاهل الذمة فعظم المصر حتى بلغ تلك القرى و جاوزها صارت من جملة المصر لاحالة المصر بجوانبها ''اه۔

اس عبارت میں اہل ذمہ کی بستیوں کے شہر کے ساتھ لاحق ہونے کے لئے شہر کی آبادی وہاں تک پہنچنے کی قید لگائی گئی ہے، دوسرے بستی کے لاحق ہونے کی بات ہے، اور بستی میں آبادی ہوتی ہے۔

شامی میں ہے کہ: جو شخص شہر سے اپنا سفر شروع کر رہا ہے اس پر مسافر کے احکام اس

وقت جاری ہوں گے جب وہ ان مقامات سے بھی نکل جائے جو مصر کے تابع ہوتے ہیں، مثلا: ربض مصر، یعنی شہر سے متصل گھر اور مکانات جو پھیلتی ہوئی آبادی کی صورت میں ہوتے ہیں، اسی طرح جو بستیاں ربض مصر سے متصل ہوں وہ بھی تابع مصر ہیں:

''واشار الی انہ یشترط مفارقة ماکان من توابع موضع الاقامة کربض المصر' وھو ما حول المدینة من بیوت و مساکن ، فانہ فی حکم المصر و کذا القری المتصلة بالربض فی الصحیح''۔(شامی ۱/۵۲۵)

ربض مصر اور قری متصلہ سب میں آبادی ہوتی ہے۔معلوم ہوا کہ تبعیت کے حکم کے لئے خود اس جگہ میں آبادی ضروری ہے، اگر خود وہ مقام آبادی سے خالی ہے تو پھر اس کی حیثیت فناء مصر کی ہو۔فناء مصر وہ جگہ ہے جو مصالح بلد کے لئے ہو، یعنی شہر سے باہر وہ جگہ جو اہل شہر کی عمومی ضروریات کے لئے استعمال ہوتی ہو، مثلا مردوں کی تدفین' صلوۃ عید کی ادائیگی' گھوڑ دوڑ کا میدان وغیرہ۔اگر وہ شہر سے متصل ہو یا اس کا فاصلہ قدر غلوہ (۱۳۷/میٹر) سے کم ہو تو وہ بھی شہر کے تابع شمار ہوگا۔

''وأما الفناء وھو المکان المعد لمصالح البلد کرکض الدواب ودفن الموتی والقاء التراب ' فان اتصل بالمصر اعتبر مجاوزتہ' وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا کما یأتی بخلاف الجمعة فتصح اقامتھا فی الفناء ولو منفصلا بمزارع''۔

(ردالمحتار:۱/۵۲۵)

آبادی کا اتصال اگر ایسی جگہ سے ہوا ہے' جس میں نہ خود آبادی ہے، نہ وہ فناء مصر ہے' تو وہ اتصال معتبر نہیں، اور اس مقام کو تابع مصر شمار نہیں کیا جائے گا۔حضرات فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ باغات اگر چہ شہر سے متصل ہوں' پھر بھی وہ بحکم مصر نہیں ہوں گے،

کیونکہ نہ ان میں آبادی ہوتی ہے، نہ ان پر فناء مصر کی تعریف صادق آتی ہے۔ان باغات میں اگر محافظین اور کام کاج کرنے والے لوگ سال بھر بھی مقیم رہتے ہوں پھر بھی ان باغات کو داخل مصر شمار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ باغات آبادی کی جگہ نہیں ہیں:

''بخلاف البساتین ولو متصلة بالبناء ' لانها لیست من البلدة ولو سکنها اهل البلدة فی جمیع السنة او بعضها''۔(رد المحتار ۱/۵۲۵)

زیر بحث مسئلہ میں تبعیت کی شرائط موجود نہیں ہیں، بعض جانب سے منی کے ساتھ آبادی کا اتصال تسلیم بھی کیا جائے تو خود منی میں آبادی نہیں ہے۔آگے مزدلفہ' عرفات میں بھی آبادی نہیں ہے۔ در حقیقت منیٰ' مزدلفہ' عرفات پہاڑوں کے درمیانی صحرائی علاقے ہیں' جو آبادی ور ہائش کی جگہیں نہیں ہیں، بلکہ مناسک کی جگہیں ہیں۔

حکومت کی طرف سے قانوناً وہاں آبادی ممنوع ہے۔حکومت کے علاقائی نقشہ میں منی کو غیر آباد ظاہر کر کے اس کو مشاعر مقدسہ کی حیثیت سے دکھایا گیا ہے۔

اس میں جو شاہی محلات' ہسپتال' دفاتر اور دیگر سرکاری عمارات ہیں' وہ اصالۃً موسم حج کے لئے ہیں۔موسم حج کے علاوہ دوسرے مواقع پر ان سے استفادہ کی اجازت نہیں ہے، چنانچہ وہ حجاج کے خیموں کی طرح سال بھر خالی پڑی رہتی ہیں۔

جو جدید تعمیرات کی جارہی ہیں' وہ حجاج کی سہولت یا انتظامیہ کے عارضی قیام کی غرض سے کی جارہی ہیں، آبادی ور ہائش کی غرض سے نہیں۔سال بھر حکومتی عملہ کی وہاں آمد ورفت یا قیام رہتا ہے' تو وہ محض ان خیموں اور جدید تعمیرات کی نگرانی کے لئے ہوتا ہے' نہ کہ رہائش کی غرض سے،اور خدام ومحافظین کی رہائش کا اعتبار نہیں ہے۔

شرعی طور پر بھی منی میں آبادی ممنوع وناپسند ہے۔امام دارمی رحمہ اللہ نے ''سنن دارمی''

(۶۸۱/۶) میں باب باندھا ہے: ”باب كراهية البنيان بمنى “اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بیان فرمائی ہے:

”قالت : قلت يا رسول الله ! الا نبنى لك بناء بمنى يظلك ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ، منى مناخ من سبق “اھ۔

امام دارمی رحمہ اللہ کے علاوہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ روایت اپنی ”جامع“ میں، ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ”سنن ابن ماجہ“ میں اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ”سنن ابوداؤد“ میں روایت کی ہے۔

اسی لئے حضرات محدثین اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں تعمیرات پسندیدہ نہیں ہیں، ان مقامات کی حیثیت مستقل شعائر کی ہے، یہ جائے رہائش نہیں ہیں۔

ملا علی القاری حنفی رحمہ اللہ اور علامہ طیبی شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فمنع و عُلل بان منى موضع لاداء النسك من النحر ورمى الجمار يشرك فيه الناس ، فلو بنى فيها لادى الى كثرة الابنية تاسيا به فتضيق على الناس و كذلك حكم الشوارع ومقاعد الاسواق “۔(مرقاۃ:۵/۵۱۷۔طیبی:۵/۲۹۷)

ابن رشد رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ منیٰ میں تعمیرات کو ناپسند فرماتے تھے۔(البیان والتحصیل ۱/۲۵۳)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مشاعر میں تعمیرات کو بدعت کہا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۱۱۹)

شہر رہائش کے لئے ہوتا ہے، فناء شہر' شہر کی مصالح کے لئے ہے۔ منیٰ' مزدلفہ' عرفات نہ رہائش کے لئے ہیں' نہ مصالح بلد کے لئے ہیں۔ شہر و فناء شہر کا مقصد جدا ہے اور مشاعر مقدسہ کا مقصد جدا ہے، اس لئے یہ مشاعر شہر کے تابع نہیں ہوں گے، ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے، اور وہ استقلالی حیثیت نصوص سے اور محدثین وفقہاء کے اجماعی کلام سے ثابت ہے۔ پس بالفرض والتقدیر اگر کئی جوانب سے بھی ان مقامات سے آبادی کا اتصال ہوجائے پھر بھی شعار نسک ہونے کی وجہ سے ان کی استقلالی حیثیت ختم نہیں ہوگی، اوران کو شہر کے تابع نہیں کہا جائے گا، کیونکہ دو مقام اگر مستقل ہوں تو اگر چہ ان میں اتصال ہو پھر بھی ایک دوسرے کے تابع نہیں ہوتا۔

امام حرم شیخ محمد بن عبداللہ السبیل (حفظہ اللہ) سے مسعی کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ: مسعی پہلے مسجد حرام سے خارج تھا، لیکن اب مسجد کے احاطہ وعمارت میں آگیا ہے' تو کیا اب وہ جگہ مسجد کے حکم میں ہوگی؟ اس کا جواب نفی میں دیتے ہوئے وجہ یہ بیان فرمائی کہ مسعی مشاعر میں سے ایک مشعر ہے' جس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، نہ اس کی ذات میں تبدل ہوسکتا ہے اور نہ ان احکام میں تبدل ہوسکتا ہے' جو تبعا اس سے متعلق ہیں۔ الفاظ یہ ہیں:

''الذی یظهر لنا ' والله اعلم: ان المسعی لایعد الیوم من المسجد الحرام ' وان کان متصلا بالمسجد ' وذلک لان موضع المسعی مشعر من المشاعر التی لا تتغیر ولا تتبدل لا بذواتها ولا بالاحکام المتعلقة بها تبعا لذالک ، وبناء علی هذا فانه لا بأس من بقاء الجنب والحائض والنفساء فیه ' الخ''۔

اس جواب کی تائید میں ''مجلس المجمع الفقهی الاسلامی لرابطة العالم الاسلامی'' کا جو فیصلہ نقل فرمایا ہے' اس میں بھی مسعی کے مسجد کی عمارت میں داخل ہونے

کے باوجود اس کی حیثیت کے عدم تبدل کی وجہ اس کے مستقل شعار ہونے کو بتایا گیا ہے:

''فقرر بالاغلبية ان المسعى بعد دخوله ضمن منبى المسجد الحرام لا يأخذ حكم المسجد ' لانه مشعر مستقل ' يقول الله عز و جل ﴿ان الصّفا والمروة من شعائر الله﴾ الخ''۔

یہ فتویٰ وفیصلہ سب ہی موجودہ اہل علم میں اتفاقی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جو مقام شعار ہو،اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی' جو اس کی استقلالی حیثیت کے منافی ہو، نہ اس کی ذات میں نہ اس سے متعلقہ کسی حکم میں، وہ خواہ مناسک حج میں سے ہو یا مناسک حج کے علاوہ ہو۔

چنانچہ مسعی کی عمارت مسجد میں آنے کے باوجود اس میں سعی کا حکم بھی برقرار ہے' جو مناسک حج میں سے ہے،اسی طرح حائضہ ونفساء کے دخول کے جواز کا حکم بھی برقرار ہے' جس کا تعلق مناسک حج سے نہیں، دونوں طرح کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

ہماری ناقص فہم کے مطابق بعینہ یہ بات زیر بحث مسئلہ میں بھی موجود ہے، منی بھی مشاعر مقدسہ میں ایک مشعر ہے،اور شرعی نصوص سے ثابت مستقل حیثیت کا حامل مقام ہے ،رمی جمار کا اہم نسک یہاں ادا کیا جاتا ہے،اور مبیت منی کا نسک بھی اس سے متعلق ہے، لہذا اس حیثیت سے نہ اس کی ذات میں کوئی تبدیلی کی جاسکتی ہے،اور نہ اس سے متعلقہ احکام میں' خواہ وہ مناسک حج میں کا کوئی حکم ہو یا حج کے علاوہ کوئی اور حکم۔

اگر آبادی کے اتصال کی وجہ سے منی کو مکہ کے تابع کہہ دیا جائے تو اگر چہ مناسک حج کا کوئی حکم نہیں بدلے گا،مگر مستقل مقام ہونے کی حیثیت سے سفر واقامت کے جو احکام اس کے ہیں' وہ سب یکسر بدل جائیں گے، کیونکہ سفر واقامت کے باب میں مستقل مقام کا

حکم الگ ہے اور تابع وملحق مقام کا حکم جدا ہے، کما لایخفی علی ذوی العلم ۔

تین دہائیاں قبل تک منی میں کئی عمارتیں اور بلڈنگیں تھیں ۔ اکابر کی بعض تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت میں مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منی کی آبادی سے متصل ہوگئی علامہ محمد یوسف بنوری ’’معارف السنن‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’غیر ان الآن قد اتصلت ابنیة مکة بها و بنیت فیها بیوت للسکنی والحجاج فی الموسم‘‘۔(معارف السنن ۶/۱۹۳)

اس وصل کے باوجود منی کو تابع کہہ کر اقامت کا حکم نہیں دیا گیا، کیونکہ مستقل مقام اتصال کے باوجود دوسرے مقام کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ فقط

حررہ العبد: محمد طاہر عفا اللہ عنہ

مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح
مقصود
مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح
محمد عاقل
صدر مدرس مظاہر علوم

الجواب صحیح، والمجیب مصیب
سعید احمد پالن پوری
خادم دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح
محمد سلمان
ناظم مدرسہ مظاہر علوم

جواب صحیح ہے، اور مسئلہ کے تمام گوشوں کو حاوی ہے، اللہ مجیب کو جزاء خیر دے۔

زین العابدین الاعظمی

رئیس قسم التخصص

دار العلوم دیوبند کا فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق:

عہد نبوی سے لیکر آج تک مکہ معظّمہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات سب ہی ایک دوسرے سے الگ اور مستقل میدان اور مشاعر مقدسہ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے الگ الگ اور مستقل ہونے پر نصوص شرعیہ، احادیث نبویہ اور کتب فقہ کی واضح عبارات موجود ہیں۔ مگر کچھ حضرات نے یہ شوشہ کھڑا کیا کہ مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منی تک پہونچ گئی ہے اور دونوں متصل ہو گئے، لہذا دونوں کے اتصال کی وجہ سے مکہ معظّمہ اور منی دونوں ایک ہو گئے، یعنی میدان منیٰ، مکہ معظّمہ کا حصہ اور اس کا جزء ہو گیا ہے۔ اس اختلاف کے پیدا ہونے کی وجہ سے نماز کے قصر و اتمام میں اور قربانی کے مسئلہ میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا۔

(۱):...... حقیقت یہ ہے کہ یہ مشاعر مقدسہ منیٰ، مزدلفہ، عرفات تینوں اپنی اپنی علیحدہ اور مستقل حیثیت رکھتے ہیں، اور قیامت تک ان تینوں مشاعر کی حیثیت مستقل اور علیحدہ رہے گی، جو لوگ منی اور مکہ کی آبادی کو متصل کہتے ہیں، اگر بفرض محال یہ بات مان لی جائے، جب بھی ان تینوں میدانوں کی حیثیت مستقل اور علیحدہ رہے گی۔ اگر واقعی اتصال ابنیہ ہو جائے جب بھی منیٰ، مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہوگا، حتی کہ فناء مکہ بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ فناء، شہر کے مصالح کے لئے استعمال ہونے والی جگہ کو کہتے ہیں، حالانکہ منیٰ، مکہ معظّمہ کے مصالح کے لئے نہیں ہے، اگر منی اور مکہ معظّمہ ایک ہو جائیں گے تو حج کے موقعہ پر رات منی میں گذارنے کا مسئلہ ختم ہو جائے گا، جبکہ ایام رمی میں منی کے اندر رات گزارنے کا حکم احادیث میں آیا ہے۔

جولوگ مکہ و منی کے اتصال کی بات اٹھاتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ فقہاء کرام کے نزدیک دو آبادیوں کے درمیان اتصال مراد، جبکہ یہاں آبادی اور میدان کے درمیان اتصال ثابت کیا جارہا ہے۔

دوسرے یہ کہ ابھی گذشتہ سال ۱۴۲۸ھ میں شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی جو مستقل مکہ معظّمہ میں رہتے ہیں، خود بہ نفس نفیس حضرت مولانا مفتی ابولبابہ صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب اور مولانا اسعد محمود صاحب وغیرہ کو ساتھ لیکر منی کی طرف گئے اور منی سے مکہ اور مکہ سے منی جانے والے ہر راستہ پر پہونچ کر دونوں کے درمیان کی مسافت کی پیمائش کی تو کسی طرف سے بھی ۹۰۰ رمیٹر سے کم فاصلہ نہیں ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک ایک غلوۃ سے کم فاصلہ ہو جب اتصال مانا جاتا ہے، اس سے زائد ہو تو انفصال مانا جاتا ہے۔ ایک غلوۃ کی مسافت ۳۰۰ رقدم بتائی گئی ہے، گویا غلوۃ کے حساب سے بھی تین گنا دوری ہے، پھر اتصال کی بات شرعاً کیونکر درست ہوسکتی ہے۔

اگر مکہ معظّمہ اور منی دونوں ایک ہوتے تو مسجد خیف میں سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ کے ہر ہفتہ میں منی میں جمعہ بھی ہوتا، لیکن موسم حج کے علاوہ کبھی وہاں جمعہ نہیں ہوتا، نہ ہی اب ہو رہا ہے، نہ ہی وہاں کوئی جمعہ کے جواز کا قائل ہے۔

تعجب ہے کہ یہ اتصال کا نیا شوشہ اٹھانے والے صرف چند حنفی علماء ہیں۔ سعودیہ کے حنبلی علماء، مالکی و شافعی علماء بالکل خاموش اور مطمئن ہیں۔ وہ ان تینوں مشاعر مقدسہ کو نصوص صریحہ کی روشنی میں مکہ معظّمہ سے الگ اور مستقل حیثیت دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: تینوں میدانوں کی حد بندی ہے اور ہر ایک کی ابتدا اور انتہاء کے علامات بھی لگے ہوئے ہیں، یعنی

یہاں سے یہاں تک منی اور یہاں سے یہاں تک مزدلفہ اور یہاں سے یہاں تک عرفات ہے،اور یہ متوارث ہے اور یہ حد بندی صدیوں سے بلکہ قرون اولی سے چلی آرہی ہے۔

سعودی عرب کے سب سے بڑے مفتی الشیخ عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ جوحکومت سعودیہ کے دینی ذمہ داراور سعودی عرب میں سند مانے جاتے ہیں،ان سے مدرسہ صولتیہ کے مدرس ڈاکٹر سعید احمد عنایت نے ایک استفتاء کیا تھا کہ مشاعر مقدسہ (منیٰ،مزدلفہ اور عرفات) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ تینوں مکہ معظّمہ کے تابع ہیں یا ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ: ان مذکورہ مقامات کی مستقل حیثیت ہے، وہ مکہ مکرمہ کا حصہ نہیں ہیں،جس پر انہوں نے مشاعر کے انتظامی مستقل اداروں کا بھی حوالہ دے کر انہیں مکہ شہر کا حصہ ہونے کی صراحۃً نفی فرمائی ہے۔(ڈاکٹر صاحب کی تحریر کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے)۔

(۲):......دوسری بات یہ اٹھائی جاتی ہے کہ منی میں بہت سے مکانات بن گئے ہیں،جن میں رہائش ہے،شاہی محل،ہسپتال اورمہمان خانے بھی بنے ہوئے ہیں۔یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے، کیونکہ یہ شاہی عمارتیں صرف ایام حج میں استعمال ہوتی ہیں، وہاں رہائش نہیں ہے، ہاں صفائی ستھرائی اور دیکھ بھال کے لئے پہرہ دار رہتے ہیں، وہاں رہائشی مکانات نہیں ہیں۔اب سے ۹/۸ سال پہلے مکہ معظّمہ میں تعمیر کو گراں دیکھ کر چند لوگوں نے رہائشی مکانات بنوالئے تھے،لیکن وہ منہدم کردیئے گئے اوراب کوئی رہائشی گھر نہیں ہے۔مہمان خانہ میں رابطہ اسلامی کے مہمان ایام حج میں یا اس کے علاوہ وقتی طور پر وہاں ٹھہرائے جاتے ہیں۔

(۳):......کچھ لوگ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ: مکہ معظّمہ،منیٰ،مزدلفہ اورعرفات سب ایک ہی

بلدیہ کے تابع ہیں۔ یہ بات بھی صحیح نہیں، بلکہ ان مشاعر ثلثہ کی بلدیات اپنی مستقل ہیں، غالباً اس کا نام ''لجنة الحج العلیاء'' ہے، یہ بڑی اونچی سطح کی لجنۃ ہے، مشاعر ثلثہ کے تمام قوانین وضوابط یہی کمیٹی بناتی ہے اور ان ہی قوانین وضوابط کے مطابق ایام حج میں عمل ہوتا ہے، یعنی وہ صرف ایام حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔

یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے کراچی میں واقع سیمنار میں پیش کئے گئے ہر دو فریق کے مقالات کو پڑھنے کے بعد اور ۶/ ماہ تک مسلسل اپنے طور پر تحقیقات کرنے کے بعد لکھا ہے اور احقر اسی کو حق اور صواب سمجھتا ہے۔ یہ قول کتاب اللہ اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے مؤید ہے، نیز فقہی کتابوں کے بھی موافق ہے۔

یہ لکھنے کے بعد ہمیں ڈاکٹر حسن امام صاحب استاذ انجیرنگ مکہ یونیورسٹی کی ایک تحریر ملی، انہوں نے اپنے ساتھ بہت سے انجینیروں کو لیکر مشاعر مقدسہ کا سروے کیا ہے، اس کے بعد لکھا ہے کہ: تینوں مشاعر مکہ معظّمہ سے علیحدہ اور مستقل میدان ہیں، ان کے متصل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، انہیں مکہ معظّمہ کے ساتھ متصل قرار دینا کہیں سے کہیں تک صحیح نہیں ہے۔ (یہ تحریر مظاہر علوم وقف کے دارالافتاء میں موجود ہے)۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
زین الاسلام قاسمی غفرلہ	مفتی دارالعلوم دیوبند
نائب مفتی دارالعلوم دیوبند	۲۸/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ

الحمدللہ جواب صحیح ہے۔ امام حرم سبیل صاحب نے بھی صفا ومروہ کو مشعر ہونے کی وجہ سے مسجد حرام سے خارج قرار دیا ہے اور منی وغیرہ بھی مشاعر ہیں، اس لئے ان کی حدود اور حیثیت بھی نہیں بدل سکتیں، فقط۔ حررہ: سعید احمد پالن پوری

حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ کی رائے

آج کل ایک مسئلہ یہ بھی زیر بحث ہے کہ منیٰ، مکہ میں داخل ہے یا خارج؟ چند سال پہلے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں ہندو پاک کے چند اکابرین کا اجتماع ہوا، اور اس میں طے کیا گیا کہ اب منیٰ، مکہ میں داخل ہو چکا ہے، پس مقیم و مسافر ہونے میں نزول منی سے پہلے مکہ کی مدت اقامت ہی کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ منیٰ، عرفات اور منی کا قیام اور اس کے بعد مکہ کے قیام کا مجموعہ دیکھا جائے گا، اگر ۱۵/ دن ہو جائے تو حاجی مقیم ہو گیا، ورنہ نہیں۔ اور اس فیصلہ کا مدار دو باتوں پر تھا: ایک ابنیۂ مکہ کا منی کے ساتھ اتصال، دوسری: منی کا مکہ کی فناء ہونا۔ مگر دوسری رائے یہ ہے کہ ابنیہ کا اتصال ابنیہ کے ساتھ ہونا چاہئے، جبکہ منیٰ، صحراء ہے اور منیٰ، مکہ کی فناء نہیں ہوسکتا، کیونکہ فناء وہ جگہ ہے، جو شہر کی مصالح کے لئے ہو اور منیٰ، مزدلفہ اور عرفات، مناسک کی جگہیں ہیں، وہ مکہ کے مصالح کے لئے نہیں ہیں، اس لئے چاہے ابنیہ کا اتصال ہو گیا ہو، سفر و اقامت میں ان کا قیام محسوب نہیں ہوگا۔ میری ناقص رائے بھی یہی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ص ۲۸۲ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ کا فتوی

بندہ فقیر کے خیال میں منی اور مزدلفہ دونوں مکہ مکرمہ سے علیحدہ ہیں اور دونوں کو الگ شمار کرنا چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ص ۵۱۸ ج ۳۔ پورا فتوی قابل مطالعہ ہے)

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کا فتوی

منی کی آبادی مکہ مکرمہ سے متصل ہوگئی یا مکہ معظّمہ کا ہسپتال منی میں بن گیا یا اور کوئی چیز بحیثیت انتظام منی میں شروع کردی گئی تو اس سے منی مکہ معظّمہ میں شامل ہو جائے تو یہ کوئی

دلیل اس بات کی نہیں کہ شرعاً منیٰ مکہ مکرمہ کا حصہ بن جائے، رابطہ کا دفتر منیٰ میں ہو جانا یہ مکہ معظّمہ کا جز ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہ کی رائے

منی ہر حالت میں مکہ مکرمہ سے منفصل جگہ ہے۔ بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ اس وقت مکہ مکرمہ اور منیٰ کا اتصال ہو چکا ہے، تو یہ امر واقعہ کے خلاف ہے، شرعاً اتصال نہیں ہوا۔

اس راقم نے بمعیت مفتی ابولبابہ صاحب، حضرت مفتی عبدالواحد صاحب اور دیگر حضرات کے، گاڑی سے منی سے مکہ مکرمہ اور مکہ سے منیٰ جانے والے ہر راستہ پر جا کر وہ مسافت ناپی، جو دونوں کے درمیان ہے، تو کسی طرف سے بھی ۹۰۰ رمیٹر سے کم نہ تھی، تو اتصال شرعاً کیسے ہوگا؟ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۵۲۶ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر صاحب مدظلہ کا فتوی

دونوں الگ الگ جگہیں ہیں۔ ہمارے ادراک کے مطابق عرف میں منی کو مکہ مکرمہ کا محلّہ نہیں کہا جاتا ہے، اور منی میں تو آبادی بھی نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۵۲۶ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب مدظلہ (مفتیٔ جامعہ خیرالمدارس ملتان) کا فتوی

حضرت موصوف مدظلہ نے بھی ہر طرح سے منی کے مکہ مکرمہ کا جزء ہونے کی نفی کی ہے، نہ منی فناء مکہ ہے، نہ حقیقۃً یا حکماً مکہ مکرمہ سے متصل ہے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۵۲۶ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ مفتیٔ جامعہ مدنیہ لاہور کا فتوی

منی آبادی سے بالکل خالی ہے، اس میں نہ مکان ہے، نہ گلی، محلے ہیں اور نہ ہی آبادی

ہے، اس لئے مکہ مکرمہ کی آبادی کے اس کے ساتھ اتصال سے دو جدا جدا آبادیوں کا متصل ہوکر ایک آبادی ہونے کا وجود نہیں ہوا، اور اس وجہ سے منی اور مزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ شہر میں داخل ہے اور نہ اس کے محلے ہیں۔ (فقہی مضامین ص ۲۱۷)

حضرات علماء حرمین شریفین کا فتوی

یہ دونوں الگ الگ جگہیں ہیں اور قرب واتصال کا کوئی اعتبار نہیں۔

عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ　　صالح بن فوزان الفوزان　　عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان

عبداللہ بن محمد المطلق　　عبداللہ بن علی الرکبان　　احمد بن علی سیر المبارکی

(فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۵۲۵ ج ۳)

عورتوں کے مسائل حج

اس مختصر رسالہ میں اکابر کے فتاوی اور کتب حج سے عورتوں کے حج کے مسائل کوآسان الفاظ میں جمع کیا گیا ہے

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد المرسلين ، اما بعد ،

ایک روز صبح کا وقت تھا' راقم اپنے دادا رحمہ اللہ کے فتاوی کی تیسری جلد کی ترتیب میں مشغول تھا کہ مولانا عبید الحق صاحب آئے' باتوں باتوں میں انہوں نے اس کی طرف توجہ دلائی کہ میں عورتوں کے حج کے مسائل مختصر طور پر جمع کروں۔ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جمع کر' اس کے طباعت کا انتظام ہم کریں گے' اور انگریزی میں ترجمہ بھی ہونا چاہئے۔

راقم نے محسوس کیا کہ ان کا مشورہ قابل التفات ہے۔حسن اتفاق کہ میں اس وقت دادا رحمہ اللہ کے فتاوی میں ''کتاب الحج'' پر ہی کام کر رہا تھا' تو خیال آیا کہ اگر یہ کام ہو جائے تو اسے فتاوی کا جز بھی بنادوں۔اور یہ حضرات مستقل رسالہ کی شکل میں بھی شائع کریں تو فبہا۔اللہ کا نام لے کر اس کی ابتدا کی' اور اللہ کے فضل وکرم سے دو ہی دن میں یہ چند مسائل جمع ہو گئے۔

اللہ تعالی سے دلی دعا ہے کہ اس کام میں اخلاص عطا فرمائے' نفس وشرور کے دھوکہ سے مکمل حفاظت فرمائے' اور قبول فرما کر عورتوں کے لئے مفید اور عمل کا ذریعہ بنائے' اور میرے لئے وطباعت میں کسی قسم کے تعاون کرنے والوں کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آخر میں رفیق محترم مولانا عبدالحئی سیدات صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ موصوف نے رسالہ کو من وعن بغور ملاحظہ فرما کر احسان فرمایا، اللہ تعالی ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

یکم ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء

عورت پر حج کی فرضیت

م:......جس عورت کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ حج کے سفر کے لئے کافی ہے' اور اس کے محرم کا خرچ بھی پورا ہوسکتا ہے' تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۵۱۲ ج ۴)

م:......عورت پر حج اس وقت فرض ہے' جب کوئی محرم میسر ہو، اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے لازم ہے کہ حج بدل کی وصیت کر دے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۳۳ ج ۴۔ احکام حج۔ مسائل حج وعمرہ ص۱۱۱)

م:......اگر عورت مالدار ہے اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے' اور شوہر مالدار نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا، اور عورت اپنے ساتھ بجائے محرم کے شوہر کو لے جانا چاہتی ہے' تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق عورت پر شوہر کے لئے تمام سفر خرچ لازم ہو جائیں گے، ہاں البتہ حالت حضر میں ہمیشہ کھانے پینے کا جو خرچ شوہر کیا کرتا تھا' وہ خرچ بدستور شوہر پر لازم رہے گا، باقی تمام اخراجات شوہر کے لئے عورت پر اسی طرح واجب رہیں گے جس طرح محرم کے لئے ہوتے ہیں۔ (انوار مناسک ص۱۷۴)

م:......عورت پر شوہر کا سفر خرچ اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب محرم یا شوہر پر حج فرض نہ ہو' یا ان لوگوں نے اپنا حجِ فرض ادا کر لیا ہو، اور اگر ان پر بھی اپنا حج فرض ہے اور ان کو بھی اپنا فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے جانا ہے تو ایسی صورت میں عورت پر ان کا سفر خرچ لازم نہیں، بلکہ ہر ایک پر اپنا اپنا خرچ لازم آئے گا۔ (انوار مناسک ص۱۷۵)

م:......حج فرض کے لئے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا (جب کہ اس کے ساتھ محرم جا رہا ہو) اور بیٹے کا باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص۵۲۸ ج ۴۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۳۶ ج ۴۔ مسائل حج وعمرہ ص۱۱۰)

نوٹ:......فرض عبادت اللہ رب العزت کا حق ہے' کسی شخص کو حق نہیں ہے کہ وہ فرض کی ادائیگی سے کسی کو روکے، لہذا عورت اگر فرض نماز پڑھنا چاہتی ہے تو شوہر کو حق نہیں کہ اس کو فرض نماز سے منع کرے' اسی طرح شوہر اگر فرض نماز پڑھنا چاہتا ہے تو عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کو فرض نماز سے روکے، اگر کوئی روکے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

اسی طرح اگر عورت پر حج فرض ہو چکا ہو اور شوہر اپنے کسی عذر سے اس کے ساتھ نہ جا سکتا ہو اور عورت کے ساتھ کوئی محرم حج کے لئے جانے پر تیار ہو تو شوہر کے لئے عورت کو حج سے روکنا جائز نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر شوہر منع کر رہا ہو تو شوہر خود گنہگار ہوگا، ایسی صورت حال میں عورت کے لئے اپنے شوہر کی اجازت لینا' اسی طرح اگر باپ بیٹے کے درمیان ایسی صورت حال پیش آجائے تو بیٹے کا باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

(نوٹ والی عبارت حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہم کی ہے)

م:......اگر عورت نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہے' اور اب نفلی حج کے لئے جانا چاہتی ہے' اور اس کے پاس محرم کا سفر خرچ بھی پورا موجود ہے' مگر شوہر کی طرف سے اجازت نہیں' تو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کے لئے جانا عورت کے لئے جائز نہیں، اس لئے کہ شوہر کا حق نفلی حج سے بھی زیادہ ہے۔ (انوار مناسک ص ۱۷۵)

عورتوں کے لئے محرم کے مسائل

م:......عورت کے حج کرنے کے لئے کسی دیندار محرم یا شوہر کا ہونا بھی شرط ہے، اگر کوئی محرم موجود نہ ہو' یا ہے لیکن ساتھ جانے کو تیار نہیں' اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں تو حج کو جانا واجب نہیں، اگر حج نہ کر سکی تو وصیت کرنی حج کرانے کی واجب ہے۔

م:......اور یہ وصیت اس کے تہائی مال سے نافذ ہوگی۔ (طریقہ حج وعمرہ ص ۱۷)

م:......عورت نے وصیت کی، مگر مال کی کمی کی وجہ سے تہائی مال سے حج کرنا مشکل ہوتو' ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مکہ معظّمہ میں روپیہ دے کر حج بدل کرادیا جائے۔

(بہشتی زیور باضافہ۔تعلیم النساء ص ۲۴۷)

م:......محرم وہ مرد ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی جائز نہ ہو' خواہ نسب کے اعتبار سے رشتہ دار ہو' یا رضاعت یعنی دودھ کی شرکت کے اعتبار سے، جیسے بھائی' بھتیجے' تایا' چچا' وغیرہ، یا مصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے، جیسے: داماد اور خسر، مگر اس زمانہ میں سسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔

م:......فروعِ والدین یعنی وہ مرد یا عورت جن کی پیدائش کے باپ' یا ماں (بلا واسطہ یا بالواسطہ) ذریعہ بنے ہوں، جیسے: بھائی' بہن' بھانجا' بھانجی' بھتیجا' بھتیجی' اور ان کی اولاد جہاں تک نیچے کے درجہ کی ہو' سب کے سب حرام ہیں (یعنی ان کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ اور ان کے ساتھ حج کرنا جائز ہے)۔(فتاوی رحیمیہ ص ۲۸۸ ج ۸۔عالمگیری اردو ص ۵ ج ۲)

م:...... بھائی کے نواسے محرم ہیں' ان کے ساتھ حج میں جاسکتی ہے۔

(عالمگیری ص ۴ ج ۲۔خیر الفتاوی ص ۳۰۱ ج ۴)

م:......اخیافی (ماں شریک) بہن کی لڑکی کے ساتھ حج کرنا صحیح ہے۔یہ دونوں رشتہ کے اعتبار سے (اخیافی) ماموں بھانجی ہیں۔(فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۱ ج ۸)

م:......باپ کا ماموں اور باپ کا چچا محرم ہے' ان کے ساتھ حج کرسکتی ہے۔

(عالمگیری ص ۴ ج ۲۔خیر الفتاوی ص ۳۱۸ ج ۴)

م:......شوہر کا نانا محرم ہے' اس کے ساتھ حج کرسکتی ہے۔(انوار مناسک ص ۱۷۶)

م:......خسر کے والد محرم ہے، اس کے ساتھ حج کر سکتی ہے۔(انوار مناسک ص ۱۷۶)

م:......شوہر کے (دوسری بیوی کے) لڑکوں کے ساتھ سفر حج کو جانا جائز ہے، اس لئے کہ وہ بھی عورت کے لئے محرم ہیں۔(انوار مناسک ص ۱۷۶)

م:...... بھانجی کا بیٹا (یعنی بہن کا نواسہ) محرم ہے' اس کے ساتھ حج کر سکتی ہے۔

(عالمگیری ص ۴ ج ۲، فتاوی رحیمیہ ص ۲۸۸ ج ۸)

م:......ایک لڑکی کی شادی ہوئی' ابھی رخصتی نہیں ہوئی' تو وہ آپس میں میاں' بیوی ہیں' لہذا اس شوہر کے ساتھ جس کے ساتھ رخصتی نہیں ہوئی حج میں جانا درست ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۱۵۶ ج ۴۔ مسائل حج وعمرہ ص ۱۱۰)

م:......سوتیلی ساس اپنے سوتیلے داماد کے ساتھ حج نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ اس کا محرم نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۰۸ ج ۸)

م:......عورت اپنے حقیقی بھتیجے کے ساتھ حج کر سکتی ہے، لیکن شوہر کے بھتیجے کے ساتھ جانا جائز نہیں، کیونکہ عورت کے لئے وہ محرم نہیں۔(فتاوی رحیمیہ ص ۳۰۸ ج ۸)

م:......خالہ' ماموں' چچا' پھوپھی' وغیرہ کے لڑکے محرم نہیں ہیں، کیونکہ ان سے نکاح درست ہے۔(طریقہ حج وعمرہ ص ۱۶)

م:......عورت خالو اور پھوپھا کے ساتھ حج نہیں کر سکتی، کیونکہ شرعا وہ محرم نہیں۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۳۴۵ ج ۲ وص ۱۲۵ ج ۳، غیر مطبوعہ)

م:......بہنوئی کے ساتھ حج کرنا جائز نہیں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۸۴ ج ۴)

م:......منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا صحیح نہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۸۵/۹۷ ج ۴)

م:......منہ بولے بیٹے کے ساتھ حج کرنا صحیح نہیں ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۳۱۸ ج ۸)

م:......والدہ کی سہیلی منہ بولی خالہ کو حج میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۰ ج ۵)

م:......شوہر کے چچا سے اور کوئی قرابت نہ ہو تو دونوں ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں، لہذا اس کے ساتھ حج میں جانا جائز نہیں۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۹ ج ۳)

م:......شوہر کا بھتیجا محرم نہیں، اس کے ساتھ حج میں جانا جائز نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۰۷ ج ۸)

م:......عورت کا جیٹھ نامحرم ہے۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۹ ج ۳)

م:......عورت کے لئے دیور و جیٹھ (شوہر کے سگے، چھوٹے و بڑے بھائی) محرم نہیں ہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۳۰۷ ج ۸)

م:......بہن کا دیور، محرم نہیں ہوتا۔(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۹ ج ۳)

م:......عورت کا، بیٹی کے سسر کے ساتھ حج کرنا صحیح نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۸۶ ج ۴)

م:......ممانی شرعاً محرم نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۸۶ ج ۴)

م:......عورت کا کسی ایسی عورت کے ساتھ حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو، یا ایسی خاتون کے ساتھ حج کرنا جن کے ساتھ اس کا محرم ہو، جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۸۶ ج ۴)

م:......محرم کا عاقل، بالغ اور دیندار ہونا شرط ہے۔اسی طرح شوہر کے لئے بھی عقل اور بلوغ اور دیندار ہونا شرط ہے، اگر محرم یا شوہر فاسق ہو تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں، اسی

طرح لاابالی اور بے پرواہ بھی نہ ہو۔

م:...... جو لڑکا ہوشیار اور قریب بالغ ہونے کے ہے' وہ مثل بالغ کے ہے' اس کے ساتھ جانا جائز ہے۔

م:...... اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں تو حج کرنے کے لئے اس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔

م:...... اگر بلا محرم یا شوہر کے ساتھ لئے کوئی عورت حج کو جائے گی تو حج ہو جائے گا، لیکن گنہگار ہوگی۔

م:...... اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لئے شرط ہوگا۔ ہاں اگر وہ اپنے خرچہ سے جانے کے لئے تیار ہوں تو پھر عورت پر واجب نہ ہوگا۔

م:...... حج کرنے کے لئے محرم اور شوہر کو ساتھ لے جانے کے لئے عورت مجبور نہیں کرسکتی۔

م:...... بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لئے بھی جو قریب بالغ ہونے کے ہے' محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

م:...... محرم کو بھی اسی وقت سفر میں ساتھ ہونا جائز ہے' جبکہ فتنہ اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر ظن غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت میں یا ضرورت کے وقت' چھونے سے شہوت ہو جائے گی' تو اس کو ساتھ جانا جائز نہیں۔

م:...... اگر عورت کو سوار کرانے کی یا اتارنے کی ضرورت ہے' اور شوہر ساتھ نہیں ہے' اور شہوت کا خوف ہے' خواہ اپنے نفس پر یا عورت پر' تو جہاں تک ممکن ہو اس سے بچے' اور اگر کوئی اتارنے والا نہ ہو تو پھر موٹا کپڑا ہاتھ اور بدن کے بیچ میں ہونا ضروری ہے۔ کپڑا اتنا

موٹا ہونا چاہئے کہ جس سے حرارت بدن کی ایک دوسرے کو نہ پہنچ سکے۔

م:......عورت پر حج فرض ہو گیا اور محرم بھی ساتھ جانے کے لئے موجود ہے' تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا۔ ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو' یا حج نفل ہو تو روک سکتا ہے۔

م:......اگر عورت نے حج کی نذر مانی' تو نذر صحیح ہو گئی، لیکن بلا اجازت شوہر کے حج کو نہیں جا سکتی، اگر حج نہ کر سکے' تو اپنے مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر دے۔

م:......اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے' تو ولی یا شوہر کو روکنے کا حق ہے۔

م:......خاوند کو یہ حق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے' یا اس شہر کے حاجی جس وقت عام طور سے جاتے ہیں اس سے پہلے اگر عورت حج کو جائے تو روک دے، لیکن اگر ایک دو روز پہلے جاتی ہو تو نہیں روک سکتا۔

م:......بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ' بیٹا' یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں۔ شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ منہ بولا بیٹا' یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں۔ ان کے بھی وہی احکام ہیں' جو اجنبی مردوں کے ہیں۔ (طریقۂ حج وعمرہ ص ۱۶)

م:......عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے جانا جائز نہیں۔

محرم کے متفرق مسائل

م:...... جو عورت مکہ مکرمہ یا میقات میں رہنے والی ہو، اس کے لئے اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر شوہر اور محرم کے حج وعمرہ کرنا جائز ہے۔ (بشرطیکہ اڑتالیس (۴۸) میل شرعی یا اس سے زیادہ کا سفر نہ ہو)۔ (مجموعہ فتاوی دار العلوم کراچی ص ۱۴۱ ج ۱۔ غیر مطبوعہ)

م:......اپنے ملک سے جدہ ائیر پورٹ تک کے سفر میں بھی محرم کا ہونا ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۸۲ ج ۴)

م:......بعض عورتیں جھوٹ بول کر، نامحرم کو اپنا محرم بنالیتی ہیں، یہ دوہرا گناہ ہے۔ جھوٹ بولنے کا، اور بغیر محرم کے سفر کا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص۸۲ ج۴)

م:......اپنے ملازم کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ گھر کا ملازم محرم نہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۸۶ ج۴)

م:......خود کو دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے سفر کرنا گناہ ہے۔ (حوالہ بالا ص۸۴)

نوٹ:......محرم کے مسائل میں جہاں حوالہ نہیں، وہ تمام مسائل ''معلم الحجاج'' ص۸۴ تا ۸۶ سے ماخوذ ہیں۔

عدت میں سفر حج

م:......(حج کے) وجوب ادا کی پانچویں شرط جو صرف عورت کے ساتھ مخصوص ہے، یہ ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو۔ بعض کے نزدیک یہ وجوب حج کی شرط ہے۔ اور بعض کے فقہاء اسے وجوب ادا کی شرط قرار دیتے ہیں۔ (شرح لباب ص۵۸۔ عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

حدیث:......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عدت والی عورتوں کو ذوالحلیفہ ہی سے واپس لوٹا دیتے تھے۔ اور انہیں حج پر جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (بدائع الصنائع ص۱۲۴ ج۲)

حدیث:......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عدت والی عورتوں کو نجف سے واپس بھیج دیتے تھے اور انہیں حج پر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(فتح القدیر ص۳۳۰ ج۲۔ بدائع الصنائع ص۱۲۴ ج۲۔ عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

م:......عورت پر حج اسی وقت واجب ہوگا، جب وہ عدت میں نہ ہو، اگر عدت میں ہو تو اسے حج کے لئے جانا واجب نہیں ہے۔

م:......عدت چاہے موت کی ہو، فسخ نکاح یا طلاق کی ہو۔ اور طلاق خواہ رجعی ہو یا بائن،

سب کا ایک حکم ہے۔(بدائع الصنائع ص۱۲۴ ج ۲۔عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ لاَ تُخرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلاَ يَخرُجنَ ﴾ (سورۂ طلاق، آیت نمبر:۱)

اورتم عورتوں کوان کے گھروں سے نہ نکالواور نہ ہی وہ خود نکلیں۔

م:......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عدت والی عورت کے ساتھ محرم ہوتب بھی اسے سفر کے لئے نہیں نکلنا چاہئے ،اور محرم نہ ہوتب بھی یہی حکم ہے۔لیکن صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک محرم ساتھ ہونے کی صورت میں عدت میں عورت سفر کرسکتی ہے،اور اگر محرم ساتھ نہ ہوتو اس کا نکلنا بالاتفاق جائز نہیں۔

(تاتارخانیہ ص۴۳۵ ج ۲۔بدائع الصنائع ص۱۲۴ ج ۲۔عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

م:......عدت کے دوران سفر کرنے کی ممانعت کا حکم جوان اور بوڑھی دونوں کے لئے برابر ہے۔(تاتارخانیہ ص۴۳۵ ج ۲۔عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

م:......اگر کوئی عورت عدت کے اندر ہی حج کرلے تو اس کا حج بالاتفاق جائز ہوجائے گا' لیکن وہ عورت گنہگار ہوگی۔(شرح لباب ص۵۸۔عمدۃ المناسک ص۱۰۳)

م:......اگر کسی عورت کو سفر حج کے دوران خاوند نے طلاق دے دی' تو رجعی طلاق کی صورت میں عورت اپنے خاوند سے الگ نہ ہو۔(ساتھ رہنا چاہئے' چاہے آگے جائے یا پیچھے لوٹے' اور شوہر کو بھی عورت سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے)اور اس کے خاوند کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ (طلاق سے) رجوع کرلے۔اور اگر طلاق بائن ہوتو وہ (یعنی سابقہ خاوند) اجنبی شخص کے حکم میں ہے۔

(تاتارخانیہ ص۴۳۵ ج ۲۔بدائع الصنائع ص۱۲۴ ج ۲۔عمدۃ المناسک ص۱۰۲)

سفر کے دوران محرم کی موت واقع ہو جائے تو کیا کرے؟

م:......اگر اثنائے سفر عورت کے محرم کی موت واقع ہو جائے تو عورت کیا کرے؟ تو اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر اپنے ملک سے سفر کے لئے جہاز پر سوار ہونے سے قبل حادثہ پیش آیا ہے، تو عورت کے لئے سفر بلا محرم کرنا ممنوع اور مکروہ تحریمی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا، لہذا وہاں سے سفر کو ملتوی کر کے واپس ہو جانا لازم ہو جائے گا۔اور اگر جہاز پر سوار ہونے کے بعد جہاز کی پرواز کے درمیان موت کا حادثہ پیش آیا ہے، تو جہاز اس حادثہ کی وجہ سے واپس نہیں ہوگا، بلکہ جدہ یا مدینہ کے ائیر پورٹ ہی پر جا کر رکے گا، اس لئے پرواز کی حالت میں موت واقع ہو جائے یا مدینہ ائیر پورٹ اور جدہ ائیر پورٹ پر اترنے کے بعد موت واقع ہو جائے، دونوں کا حکم برابر ہوگا۔اور ایسی صورت میں جائے واقعہ سے وطن کی مسافت دور ہوگی اور مکۃ المکرّمہ کی مسافت قریب ہوگی۔اور حکم شرعی یہی ہے کہ جب جائے حادثہ سے مکۃ المکرّمہ کی مسافت قریب ہو تو عورت بلا محرم، حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ ارکان حج ادا کر سکتی ہے، اور حج کو ملتوی نہیں کرے گی۔اور اسی طرح مکۃ المکرّمہ پہنچنے کے بعد محرم کی موت واقع ہو جائے یا محرم لاپتہ ہو جائے تو بھی عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلے کے ساتھ فریضۂ حج کے ارکان ادا کرے گی، کیونکہ عورت کے لئے سعودی عرب پہنچنے کے بعد موضع امن مکۃ المکرّمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں، اور مکۃ المکرّمہ پہنچنے کے بعد بلا محرم ارکان حج ادا کرنا جائز ہو جاتا ہے۔(انوار مناسک ص۱۸۲)

اثنائے سفر شوہر کا انتقال ہو جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو کیا کرے؟

م:......اگر میاں بیوی ساتھ میں حج یا عمرہ کرنے جائیں اور اتفاق سے ارکان حج یا ارکان عمرہ ادا کرنے سے قبل شوہر کا انتقال ہو جائے یا عورت پر طلاق بائن یا طلاق مغلظہ واقع

ہو جائے اور ساتھ میں عورت کا کوئی محرم بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں بحالت عدت بلا محرم عورت ارکان حج یا عمرہ ادا کر کے تکمیل کر سکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں ہمارے سامنے کل سات شکلیں آتی ہیں، ان میں سے پانچ شکلیں جواز کی ہیں اور ایک عدم جواز کی اور ایک اختلافی ہے۔سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

شکل:۱......مکۃ المکرّمہ پہنچنے کے بعد حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک بلا محرم عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے ارکان ادا کر کے تکمیل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

شکل:۲......مکۃ المکرّمہ پہنچنے سے قبل حادثہ پیش آجائے' تو اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرّمہ مسافت سفر سے کم پر ہے' تب بھی سب کے نزدیک بلا محرم مکۃ المکرّمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنا عورت کے لئے جائز ہے، لہذا اگر جدہ پہنچنے کے بعد آفاقی عورت کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو بھی عورت مکۃ المکرّمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کر کے آسکتی ہے، اس لئے کہ مسجد حرام سے جدہ کی آبادی کے کنارے تک صرف: ۶۷ رکلو میٹر ہے، اس سے مسافت سفر پوری نہیں ہوگی، لہذا جس آفاقی عورت کا شوہر جدہ میں داخل ہونے کے بعد فوت ہو جائے یا عورت پر طلاق بائن واقع ہو جائے تو اس کے لئے بلا محرم مکۃ المکرّمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

شکل:۳......جائے حادثہ سے مکۃ المکرّمہ اور وطن دونوں مسافت سفر سے کم پر ہیں' تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک عورت کو بلا محرم مکۃ المکرّمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کرنے کا اختیار ہے۔اور یہ بھی اختیار ہے کہ وطن واپس آجائے۔لیکن اگر عورت نے احرام باندھ لیا ہے تو وہ واپس نہ آئے، بلکہ احرام کی شرائط کے مطابق ارکان کی تکمیل کے لئے ضرور مکہ مکرمہ پہنچ جائے، تاکہ احرام کی جنایت سے محفوظ ہو جائے۔

نوٹ:...... یہ شکل صرف سعودی عرب کی (یا سعودیہ میں رہنے والی) عورتوں کے ساتھ پیش آسکتی ہے، آفاقی کے ساتھ نہیں۔

شکل:۴......ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں رہ کر عدت گذارنے میں عورت کے لئے اپنی عفتِ نفس اور مال کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، تو وہاں سے موضع امن میں پہنچ جانا سب کے نزدیک جائز ہے۔تو ظاہر بات ہے کہ جدہ ائیر پورٹ اس کے لئے موضع امن نہیں بن سکتا، اور مکۃ المکرّمہ سے جدہ ائیر پورٹ سوکلومیٹر سے زیادہ مسافت پر ہے، اور عورت کی عفت اور امن کی جگہ وہاں مکۃ المکرّمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی ہے، اس لئے اگر جدہ ائیر پورٹ میں حادثہ پیش آجائے تو سب کے نزدیک قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرّمہ پہنچ جانا اس کے لئے جائز ہوجائے گا، اور جب مکۃ المکرّمہ پہنچ جائے گی تو اس کے بعد بلامحرم حج یا عمرہ کرنا سب کے نزدیک اس کے لئے جائز ہوگا۔

نیز اسی طرح اپنے یہاں کے ائیر پورٹ سے جہاز کے اڑان کے بعد اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی مکۃ المکرّمہ پہنچ کر بلامحرم حج یا عمرہ ادا کرنا مذکورہ طریقہ سے جائز ہوگا، کیونکہ اڑان کے بعد اس حادثہ کی وجہ سے جہاز واپس نہیں ہوگا، بلکہ سعودیہ ائیر پورٹ ہی پہنچ کر چھوڑے گا، وہاں پہنچنے کے بعد اس کے لئے مکۃ المکرّمہ سے زیادہ موضع امن اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔

شکل:۵......اگر راستہ میں جہاز جدہ پہنچنے سے قبل کسی اور شہر میں اترتا ہے مثلاً دُبئی، ریاض، ظہران وغیرہ میں جہاز اتر جائے اور وہاں حادثہ پیش آجائے تو بھی جدہ پہنچ کر پھر وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ جانا جائز ہوگا، کیونکہ دونوں جانب مسافت سفر پر ہیں، اور جہاز چونکہ وطن کی طرف نہیں آئے گا بلکہ جدہ ہی اس کا رخ ہے، اور جائے حادثہ موضع امن نہیں ہے، بلکہ

نتیجۃً مکہ مکرمہ ہی موضع امن بن جائے گا، اسی لئے مکۃ المکرّمہ پہنچ کر فریضۂ حج ادا کرنا جائز ہو جائے گا۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرّمہ پہنچ کر فریضۂ حج ادا کرنا جائز ہو جائے گا، اس لئے کہ مدینہ منورہ میں اتنی مدت تک رکنے کی اجازت نہیں ہوتی کہ جس میں وہ عدت گذار سکے، نیز وہ اس کے حق میں اجنبی جگہ ہونے کی وجہ سے موضع امن بھی نہیں ہے۔

نوٹ:...... یہ پانچ شکلیں ایسی ہیں جن میں عورت کے لئے اسی حالت میں بلامحرم حج یا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اور سات شکلوں میں سے نمبر: ٦/ عدم جواز کی ہے۔ اور نمبر: ٧/ اختلافی ہے، جو درج ذیل ہیں:

شکل: ٦ ...... جائے حادثہ سے وطن مسافت سفر سے کم پر ہے، اور مکۃ المکرّمہ مسافر سفر یا اس سے زائد پر ہے، اور وہاں سے وطن واپس آنے میں کوئی خطرہ یا رکاوٹ بھی نہیں ہے تو وطن واپس آجانا لازم ہے، لہذا جو آفاقی اپنے یہاں کے ائیر پورٹ سے ستر، پچھتر (٧٥/٧٠) کلومیٹر دوری پر رہتے ہیں، ان کے ساتھ اگر حج آفس یا ائیر پورٹ میں طلاق بائن یا انتقال کا حادثہ پیش آجائے تو وطن لوٹ جانا عورت پر لازم ہوگا، عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے لئے آگے کا سفر جاری رکھنا محرم کے ساتھ بھی جائز نہ ہوگا۔

شکل: ٧ ......ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں سے مکۃ المکرّمہ اور وطن دونوں مسافت سفر پر ہیں، اور یہ حادثہ ایسے شہر میں پیش آجائے جس میں بظاہر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، (تو اس صورت میں) حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک محرم کے ساتھ میں ہونے کے باوجود مکۃ المکرّمہ جانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے

نزدیک اگر محرم ساتھ میں ہو تو اس کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر فریضہ کا ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے، لہذا آفاقی کا وطن اگر اپنے یہاں کے ائیر پورٹ سے مسافت سفر پر ہے اور ائیر پورٹ پہنچ کر حادثہ پیش آجائے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گھر واپس آنا لازم ہوگا، یا آس پاس میں رشتہ دار رہتے ہوں تو وہاں جا کر عدت گذارنی لازم ہوگی، اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ساتھ میں محرم ہو تو ٹکٹ کینسل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے ساتھ حج کر کے آسکتی ہے۔

ضروری ہدایت

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ دو چیزیں الگ الگ ہیں:

(۱)......حکم عدت اور اس کی پابندی۔

(۲)...... بلا محرم عورت کے لئے سفر حج جائز نہیں، بلکہ محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔

اب ان دونوں امور کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ کس کی اہمیت زیادہ ہے؟ تو مذکورہ دلائل سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حکم عدت اور اس کی پابندی کی اہمیت زیادہ ہے، اس لئے محرم ہونے کے باوجود سفر منقطع کر کے عدت میں آکر بیٹھ جانا لازم ہے۔ اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک حکم محرم کی اہمیت زیادہ ہے، لہذا اگر محرم موجود ہے تو عدت کی پابندی چھوڑ کر محرم کے ساتھ سفر حج کو جاری رکھنا ہے، لہذا مبتلا بہ اپنے حالات کے پیش نظر دونوں قولوں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کر سکتا ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے حالات کسی عالم دین کے سامنے پیش کرے اور وہ عالم ان دونوں قولوں کو پیش نظر رکھ کر مبتلا بہ کو حالات کے پیش نظر ایک قول پر عمل کرنے کا مشورہ دے۔ (انوار مناسک از ص۱۸۳ تا ص۱۸۹)

عورتوں کے مسائل احرام

م:......عورت کو احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے' خواہ رنگین ہوں، لیکن زعفران کا رنگا ہوا نہ ہو، اگر زعفران سے رنگا ہوا ہو' تو اتنا دھوئے کہ خوشبو نہ رہے۔(معلم ص ۱۱۰)

م:......احرام کی نیت کے وقت حیض نہ آ رہا ہو' اور وقت مکروہ نہ ہو' تو احرام کی دو رکعت پڑھے۔

م:......احرام کا ارادہ ہو اور حیض آ رہا ہو تو غسل (اور یہ غسل ستھرائی کے واسطے ہے۔ زبدہ ص ۲۴۸) یا وضو کر کے' بلا نماز پڑھے قبلہ رو بیٹھ کر' چہرہ سے کپڑا ہٹا کر' عمرہ یا حج کی نیت کر لے' اور تین بار لبیک پڑھ لیں۔

م:......احرام کی حالت میں دستانے پہننا جائز ہے، مگر نہ پہننا اولی ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۱۰)

م:......احرام کی حالت میں زیورات پہننا جائز ہے، مگر نہ پہننا اولی ہے۔(معلم ص ۱۱۰) اس لئے کہ احرام میں ترک زینت اولی ہے۔(زبدۃ المناسک ص ۲۴۷)

م:......عورتیں حالت احرام میں ہر قسم کے جوتے' چپل پہن سکتی ہیں۔

م:......احرام کی حالت میں مہندی لگانا جائز نہیں۔

م:...... پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے دم واجب ہوگا۔

م:...... پورے' یا چوتھائی سر پر مہندی لگائی' اور پوری رات یا پورے دن لگائی رکھی' تو ایک دم واجب ہوگا۔

م:......احرام کی حالت میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں اگر خوشبو مغلوب ہے' تو اس کا استعمال مکروہ ہے، مگر کوئی دم نہیں۔ اگر خوشبو غالب ہے تو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ میں

استعمال ہوتا ہے' اس لئے ایک دم واجب ہوگا۔

م:...... عورت کے لئے احرام کی حالت میں ضروری ہے کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے۔

م:...... عورت سے حالت احرام میں چہرہ پر نقاب یا اور کپڑا لگا اور فوراً ہٹا دیا تو کوئی جرمانہ نہیں' خواہ کتنی بار لگے، لیکن اس سے بچنا چاہئے۔

اور اگر کچھ دیر لگا رہا، لیکن گھنٹہ سے کم ہو تو ہر مرتبہ میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور گھنٹہ سے زیادہ اور ایک دن یا ایک رات سے کم' لگا رہا تو صدقۂ فطر کے برابر یعنی پونے دو کیلو گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور اگر پورا ایک دن' یا پوری ایک رات لگا رہا ہو تو ایک دم واجب ہے۔

م:...... حالت احرام میں کئی عورتیں سر سے دوپٹہ ہٹائے بغیر ہی وضو میں مسح کرنا ضروری سمجھتی ہے، یہ غلط ہے۔

اگر دوپٹہ موٹا ہے اور سر پر پانی نہ پہنچا تو' اس سے وضو نہیں ہوتا' اور جب وضو نہ ہوا تو' نماز ہی نہیں ہوئی، اس لئے وضو میں دوپٹہ ہٹا کر سر کا مسح کرے، چوتھائی سر کا مسح تو فرض ہے۔

تنبیہ:...... یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ عورتیں احرام کے وقت سر پر ایک کپڑا باندھتی ہیں اور اس کو عورتوں کا احرام مشہور کر رکھا ہے' یہ غلط ہے۔ حقیقت میں یہ سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے کہ سر کی اوڑھنی کے ہلنے جلنے سے کہیں بال نہ ٹوٹیں، بلکہ غضب تو یہ ہے کہ وضو میں مسح سر کا بھی اسی کپڑے ہی کے اوپر کرتی ہیں، اس سے وضو جائز نہیں ہوتا اور علی العموم یہی شہرہ ہو رہا ہے کہ عورت کو سر کھولنا منع ہے، بلکہ ایک مناسک اردو میں لکھا ہے کہ عورتوں کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور کھولنے سے جزا لازم ہوگی، اس پر یہ کہا گیا کہ اگر غسل

کرنے کے وقت سر کھولے تو بھی اس پر تخیری جزا لازم ہونی چاہیئے، حالانکہ ''ہدایہ'' میں صریح حدیث شریف آئی ہے کہ عورت کے منہ میں احرام ہے سر میں نہیں ہے۔ (ناقل)

(زبدۃ المناسک ص ۲۴۷)

م:...... عورت نے احرام کے وقت میں موزے پہنے تھے اور بعد میں اتار دیئے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے' جیسے کوئی شخص احرام کے وقت جوتے پہنتا ہے، لیکن بعد میں اتار دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی ص ۲۴۔ مسائل حج وعمرہ ص ۱۱۴)

م:...... احرام کی حالت میں روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے، اور اگر مرض کی وجہ گر گئے' یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔ (معلم الحجاج ص ۲۳۹)

م:...... احرام کی حالت میں شوہر سے ہم بستری کی باتیں کرنا' اور بوس و کنار کرنا' اور شہوت سے چھونا منع ہے۔ احرام کی حالت میں جبکہ سفر لمبا ہو' شوہر کے ساتھ بیٹھنا تو منع نہیں، مگر احتیاط کی سخت ضرورت ہے، اس لئے بہتر ہے کہ علیحدہ بیٹھیں۔

م:...... حالت احرام میں عقد نکاح جائز ہے، کیونکہ احرام باندھنا عورت کو عقد نکاح کی صلاحیت سے مانع نہیں، البتہ ہمبستری ممنوع ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۱۰۵۶ ج ۱۔ مسائل حج وعمرہ ص ۱۱۵)

عورتوں کے مسائل طواف

م:...... مستحاضہ (بیماری کے خون والی) عورت خون کی حالت میں وضو کر کے طواف کر سکتی ہے۔ مستحاضہ کا حکم معذور کی طرح ہے، وقت آنے پر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے اور وقت نکلنے پر اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اسی طرح مستحاضہ بھی وضو کر کے نماز کی طرح حج وعمرہ' طواف اور سعی کر سکتی ہے۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۱۶۵ ج ۳، غیر مطبوعہ)

م:.......حیض ونفاس میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

م:.......حیض ونفاس والی عورت کے لئے طواف کرنا جائز نہیں۔

م:.......عورتیں طواف میں اضطباع اور رمل نہ کریں۔

اضطباع: یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔رمل: یعنی سینہ نکال کر اکڑ اکڑ کر چلنا۔(معلم الحجاج ص۱۱۰)

م:.......عورتوں کو حالت طواف میں غیر محرموں سے مل کر طواف کرنا منع ہے۔

م:.......فحش منکرات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمارے زمانہ میں مکہ معظّمہ میں اس مبارک بقعہ یعنی مسجد حرام ومطاف میں عورتیں، مردوں میں مل جل کر چلتی اور کھڑی ہوتی ہیں جس سے طواف کرنے والے نیک و پرہیز گار لوگوں کو بھی تشویش خاطر ہوتی ہے اور دیگر لوگوں کی نظریں بھی ان کی طرف کھینچتی ہیں۔

اور بعض اوقات تو وہ طواف کی حالت میں اپنے اعضائے ستر کو بھی کھلا رکھتی ہیں، خاص طور پر اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو کھلا رکھتی ہیں، اور ہجوم کی حالت میں ان کے مکشوف اعضاء مردوں کے ساتھ مس ہوجاتے ہیں۔اس طرح مخلوط ہوکر طواف کرنا سخت گناہ ہے۔اس مبارک ومقدس جگہ پر تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۱۹۳ج۴، بدعات ومنکرات طواف)

م:.......مقام ابراہیم پر مردوں کے ہجوم میں طواف کی نماز نہ پڑھے۔ بلکہ حرم میں کسی اور جگہ پڑھ لیں۔

م:.......بعض عورتیں طواف کرتے وقت مطوف (طواف کرانے والے معلم) کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں، اس طرح ان کا ہاتھ پکڑ کر طواف کرنا، ناجائز ہے۔اجنبی مرد کو ہاتھ لگانا حرام ہے،

اپنے محرموں کے ساتھ طواف کرنا چاہیئے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۹۴ ج ۴، بدعات ومنکرات طواف)

م:......عورت کی محاذاۃ سے طواف باطل نہیں ہوتا، یعنی اگر طواف کی حالت میں کوئی عورت کسی مرد کے محاذی (برابر میں) ہو جائے' تو اس سے دونوں میں سے کسی کا طواف فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ طواف حقیقت میں نماز کے مانند نہیں ہے۔ نیز عورت کی محاذات سے مردوں کی نماز فاسد ہونے کے لئے جو شرائط ہیں' ان سب کا حالت طواف میں پایا جانا ممکن نہیں ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۹۶ ج ۴، طواف کے متفرق مسائل)

م:......کسی عورت کو دوران طواف حیض آ جائے تو طواف کو وہی روک دے' اور مسجد سے فورا نکل جائے' اور پاک ہونے کے بعد از سر نو طواف کرے۔ (ایضاح المناسک ص۱۲۱)

م:......کسی عورت نے عمرہ کا طواف شروع کیا اور حیض آ گیا تو بھی فورا طواف کو روک دے' اور فورا مسجد سے نکل جائے' اور اسی حالت میں مکہ معظّمہ میں قیام کرے' ذکر وتسبیحات' دعا کرتی رہیں' پاک ہونے کے بعد پھر عمرہ ادا کرے۔

م:......ایک لڑکی نے عمرہ کا طواف شروع کیا' اور بالغہ ہوگئی (یعنی حیض آ گیا) تو اس کو چاہیئے کہ مسجد سے فورا نکل جائے' اور اسی حالت میں مکہ معظّمہ میں قیام کرے' احرام نہ کھولے، بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف وسعی کرے۔

اگر اس نے اسی حالت میں طواف اور سعی بھی کر لی' تو بھی چونکہ نابالغی کی حالت میں احرام باندھا تھا' اس لئے اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۱۱۵ ج ۴)

م:......اگر حالت حیض یا نفاس میں طواف قدوم کر لیا، اسی طرح اگر حالت جنابت میں پورا طواف قدوم کر لیا' یا طواف قدوم کے اکثر اشواط کر لئے' تو اس پر دم واجب ہو جائے گا، اور

اس طواف کا اعادہ واجب ہے، اگر اعادہ کر لے گا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

(انوار مناسک ص ۳۶۸)

م:...... کسی عورت نے حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا (اور چار یا اس سے زیادہ چکر کر لئے) تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی واجب ہے۔ اور اگر تین یا اس سے کم چکر کئے تو بکری لازم ہوگی۔ اور اگر پاک ہو کر طواف کا اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔

م:...... کسی عورت نے حالت حیض یا نفاس، یا جنابت کی حالت میں طواف زیارت کے علاوہ کوئی اور طواف کیا تو ایک دم واجب ہوگا۔ اور اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

م:...... عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف زیارت یا چار پھیرے کر سکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایام نحر گذرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا، اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۰)

یعنی پاک ہونے کے بعد چار پھیرے کرنے کا وقت بھی نہیں تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

م:...... عورت حیض سے ایسے وقت پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۱۸۰)

م:...... اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکی، تو دم واجب نہ ہوگا۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۰)

م:...... اگر واپسی کے وقت حیض آ گیا اور طواف وداع نہ کر سکی تو بھی دم واجب نہ ہوگا، لیکن پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس ہونا بہتر ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۱)

م:...... حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے۔ اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں، لیکن اگر میقات سے گذرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۱۹۱۔ عمدۃ الفقہ ص ۲۵۶ ج ۴)

م:...... اگر دس دن سے کم میں حیض سے پاک ہوئی، اگر چہ ایام عادت سے زیادہ خون آیا ہو، پس اگر غسل نہیں کیا، یا ایک نماز کا وقت اس پر نہیں گذرا کہ اس حالت میں مکہ مکرمہ سے نکلی تو بھی طواف کے لئے انتہاء مکانات مکہ سے لوٹنا لازم نہ ہوگا، کیونکہ ابھی تک باعتبار حکم کے حائضہ ہے، بخلاف اس صورت کے کہ غسل کر چکی ہو یا ایک نماز کا وقت اس پر گذرا ہو یا دس دن کے بعد پاک ہوئی ہو اگر چہ غسل نہ کیا، یا ایک نماز کا وقت اس پر گذرا ہو تو طواف کے لئے لوٹنا لازم ہے۔ (غنیۃ ولباب۔ زبدۃ المناسک مع وعمدۃ المناسک ص ۲۴۹)

م:...... اگر عین حیض کی حالت میں نکلی اس کے بعد پاک ہوئی تو پھر اگر چہ غسل کر چکی ہو یا نہیں، لوٹنا لازم نہیں، پس باوجود عدم لزوم عود کے اگر میقات سے باہر نکلنے سے پہلے از خود اپنے اختیار سے مکہ معظّمہ میں لوٹ کر آئی تو طواف صدر لازم ہو جائے گا، اس واسطے کہ میقات سے پہلے مکہ میں لوٹ کر آنا بمنزلہ مکہ سے نہ نکلنے کے سمجھا گیا ہے۔

(اللباب وشرح۔ زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۲۴۹)

م:...... حیض ونفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے، بلکہ حدود حرم میں مسجد سے باہر دعا مانگ کر رخصت ہو جائے۔ (مسائل حج وعمرہ ص ۱۲۶)

حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت

م:......اگر طواف زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو ایسی تدبیر اختیار کرنا ضروری ہے، جس سے وہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرکے ہی مکہ معظّمہ سے واپس ہوسکے، جیسے ٹکٹ اور ویزا کی تاریخ بڑھانا، اور روانگی کو مؤخر کرنا۔ اور اگر کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہوسکے، اور دوبارہ وطن سے واپسی بھی مشکل ہو، اور وہ حالت حیض ہی میں طواف زیارت کرلے، تو اگر چہ وہ گنہگار ہوگی، لیکن اس کا طواف زیارت شرعاً معتبر ہوگا، اور وہ پوری طرح حلال ہوجائے گی، مگر اس پر بدنہ یعنی بڑا جانور مثلاً: اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی۔ (اہم فقہی فیصلے ص ۱۲۲۔ نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۴۲)

اگر کسی وجہ سے قربانی نہیں کی، اور وہ عورت کسی موقع پر طواف زیارت کا اعادہ کرلے، تو قربانی کا وجوب اس سے ساقط ہوجائے گا۔ (ماہنامہ ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ص ۱۷۶)

دوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف زیارت

م:......عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طواف زیارت یا طواف عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائے گا اور ایام حیض گذر جانے تک انتظار کرنا بھی بہت مشکل ہے، تو ایسی صورت میں پہلے سے مانع حیض دوا، استعمال کرکے حیض روک لیتی ہے اور اسی حالت میں طواف زیارت یا طواف عمرہ کرلیتی ہے تو صحیح اور درست ہوجائے گا، اس پر کوئی جرمانہ بھی نہ ہوگا، بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو۔ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا استعمال نہ کرے، اس لئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔

(مستفاد ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۴۰۴ ج ۶۔ انوار مناسک ص ۳۴۷)

دوران حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا، پھر عادت کے ایام میں حیض آ گیا

م:......اگر دوران حیض دوا کے ذریعہ سے حیض روک لیا اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے حالت حیض میں طواف کیا ہے، کیونکہ یہ طہر متخلل کے حکم میں ہے، لہذا جرمانہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوجائے گی، البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کرلے گی تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا۔ اور ''مناسک ملا علی قاری'' میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے، اس لئے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہوجائے گا۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی۔ اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہوجائے گا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں ہوگا۔

(مناسک ملا علی قاری ص ۳۵۰، مستفاد غنیۃ الناسک ص ۱۴۷۔ انوار مناسک ص ۳۴۸)

طہر متخلل کا ایک اختلافی مسئلہ

م:......اگر دواؤں کے استعمال کے نتیجہ میں عورت کے دم حیض کا نظام خراب ہوجائے کہ کبھی خون آیا، کبھی دھبہ آیا، کبھی کچھ نہیں آیا تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر معتادہ ہے اور اس کی عادت مثلاً دس دن ہے تو دم حیض شمار کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ عادت سے ایک دن قبل خون آیا ہو اور پھر دس دن کے بعد گیارہویں دن بھی خون آیا ہو، تو اگر دس دن عادت ہو تو دونوں دموں کے درمیان کے دس دن حیض شمار

ہوں گے۔اور اگر عادت دس دن سے کم ہے تو عادت کے ایام حیض کے شمار ہوں گے۔اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ابتدا اور انتہاء میں طہر ہونا لازم نہیں بلکہ کسی ایک جانب کو عادت قرار دینا ممکن ہو تو اس کو عادت کے مطابق حیض کا زمانہ قرار دیا جائے گا۔

دواؤں کے ذریعہ حیض روک کر طواف کر لیا پھر عادت کے ایام میں دھبہ آ گیا تو؟

م:...... مانع حیض دواؤں کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف کر لیا' پھر عادت کے ایام خون آ گیا یا تھوڑا سا دھبہ آ گیا تو کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے' جو درج کی جا رہی ہے:

(۱)...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین رات یعنی ۷۲/ گھنٹے ہیں۔

(۲)...... حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دو دن اور تیسرے دن کا اکثر حصہ ہے' یعنی پونے تین دن حیض کی اقل مدت ہے' اور اس کی صراحت ۶۷/ گھنٹے کی گئی ہے۔اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول ثانی کے مطابق حیض کی اقل مدت تین دن اور دو راتیں ہیں، لہذا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ۷۲/ گھنٹے سے کم مدت تک خون آ کر بند ہو گیا ہے تو حیض کا خون شمار نہ ہوگا بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون شمار ہوگا۔اور اس حالت میں عورت کو حیض میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ہاں البتہ اس خون کے خارج ہونے کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ گیا،لہذا اگر وقفہ وقفہ سے وہ خون نکلا ہے تو جس وقت نکلنے میں وقفہ ہو جائے اس وقت وضو کر کے طواف کر سکتی ہے' اور نماز اور تلاوت بھی کر سکتی ہے' اور اسی حالت میں رمضان المبارک میں روزہ بھی رکھ سکتی ہے۔حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ

کےقول کے مطابق اگر ۶۷ رگھنٹے سے کم عرصہ تک خون آکر بند ہوگیا ہے تو وہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ استحاضہ اور بیماری کا خون ہے، اس کی وجہ سے عورت حالت حیض میں شمار نہ ہوگی۔ ہاں البتہ اس کی وجہ سے عورت کا وضوٹوٹ گیا۔

(۳)......اب اگر عورت نے مانع حیض دوا استعمال کر کے حیض کا خون روک لیا ہے اور اپنے آپ کو پاک سمجھ کر طواف کرلیا یا نماز وتلاوت کرلی' اور مضان المبارک میں روزہ رکھ لیا اس کے بعد پھر عادت کے ایام میں خون کا دھبہ آ گیا تو اس کی مشہور ترین چھ شکلیں ہمارے سامنے ہیں۔ اوران میں چار شکلوں میں باتفاق حنفیہ عورت کو حالت حیض میں شمار نہیں کیا جائے گا' اور ایک شکل میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور جمہور احناف کے درمیان اختلاف ہے اور ایک شکل میں بالاتفاق عورت کو حیض والی شمار کیا جائے گا۔

شکل :۱...... مانع حیض دوا کے استعمال کے بعد عادت کے ایام میں صرف ایک بار خون کا دھبہ آیا، اس کے بعد آئندہ ماہواری تک یا پندرہ دن تک کوئی خون نہیں آیا۔

شکل:۲......متعدد بار دھبہ : مگر پندرہ' بیس گھنٹے کے اندر اندر کئی بار خون کا دھبہ آکر آئندہ ماہواری تک یا پندرہ دن تک کے لئے بند ہوگیا۔

شکل:۳......ایک دن' ایک رات یعنی چوبیس گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک خون کا دھبہ بار بار آیا۔

شکل:۴......۶۶ رگھنٹے تک بار بار خون کا دھبہ آتا رہا، اس کے بعد آئندہ ماہواری تک یا پندرہ دن تک کوئی دھبہ نہیں آیا۔

ان چار شکلوں میں باتفاق تمام فقہاء احناف حیض کا خون شمار نہ ہوگا اور عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائے گا، اگر ان دھبوں سے قبل یا بعد میں یا ان دھبوں کے زمانہ میں جو

خون نظر آیا اس کو دھو کر باوضو ہو کر طواف کیا ہے تو پاکی کے زمانہ کا طواف شمار ہوگا اور اس پر کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس کے لئے نماز، روزہ، تلاوت قرآن سب کچھ جائز ہے۔

شکل: ۵...... مانع حیض دوا کے استعمال کے باوجود: ۶۷ر گھنٹے یا اس سے زائد: ۷۲ر گھنٹے سے کم زمانہ میں بار بار خون کا دھبہ آیا تو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار کیا جائے گا، نماز، روزہ، طواف، تلاوت سب کچھ اس کے لئے حرام اور ناجائز ہے۔ اگر طواف کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ اور طواف زیارت کرے گی تو گنہگار بھی ہوگی اور کفارہ میں بدنہ دینا بھی لازم ہو جائے گا، اور حضرات طرفین رحمہما اللہ اور جمہور احناف کے نزدیک عورت کو حیض والی شمار نہیں کیا جائے گا۔

شکل: ۶...... مانع حیض دواؤں کے استعمال کے باوجود: ۷۲ر گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک بار بار خون کا دھبہ آیا ہے تو باتفاق عورت حیض والی شمار ہوگی۔ اگر اس درمیان میں طواف زیارت کرے گی تو جرمانہ میں بدنہ لازم ہو جائے گا اور عورت گنہگار بھی ہو جائے گی۔ اور اگر طواف عمرہ یا طواف وداع یا طواف قدوم کرے گی تو کفارہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا، اور گنہگار بھی ہوگی۔ اور ان تمام صورتوں میں اگر پاکی کے زمانہ میں طواف کا اعادہ کرلے گی تو دم ساقط ہو جائے گا۔ (انوار مناسک ص ۳۴۸ تا ۳۵۲)

عورتوں کے مسائل سعی

م:...... عمرہ یا حج کی سعی عورت کے لئے حالت حیض میں طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں۔ پاک ہونے کے بعد طواف و سعی کر کے احرام کھولے، اس وقت تک احرام میں رہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۰۹ ج ۴)

م:...... سعی میں میلین اخضرین (گرین لائٹ) کے درمیان عورت کے لئے دوڑنا نہیں ہے،

م:......مردوں کے ہجوم کے وقت صفا اور مروہ کی کشادہ جگہ تک نہ چڑھے۔
(مسائل ومعلومات حج وعمرہ ص۱۱۳)

م:......عورت کو چاہئے کہ سعی کرتے وقت جنگلے کے قریب ہو کر چلے، اس طرح مردوں کے ہجوم سے بچی رہے گی۔ (مسائل ومعلومات حج وعمرہ ص۱۱۳)

م:......حیض ونفاس کی حالت میں سعی کرنا جائز ہے، مگر مسجد کے اندر سے نہ گذرے۔

م:......سعی کرتے وقت جنابت وحیض (ونفاس یعنی حدث اکبر) سے پاک ہونا سعی کی سنتوں میں سے ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص۲۰۴ ج۴، سنن سعی)

عورتوں کے رمی کے مسائل

م:......رات کے وقت رش (ہجوم) نہیں ہوتا' عورتوں کو رات کے وقت رمی کرنا چاہئے۔
(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۱۳۲ ج۴)

م:......عورت کے لئے رات کو رمی کرنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۷)

م:......عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بن کر ہجوم کی وجہ سے رمی کرنا جائز نہیں، اگر ہجوم کے خوف سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ (دم) واجب ہوگا۔ (معلم ص۱۸۷)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کی رائے دوسری ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

م:......ازدحام کی کثرت کے سبب عورت کی رمی ترک ہوئی اور کسی نے نائب بن کر ماردی تو دم واجب نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ص۵۵۴ ج۶)

نوٹ:...... اس مسئلہ میں ہمارے اکابر کے فتاوی میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ ''حج کے اہم اور جدید مسائل'' ص۶۰۔

م:...... اگر عورت دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہوں' بارہویں کو سورج

غروب ہونے بعد رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے تو مکروہ نہیں۔

(معلم الحجاج ص ۱۸۷)

م:......عورتوں کو رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا' نہ اٹھانا چاہیئے کہ بغل نظر آئے۔

(مسائل حج وعمرہ ص ۱۱۲)

عورتوں کے بال کاٹنے کے مسائل

م:......عورت کو بالوں کا منڈانا منع ہے، اس لئے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر خود کاٹ لے۔ اور انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ کاٹے' تا کہ اکثر حصہ' سر کے بالوں کا کٹ جائے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۱)

م:......عورت کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک انگل کے پوروے کے کتروائے' یہ واجب ہے (لہذا اگر کوئی عورت چوتھائی سر کے بال بقدر انگل کے پوروے کے کاٹ لے تو احرام سے نکلنے کے لئے کافی ہے) اور تمام سر کے بال بقدر ایک انگل کے پوروے کے کروانا سنت ہیں۔ (مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۷۹ ج ۱۔ غیر مطبوعہ)

م:......عورتوں کے لئے بالوں کا قصر واجب ہے اور حلق کرانا حرام ہے۔

(غنیّۃ جدید ص ۱۷۳۔ انوار مناسک ص ۵۲۳)

م:......عورت بال خود کاٹے' یا اپنے شوہر وغیرہ محرم سے کٹائے۔ کسی اجنبی شخص سے بال کٹوانا حرام ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۱۰)

م:......اگر عورت کے سر پر واقعۃً کسی مرض کی وجہ سے ایک بال بھی باقی نہ ہو تو وہ معذور ہے، اور ایسی عورت عمرہ میں سعی سے فارغ ہو کر اور حج میں رمی کرنے کے بعد خود بخود حلال ہو جائے گی، اور اس کا احرام کھل جائے گا، اس لئے کہ بالوں کے قصر کا واجب عذر کی وجہ

سے ترک ہوا ہے، لیکن اس کے لئے عمرہ میں افضل یہ ہے کہ سعی کے بعد اپنے ناخن کتر لے اور حج میں بارہ تاریخ آنے گا انتظار کرے، جب بارہ تاریخ آجائے تب ناخن وغیرہ کتر لے اور اپنے کو حلال سمجھے، لیکن اگر عمرہ میں سعی کے بعد اور ناخن کترنے سے پہلے اور حج میں رمی کے بعد بارہ تاریخ آنے سے پہلے کسی محظور ممنوع کا ارتکاب کرلیا تو بھی کچھ لازم نہ ہوگا، کیونکہ مذکورہ حکم پر عمل کرنا افضل ہے' واجب نہیں۔

(مجموعہ فتاوی دارالعلوم کراچی ص ۱۰۱ ج ۳۔ غیر مطبوعہ)

عرفات میں حائضہ کا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنا

م:......عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی، البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورت جس میں دعا یا اللہ کی حمد وثنا ہو' دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔

م:......عورت حیض یا نفاس سے ہو اور جس (مرد یا عورت) پر نہانا واجب ہو' اس کو مسجد میں جانا' بیت اللہ شریف کا طواف کرنا' قرآن شریف کا پڑھنا' اس کا چھونا درست نہیں ہے۔

م:......اگر الحمد کی پوری سورت' دعا کی نیت سے پڑھے' یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں' ان کو دعا کی نیت سے پڑھے' تلاوت کے ارادے سے نہ پڑھے' تو درست ہے' اس میں کچھ گناہ نہیں، جیسے یہ دعا: ﴿ ربنا آتنافی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقناعذاب النار ﴾ اور یہ دعا: ﴿ ربنا لا تؤاخذناا ن نسینا او اخطانا ﴾۔ آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے' یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو' دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ (بہشتی زیور ص ۷۷ و ۷۸ حصہ دوم، نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان)

لہذا مذکورہ صورت میں عورت' حالت حیض میں میدان عرفات میں ذکر اور دعا کی نیت

سے سورۂ اخلاص (﴿قل هو الله احد﴾ پڑھ سکتی ہے) تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے۔
(فتاوی رحیمیہ ص۱۱۸ ج۹)

م:......آیت کریمہ:﴿لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین﴾ بھی ذکر کی نیت سے پڑھ سکتی ہے۔(مسائل حج وعمرہ ص۱۱۹)

م:......البتہ حیض کی حالت میں قرآنی دعاؤں (کے حروف) کو نہ چھوئے، زبانی پڑھے یا اس طرح پڑھے کہ ان دعاؤں پر ہاتھ نہ لگے۔(فتاوی رحیمیہ ص۱۱۸ ج۹)

عورتوں کے حج کے مختلف مسائل

م:......حاملہ عورت حج کرسکتی ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۳۴ ج۴۔مسائل حج ۱۰۶)

م:......عورت کو مرد کی طرف سے' یا عورت کی طرف سے حج (بدل) کرنا جائز ہے' اگر محرم ساتھ ہو' اور شوہر اجازت دے، مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔(معلم الحجاج ص۲۸۵)

م:......بعض عورتیں حجر اسود پر مردوں کی بھیڑ میں گھس جاتی ہیں' پھر چیخ و پکار کرتی ہیں' یہ سراسر حرام ہے۔

م:......عورت سفر حج میں مانع حیض دوا کا استعمال کرسکتی ہے۔

م:......عورت کو حیض میں سارے کام کرنے جائز ہیں' صرف طواف کرنا منع ہے، اگر احرام سے پہلے حیض آجائے تو غسل کر کے احرام باندھ کر سارے کام کریں، مگر سعی اور طواف نہ کرے۔(معلم الحجاج ص۱۱۱)

م:......عورت سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے، اور یہ صرف احتیاط کے لئے ہے' لازم نہیں۔بعض لوگ اس کو عورت کا احرام سمجھتے ہیں' جو صحیح نہیں۔(حج وعمرہ کا آسان طریقہ ص۲۱و۲۲)

م:......جدہ یا مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے‘ یا خدانخواستہ طلاق بائن ہو جائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہے۔

(زبدۃ المناسک ص ۳۶ ۔فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۹ ج ۵ ۔حج وعمرہ کا آسان طریقہ ص ۲۱ و ۲۲)

م:......عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، یعنی ایسی جہر سے کہنا کہ اجنبی مرد سن سکے۔

(معلم الحجاج ص ۱۰۴)

م:......مریض‘ ضعیف‘ مستورات عذر کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہ کریں تو جائز ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۴۰۱ ج ۶ ۔احسن الفتاوی ص ۱۲ ج ۴ ۔فتاوی محمودیہ ص ۱۸۱ ج ۱۳)

م:...... جو کوئی کمزور لوگوں اور عورتوں کے ساتھ مزدلفہ سے (صبح صادق سے پہلے) منی کے لئے روانہ ہو جائے‘ اس کا حکم بھی ان ہی لوگوں یعنی معذوروں جیسا ہے۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاوی ص ۶۷ ۔مسائل حج وعمرہ ص ۳۱۵)

عورتوں کے لئے روضۂ اقدس ﷺ پر سلام پیش کرنے کے مسائل

م:......عورتوں کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت اور مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا چاہئے۔ اور زیادہ ازدہام ہو تو کچھ فاصلہ ہی سے سلام عرض کر دیں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۸۱ ج ۱۳ ۔احکام حج ص ۱۱۸)

م:...... زیارت قبر مطہرہ آنحضرت ﷺ کی عورتوں کے حق میں بھی مستحب ہے، بنا بر روایت کے جس روایت میں عورتوں کے لئے زیارت قبور مکروہ ہے، اس سے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو مستثنی کیا جائے گا، پس زیارت آنحضرت ﷺ کی مردوں خواہ عورتوں کے حق میں مستحب ہے (حیات)۔ (زبدۃ المناسک ص ۴۷۳)

م:......عورتوں کو زیارت حضور ﷺ کے لئے اندھیرے میں جانا چاہئے‘ مردوں کے ہجوم

اور بے پردگی سے بچیں۔ (زبدۃ المناسک ص ۴۸۷)

م:...... عورت حالت حیض میں صلوۃ وسلام کے لئے مسجد میں نہ جائے، مسجد کے باہر سے سلام پڑھ سکتی ہے۔

م:...... بعض عورتیں سلام پیش کرتے وقت بہت شور کرتی، اور چیخ وپکار کرتی ہیں، یہ بہت خطرناک عمل ہے۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو پر قرآن کریم میں تنبیہ فرمائی ہے، بلکہ اس فعل پر اعمال کے حبط وبطلان کی وعید سنائی ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ''فضائل حج'' کی نویں فصل میں، زیارت کے آداب تفصیل سے لکھے ہیں، ان میں نمبر: ۳۱ر پر لکھا ہوا ادب اسی سلسلہ میں ہے، اسے بار بار پڑھنا چاہئے۔

سفر حج میں پردہ کا اہتمام نہایت ضروری ہے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عورتیں، بلکہ: ۹۹ر فیصد برقع پوش عورتیں بھی برقع پھینک کر بے حجاب ہو جاتی ہیں، اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف یہ کہ بے حجاب، بلکہ نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں، اور افسوس اس کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں، نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں۔

حجر اسود کا بوسہ دینے کے لئے مردوں کی دھکا پیل میں جان بوجھ کر گھستی ہیں، اور پستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید وقبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں۔ یہ سب حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا حج جس میں اول سے آخر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہو سکے، کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا۔

پاکستان و ہندوستان کی بعض عورتیں، مصر وشام وغیرہ ملکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں، خود بھی پردہ اٹھا دیتی ہیں، اور حرم میں اس طرح آتی ہیں جیسے تمام مرد ان کے محرم ہیں، یا گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں، لیکن یہ انتہائی حماقت ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کی وجہ سے معصیت وفسق میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور ان کے شوہر بھی ان کی اس بے حجابی پر گنہگار ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ان کو مطلق منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں، نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہیں۔ (حج و زیارت نمبر، ماہنامہ ندائے شاہی ص ۱۳۹)

م:...... سفر حج میں بعض علاقہ والے اجنبی مرد وعورت کو ایک ہی کمرہ میں اختلاط کے ساتھ رہائش دے دیتے ہیں، خاص طور سے مکہ مکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے، اس میں مرد وعورت کا عجیب اختلاط رہتا ہے، ایسے ہی منی میں قیام کا انتظام بھی عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں اور مرد ان کے پیچھے۔ یہ چیزیں عبادات کی روح کو ختم کر دیتی ہے۔ (اور بڑے گناہ کی بات ہے)

(ماہنامہ ندائے شاہی، حج و زیارت نمبر ص ۱۶۶)

م:...... اکثر عورتیں دکان داروں کے ساتھ، سامان خریدتے وقت ہنسی مذاق کرتی ہیں، بہت زیادہ بات چیت کرتی ہیں، یہ ناجائز وحرام ہے۔

م:...... کئی عورتوں کو دیکھا کہ (جو برقع بھی پہنتی ہیں) ہوٹل میں کام کرنے والے نوکروں کے ساتھ بے محابا ہنسی مذاق کرتی ہیں، اور ان سے کوئی پردہ کا خیال نہیں رکھتی۔ یہ بھی ناجائز وحرام ہے۔

م:...... گروپ لیڈروں کے ساتھ بے پردگی اور بات چیت، کو کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا

ہے۔ یہ بھی ناجائز وحرام ہے۔

م:...... گروپ میں خدمت کرنے والے تو گویا عورتوں کے بھائی' یا بیٹے' یا قریبی عزیز سمجھے جاتے ہیں' ان کے ساتھ پردہ کا کیا سوال؟ بات بات میں ان کے ساتھ دل لگی' قہقہہ وغیرہ افعال۔ یہ بھی حرام وناجائز ہے۔

م:...... گروپ میں علماء ومفتی صاحبان کے ساتھ بھی شروع میں مسائل کے بہانہ سے' پھر ویسے ہی بات چیت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے' بلکہ بعض اہل علم وارباب فتوی بھی ان غیر محرموں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں' اور کمال یہ کہ سرعام وکھلم کھلا اس گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور وہ بھی اہل علم کی طرف سے اور پھر حرم محترم میں، ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہ بالکل ناجائز وحرام ہے' اور عوام کی بنسبت زیادہ برا' وقابل ملامت عمل ہے۔

م:...... منیٰ' عرفات' مزدلفہ کے مقامات مبارکہ میں بھی عورتیں اور مردوں کا اختلاط' بے پردگی' بلا شرم وحیاء فضول اور بلا ضرورت بات چیت' اور بعض دفعہ ہنسی مذاق وغیرہ حرکتیں کرتے دیکھا وسنا گیا۔ اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کیا شک ہے؟

م:...... بعض عورتیں منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں' اپنے خیمے میں اتنے زور سے بات کرتی ہیں کہ ان کی آواز پڑوس کے خیمے میں مرد پوری طرح سن سکتے ہیں' عورتوں کو اس کا خاص لحاظ کرنا چاہئے کہ اپنی آواز کو پست رکھیں اور زیادہ زور سے بولنے سے پرہیز کریں۔ بعض فقہاء نے عورت کے آواز کو ستر مانا ہے۔

میری مائیں' بہنیں' گروپ کے لیڈر' علماء اور حضرات مفتیان کرام' اللہ کے واسطے اس قبیح عمل سے اپنے کو بچائے' اور حرم محترم کی بابرکت زمین پر' اللہ کے عذاب کو دعوت دینے

والے اس عمل سے پرہیز کریں۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائیں۔

سفر حج میں اس طرح کی بے پردگی کے سبب اب عشق وزنا کے ایسے واقعات سننے کو ملتے ہیں، جو دل کو ہلا دینے والے ہیں، اور ان کا نقل کرنا بھی مشکل ہیں۔

سفر حج میں جانے والے حضرات سے میری عاجزانہ اور دردمندانہ درخواست ہے کہ اپنی بیٹی، بہن، بیوی وغیرہ کی پوری نگرانی رکھیں، اور ان کو اللہ کے خوف وغضب سے ڈراتے رہیں، اور اس مبارک سفر کی عظمت واہمیت ان کے دلوں میں بٹھاتے رہیں۔

الحمد للہ اس دور فتنہ وفساد میں بھی کئی عورتیں اور بعض حضرات، اس بات کا پورا اہتمام کرتے ہیں کہ پورے سفر حج میں کسی نامحرم سے ہنسی مذاق کرنا تو بہت بعید ہے، بلا ضرورت بات چیت تک نہیں کرتے، اور ضرورت پڑنے پر پورے احتیاط و آنکھوں کی حفاظت کرتے ہوئے بات کرتے ہیں۔

م:......عورتوں میں یہ جو مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔ ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی گنہگار ہوتی ہیں، اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گنہگار بناتی ہیں۔ (مسائل ومعلومات حج وعمرہ ص ۱۱۶)

وقوف عرفہ تک حیض سے پاک نہ ہونے کے مسائل

تمتع وقران کرنے والی عورت کا حکم

م:......کسی عورت نے تمتع وقران کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے ہی اس کو حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو یہ عورت پاک ہونے کا انتظار کرے اور پاک ہونے کے بعد غسل کر کے عمرہ کا طواف اور سعی کرے۔

اگر وہ عورت پاک نہ ہوئی یہاں تک کہ اسے حج (وقوف عرفہ) فوت ہو جانے کا

اندیشہ ہوگیا' تو قران کرنے والی عورت عمرہ کوترک کردے' اور وقوف عرفہ وغیرہ حج کے دوسرے کام ادا کرے' اور: ۱۳/ذی الحجہ کے بعد اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے۔

اور تمتع کرنے والی عورت مذکورہ بالا صورت میں عرفات کی طرف روانہ ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام ترک کرنے کی نیت سے ''عمرہ'' کوترک کردے (اور احرام کو فسخ کردے اور احرام فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:) ممنوعات احرام (مثلا: ناخن کاٹنا' خوشبو لگانا وغیرہ) میں سے کوئی کام کرکے نئے سرے سے حج کا احرام باندھے' اور حج کے لئے روانہ ہوجائے اور حج کے تمام کام کرتی رہے' اور حیض ونفاس بند ہونے کے بعد پاکی کا غسل کر کے طواف زیارت اور سعی کرے' اور: ۱۳/ذی الحجہ کے بعد اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضا کرے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں قسم کی عورتوں کا حج ''حج افراد'' ہوگا، لہذا ان دونوں عورتوں پر قران' یا تمتع کی قربانی واجب نہ ہوگی۔

لیکن ان دونوں عورتوں پر عمرہ چھوڑنے کی بنا پر ایک دم واجب ہوگا، کیونکہ اس صورت میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔

(عمدۃ القاری ص ۲۸۹ ج ۳۔ مرقاۃ ص ۲۹۶ و ۲۹۷ ج ۵۔ الفقہ الاسلامی ص ۱۶۳ ج ۳۔ معارف السنن ص ۳۶۱ س ۳۶۳ ج ۶)

م:...... تمتع کی نیت سے کسی عورت نے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کیا اور حلال ہوگئی، پھر مدینہ منورہ کا سفر کیا' واپسی میں ذوالحلیفہ یا مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھا، اور راستہ ہی میں اسے حیض کا سلسلہ شروع ہوگیا اور آٹھ ذی الحجہ تک رہا، جس کی وجہ سے اسے عمرہ کے ارکان ادا کرنے کا موقع نہیں ملا' تو وہ عمرہ کا احرام فسخ کرکے حج کا احرام باندھ لے، اور حج کے بعد

متروکہ عمرہ کی قضا لازم ہوگی۔اوراس کا تمتع صحیح ہوجائے گا۔اوراس پر حج تمتع کی وجہ سے ایک قربانی (اوراس کا گوشت کھانا بھی اس کے لئے جائز ہے)اورعمرہ کے ترک کی وجہ سے ایک دم دینالازم ہوگا (اوراس کا گوشت کھانا جائزنہیں،صدقہ کرنا واجب ہے)۔

عورت کے لئے بہ حالت سفر' قصر جائز ہونے کی شرط

م:......عورت کو بہ حالت حیض یا نفاس حج وعمرہ وغیرہ کا سفر کرنا جائز ہے۔

م:......عورت پر حالت حیض میں نماز فرض ہی نہیں ہے' نہ ادا کرنا ضروری ہےاور نہ حالت حیض کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنا ہے۔اور یہ امر سماوی ہے' امر اختیاری نہیں ہے، لہذا اگر حالت حیض یا حالت نفاس میں سفر شروع کررہی ہے تو نمازوں میں قصر کے اعتبار سے اس کا یہ سفر کالعدم ہے،لہذا جس جگہ وہ پاک ہوگی اس جگہ سے اس کے سفر کی ابتداء سمجھی جائے گی ،اگراس جگہ سے منزل مقصود (مثلا مکہ معظّمہ جانا ہے تو مکہ مکرمہ) سفر شرعی سے کم پر ہے یا منزل مقصود پر پہنچ چکی ہے تو وہ مسافر نہیں کہلائے گی' نماز پوری پڑھنا ہوگی۔

درمختار میں ہے:

طهرت الحائض وبقى لمقصدها يومان تتم فى الصحيح كصبى بلغ۔

شامی میں ہے: (قوله تتم فى الصحيح) كذا فى الظهيرية ، قال : وكانما يسقط الصلوة فيما مضى لم يعتبر حكم السفر فيه فلما تاهلت للاداء اعتبر من وقته۔

(ص۵۸۸ ج۱، باب صلاة المسافر)

م:......عورت کے مسافر ہونے' اوراس کے لئے قصر جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ بہ وقت سفر حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

م:......چنانچہ کسی عورت نے اڑتالیس میل شرعی یا اس سے زائد مسافت پر واقع کسی منزل

مقصود (مثلاً مکہ معظّمہ مدینہ منورہ وغیرہ) میں ٹھہرنے کی نیت سے بہ حالت حیض یا نفاس سفر شروع کیا، یا اڑتالیس میل طے ہونے سے پہلے اس کو حیض یا نفاس جاری ہو گیا، اب منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد پاک ہوتی ہے، تو پاک ہونے کے بعد اس منزل مقصود پر قیام کے دوران چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا، بلکہ پوری چار رکعت پڑھنا ضروری ہوگا۔

م:...... مذکورہ بالا عورت دوران سفر راستہ میں حیض یا نفاس سے ایسی جگہ پاک ہوئی، جہاں سے منزل مقصود اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ باقی ہے تو اب یہ عورت پاکی کے بعد دوران سفر نیز منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد قصر کرے گی جب تک کہ وہاں پندرہ روز یا اس سے زائد قیام کی نیت نہ ہو۔ (مثلاً ایک عورت نے حالت حیض میں سفر شروع کیا اور مدینہ منورہ پہنچی، وہاں پہنچ کر پاک ہوگئی، اب اس کو مکہ معظّمہ جانا ہے، اور وہاں قیام پندرہ روز سے کم ہو، تو مکہ معظّمہ کا سفر چونکہ اڑتالیس میل سے زیادہ مسافت کا سفر ہے، اب یہ عورت قصر کرے گی)۔

اگر پاک ہونے کی جگہ سے منزل مقصد واڑتالیس میل سے کم فاصلہ پر واقع ہے تو اس کے لئے قصر جائز نہ ہوگا، پوری چار رکعت پڑھے گی۔ (انمول حج ص ۵۴و۵۵)

عورت کا مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا بہتر ہے یا گھر میں؟

احادیث نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لئے مسجد میں با جماعت نماز پڑھنا ضروری ہے، اور عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کا جب ذکر ہوا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے افضل صورت کا ذکر کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں ام حمید رضی اللہ عنہا کی حدیث فیصلہ

کن ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں جانتا ہوں کہ تجھے میری اقتدا میں نماز ادا کرنا پسند ہے، لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تیرا نماز ادا کرنا اپنے عمومی حجرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے' اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائیگی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے' اور گھر میں ادائیگی محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے' اور محلّہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی میری مسجد میں ادائیگی سے بہتر ہے۔

اس کے بعد ام حمیدؓ نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کر لی اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہیں۔ (مسند احمد ص ۳۷۱ ج ۶۔ صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۶۸۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نماز پڑنے سے بہتر ہے۔ اب عام شہروں کی خواتین مسجد کی بجائے گھر میں نماز کی ادائیگی اور اس فضیلت واہمیت کو بخوبی سمجھ سکتی ہے۔

عورتوں کے لئے مسجد میں جانے کے ضروری آداب

یہ تو واضح ہوگیا کہ مستورات کے لئے گھر میں نماز کی ادائیگی افضل ہے۔ اس کے باوجود مسجد میں نماز کی ادائیگی' چند آداب وشرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) ......خاوند سے اجازت لے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو' جب وہ تم سے اجازت طلب کریں۔

''بخاری شریف'' کے الفاظ ہیں کہ: جب عورت مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے نہ روکو۔ ''ابوداؤد شریف'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ: عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو' جبکہ گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

(۲)......خوشبو کا استعمال اور زیب وزینت کر کے نہ نکلے' جیسا کہ حضرت زینب زوجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے ''صحیح مسلم'' میں مروی ہے کہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں جاؤ تو خوشبو نہ لگاؤ۔

صاحب تفسیر اضواء البیان لکھتے ہیں کہ: حدیث سے معلوم ہو گیا کہ خوشبو لگا کر عورت کا مسجد میں جانا ممنوع ہے' تا کہ مردوں کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو۔ اس لئے علماء نے ہر اس صورت کو ممنوع قرار دیا جو مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرے۔

ان شرائط وآداب کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہری لباس بھڑکیلا نہ ہو' اور نہ ہی ایسا زیور پہنے جس سے آواز پیدا ہو' مردوں سے اختلاط نہ ہو' اور ایسے راستہ سے بھی پہلو تہی کرے جہاں فساد کا اندیشہ ہو۔

مناسب ہے کہ مسلمان عورت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد پر غور کرے، وہ فرماتی ہیں کہ: اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے اس دور کو پالیتے تو عورتوں کو مسجد جانے سے منع فرمادیتے' جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے ممانعت کردی گئی تھی۔

(صحیح مسلم، باب خروج النساء الی المساجد ، کتاب الصلوۃ۔ صحیح بخاری، استئذان المرأۃ زوجھا کتاب الاذان۔ ابوداؤد، باب خروج النساء الی المساجد ، کتاب الصلوۃ)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ خیال اس دور میں تھا جسے خیر القرون کہتے ہیں' اب جبکہ پندرہویں صدی آگئی' اور یورپین ثقافت نے امت مسلمہ کو تباہ و برباد کردیا ہے تو مسلمان عورت کے لئے گھر سے باہر قدم رکھنا کیسے مناسب ہوگا؟

الغرض عورت کے لئے مسجد میں باجماعت نماز سے گھر میں تنہا نماز ادا کرنا بہتر ہے، البتہ شرائط وآداب کی پابندی سے مسجد میں جانا جائز ہے۔

مسلم خواتین کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ جب مسجد میں نماز باجماعت کے لئے پردہ اور دیگر شرائط وآداب کی رعایت ضروری ہے تو خرید وفروخت، تعلیم وتدریس، سیر وتفریح، میل ملاقات، ملازمت اور دیگر معاملات میں ان شرائط وآداب کی رعایت کس قدر ضروری ہوگی۔ (مسجد نبوی شریف ص۱۳)

تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ: ''عورتوں کا نماز کے لئے مسجد میں جانا''۔

بعض مرتبہ عورت کا تنہا ہوٹل میں رہنا فتنہ کا سبب بنتا ہے، ایسے حالات میں عورت کو تنہا ہوٹل میں رہنے سے بہتر ہے کہ مسجد نبوی ومسجد حرام میں جا کر نماز ادا کریں۔

ویسے ایک حدیث سے حرمین شریفین میں عورتوں کے لئے گھر کی نماز سے وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''ماصلت امرأة خير لها من قعر بيتها ، الا ان يكون المسجد الحرام أو مسجد النبوى صلى الله عليه وسلم''۔

یعنی اپنے گھر کے کونے سے بہتر عورت کی نماز پڑھنے کی کوئی جگہ نہیں، سوائے اس کے کہ مسجد حرام یا مسجد نبوی ﷺ ہو۔

اس حدیث کو علامہ طبرانی رحمہ اللہ نے ''معجم کبیر'' میں نقل کیا ہے، اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(''ورجاله رجال الصحيح''، مجمع الزوائد ص۳۵ ج۲، باب خروج النساء الى المساجد۔ آثار السنن حدیث نمبر ۳۰۷۔ جمع الفوائد ص۲۰۴ ج۱، باب المساجد۔ کتاب الفتاوی ص۱۲۹ / تیسرا حصہ)

نوٹ: ......کئی مقامات پر اپنے الفاظ میں مسئلہ لکھا ہے اور حوالہ اس کی تائید میں کسی اور کتاب کا دیا گیا ہے۔

حرمین شریفین کی نمازوں میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا

م :...... مسجد حرام اور مسجد نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں۔ اور حرم مکی میں ہر چہار جانب دروازوں سے داخل ہوتے ہی عورتوں کی نماز کی جگہیں متعین ہیں، جن میں کوئی مرد شامل نہیں ہوسکتا۔ اور پیتل کی سنہری الماریاں اس طریقہ سے کھڑی کردی گئی ہیں جن سے مثل دیوار کے آڑ بنی ہوتی ہے۔ اور مسجد نبوی کے طویل، عریض، مسقّف حصہ کے دائیں اور بائیں دونوں جانب بڑے بڑے حصے عورتوں کے لئے متعین ہیں، جن میں مردوں کا قریب جانا بھی جرم ہے، اس لئے مسجد نبوی میں مسئلہ بہت آسان ہے۔

مگر حرم مکی میں عورتوں کے لئے ہر چہار جانب انتظام کے باوجود نمازوں میں مردوں کے بیچ میں عورتوں کے اختلاط کا عجیب وغریب منظر پیش آتا ہے کہ عورتیں مردوں کی صف میں بلاتکلف شامل ہوکر نماز کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ اور ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے:

(۱)...... عورت کی داہنی جانب۔

(۲)...... عورت کی بائیں جانب۔

(۳)...... عورت کے پیچھے۔

کل تین مردوں کی نماز ایک عورت کی وجہ سے فاسد ہوجاتی ہے۔

اور اگر دو عورتیں ساتھ کھڑی ہوجائیں تو چار مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی: دو دائیں، بائیں اور دو پیچھے، کل چار مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (انوار مناسک ص ۳۹۳)

محرم وغیر محرم اور بیوی ہر قسم کی عورت کا حکم یکساں ہے

م :...... مسئلہ محاذاۃ میں یعنی عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑے ہونے کے مسئلہ میں ہر قسم کی

عورتوں کا حکم یکساں ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کی وجہ سے مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے' اسی طرح ماں' بہن' بہو' بیٹی اور بیوی وغیرہ کی وجہ سے بھی مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ خاص طور پر حرم مکی میں دیکھنے میں آتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی یا ماں یا بہن وغیرہ کو اپنے محاذ اور برابر میں کھڑی کر کے جماعت میں شریک ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی عورت بھی جماعت میں شریک ہوجاتی ہے تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس طرح مسجد حرام میں ہزاروں مرد اپنی نمازیں فاسد کر دیتے ہیں، اس لئے ہر مرد کو اس مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (انوار مناسک ص ۳۹۴)

مرد نے عورت کو پیچھے جانے کے لئے اشارہ کیا' عورت نہیں گئی' تو عورت کی نماز فاسد ہوگی

م:...... اگر نماز شروع ہوجانے کے بعد عورت' مرد کے برابر کھڑی ہوجائے اور مرد نے عورت کو پیچھے جانے کے لئے اشارہ کیا' پھر بھی عورت پیچھے کو نہیں گئی تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی، بلکہ عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (انوار مناسک ص ۳۹۴)

نماز فاسد ہونے کے لئے عورت و مرد کے درمیان کتنا فاصلہ لازم ہے؟

م:...... اگر عورت و مرد کے درمیان کوئی ستون حائل ہے یا واٹر کولر حائل ہے یا ایسا بڑا سامان حائل ہے یا اتنی جگہ خالی پڑی ہو جس میں ایک آدمی آرام سے کھڑا ہوسکتا ہو تو ایسی صوررت میں محاذات اور برابری باقی نہیں رہے گی' دونوں کی نماز صحیح ہوجائے گی۔

اسی طرح عورت کے برابر میں جو مرد کھڑا ہوگا وہ مرد' دوسرے مردوں اور اس عورت کے درمیان ستون اور دیوار کا کام کرے گا کہ صرف اسی کی نماز فاسد ہوگی اور دوسرے

مردوں کی نماز صحیح اور درست ہو جائے گی۔

نیز اگر عورت اگلی صف میں ہو اور مرد پچھلی صف میں ہو، مگر بعینہ عورت کے پیچھے نہیں بلکہ دائیں یا بائیں اتنا ہٹا ہوا ہو جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکتا ہے، تو محاذات اور برابری ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مرد کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (انوار مناسک ص ۳۹۴)

کن کن اعضا کی برابری کا اعتبار ہے؟

م:......محاذات اور برابری معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں جن اعضاء کی برابری ہوا کرتی ہے، ان کی برابری کا اعتبار ہے، مثلاً کھڑے ہونے کی حالت میں قدم اور پنڈلی اور کمر وغیرہ اعضاء ایک دوسرے کے برابر ہوا کرتے ہیں، لہذا انہیں اعضاء کا برابر ہونا فساد صلوۃ کے لئے لازم ہوگا۔ اگر گھر کی عورت بیوی یا ماں، بہن مرد کے پیچھے کھڑی ہو کر اقتدا کرے اور عورت ہونے کی وجہ سے رکوع وسجدہ میں اس کا سر اور گردن اور مونڈھے مرد کی کمر وغیرہ کے برابر ہو جائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسی طرح مرد کی صف میں اس طرح کھڑی ہو کہ عورت کے پیر و پنڈلی وغیرہ مرد کے پورے بدن سے پیچھے رہ جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (انوار مناسک ص ۳۹۷)

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

اکیس (۲۱) مسائل میں عورتوں کا حکم بالکل الگ ہے:

(۱)......عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں، اور پردہ کے لئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں، پھر اس کے اوپر سے نقاب ڈالیں۔ خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔

(۲)...... سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں ہیں۔

(۳)......عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

(۴)......ناپاکی کی حالت میں دعاء اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں' نماز نہ پڑھیں۔

(۵)......سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں' تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے۔ اور یہ کپڑا صرف احتیاط کے لئے ہے' لازم نہیں ہے۔

(۶)......صفا' مروہ کی سعی کے دوران ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لئے نہیں ہے۔

(۷)......احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸)......ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہیں۔

(۹)......ایام نحر یعنی: ۱۰/۱۱/۱۲/ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طواف زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کردیں، اس پر جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰)......جدہ یا مکہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے یا طلاق بائن ہو جائے' تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کرسکتی ہیں۔

(۱۱)......اگر واپسی کے وقت ایام کی حالت میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے اوپر سے طواف وداع معاف ہو جاتا ہے۔

(۱۲)......جو عورت عدت وفات یا عدت طلاق میں ہو اس کے لئے عدت پوری ہونے سے قبل سفر حج کو جانا جائز نہیں، اگر جائے گی تو اس حالت میں اس کا فریضۂ حج تو ادا ہو جائے گا مگر وہ ساتھ میں سخت ترین گناہ کی مرتکب ہو جائے گی۔ (غنیہ جدید ص۹۹)

(۱۳)......بہت سی لاپرواہ عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام کی حالت میں اور سفر حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے، حالانکہ سفر حج میں بے پردگی زیادہ گناہ کا باعث ہے۔

نیز جو عورتیں تھوڑا بہت پردہ کرتی ہیں' وہ بھی دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بے پردہ ہو جاتی ہیں ،نہایت افسوسناک حرکت ہے۔اور اس کی وجہ سے مردوں کو اپنی نظریں بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔اور حکم شرعی یہاں تک ہے کہ اگر شرعی محرم کو بدنظری کا خطرہ ہو تو محرم بن کر سفر حج میں جانا جائز نہیں۔لہذا ہم اپنی دینی ماں بہنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ سفر حج میں پردہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تا کہ یہ محبوب ترین عبادت ہر طرح کی معصیت سے محفوظ رہے۔

(۱۴)......طواف میں رمل کرنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں۔(غنیہ جدید ص۹۴)

(۱۵)......طواف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرے۔(ایضاح المناسک ص۱۲۱)

(۱۶)......دوران سعی ماہواری آجائے تو ایسی حالت میں سعی مکمل کرسکتی ہے۔(غ ص۱۳۴)

(۱۷)......اگر عورت نے حج تمتع کی نیت سے میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا' اور ارکان عمرہ ادا کرنے سے قبل اس کو حیض آجائے' اور حج تک پاک نہ ہو تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے۔اور حج کے بعد ایک عمرہ کی قضا کرے۔اور پہلے والا احرام بغیر عمرہ کئے کھول دینے کی وجہ سے ایک دم بھی دینا لازم ہوگا۔اور اس کا حج' حج افراد ہوگا' تمتع نہ ہوگا۔(فتح الملہم ص۲۴۸ ج۳)

(۱۸)......اگر عورت نے میقات سے حج قران کا احرام باندھ لیا' مگر حیض کے عذر کی وجہ سے حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی تو اسی احرام سے حج کرلے۔اور حج سے قبل عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم دے۔اور ایک عمرہ کی قضا کرے گی۔اور قران کا دم شکر بھی ساقط ہو جائے گا۔

(۱۹)......حیض کا خون عورتوں کے لئے قدرت کا مقرر کردہ غیر اختیاری عذر ہے، اس لئے

اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہیے، لہذا اس پر راضی رہے۔لیکن پھر بھی کسی عورت نے حیض روکنے کے لئے دوا استعمال کر لی اور اس سے خون رک جائے تو عورت کو پاک ہی سمجھا جائے گا، اور اس حالت میں طواف جائز ہے، مگر ایسا کرنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔(ایضاح المناسک ص ۱۰۸۔فتاوی رحیمیہ ص ۴۰۴ ج ٦)

(۲۰)......اگر حج کے فورا بعد واپسی کا وقت ہے اور عورت نے ابھی تک حیض کی وجہ سے طواف زیارت نہیں کیا تو پاک ہونے تک رک جانا لازم ہے، اس لئے کہ طواف زیارت کے بغیر حج ہی صحیح نہ ہوگا۔اور اگر عورت اسی حالت میں طواف کر لے گی تو اس کا طواف تو صحیح ہو جائے گا، مگر ساتھ میں اس پر ایک گائے یا اونٹ کی قربانی بھی واجب ہو جائے گی۔

(شامی (م: کراچی) ص ۵۱۹ ج ۲۔ایضاح المناسک ص ۱۰٦)

(۲۱)......بغیر محرم شرعی یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے سفر حج کو جانا جائز نہیں، اگر جائے گی تو اس کا فریضۂ حج تو ادا ہو جائے گا مگر وہ عورت گنہگار بھی ہو جائے گی۔(غنیہ جدید ص ۲٦)

(انوار مناسک ص ۱۹۲ تا ۱۹۴)

(۲۲)......عورت کے لئے حالت احرام میں قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کھلی رکھنا ضروری نہیں۔مرغوب

عورتوں کا جہاد حج ہے

عن عائشة رضی الله عنها قالت : استأذنت النبی صلی الله علیه وسلم فی الجهاد فقال النبی صلی اله علیه وسلم : جهاد کن الحج۔(متفق علیہ، مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارا جہاد حج ہے۔(فضائل حج ص ۲۸)

حج، عمرہ وزیارت کا آسان طریقہ

اس رسالہ میں حج، عمرہ اور زیارت کا نہایت ہی آسان اور جامع طریقہ جس میں نہ ضرورت سے زائد تفصیل ہے اور نہ اختصار، مع حوالہ بیان کیا گیا ہے

حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہ

استاذ حدیث وفقہ جامعۃ الھدیٰ بلیکبرن

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

معذرت

رفیق محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہ نے اپنے برادر حقیقی مولانا عبید الحق صاحب کی درخواست پر ''حج، عمرہ وزیارت کا آسان طریقہ'' نامی رسالہ بہت ہی عمدگی سے تحریر فرمایا۔ مرتب موصوف کے درخواست (جو میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے) پر راقم الحروف کو اس کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ طالب علمانہ چند باتوں کی جرأت کی گستاخی بھی کی، جو قبول ہوئی۔

رسالہ اپنے موضوع پر نہایت ہی معتدل، نہ زائد از ضرورت تفصیل نہ اختصار۔ راقم کی کوتاہ نظر سے حج کے طریقے پر جتنے رسائل یا مضامین گذرے ہیں، ان میں یہ رسالہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے بہت ہی بہترین اور قابل مطالعہ ہے۔

موصوف کا اصرار تھا کہ رسالہ پر میرا نام ہرگز نہ لکھا جائے، مگر اولا تو یہ کہ: بغیر نام کا رسالہ اہل نظر کی نظر میں اس لئے قابل اعتماد نہیں سمجھا جاتا کہ نہ معلوم یہ صحیح العقیدہ مصنف کا بھی ہے یا نہیں؟ پھر اس کا مصنف عقیدہ کا تو صحیح ہے، لیکن عالم بھی ہے یا نہیں؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ: حضرات اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا ایک مضمون ''اپنے گھر سے بیت اللہ تک'' کے سلسلہ میں حضرت رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے تھی، لیکن حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اپنے رفیق محترم کے حکم کی تعمیل نہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں: ''میں نے ان کی اس فرمائش کی تعمیل اپنے لئے ضروری نہ سمجھی'' برأت ظاہر فرمادی۔ راقم بھی حضرت کے الفاظ کو عاریۃً لیتے ہوئے مولانا موصوف سے ان کے حکم کی خلاف ورزی پر معذرت خواں ہے۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔

مرغوب احمد لاجپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ، وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتبَاعِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْن ،

حج کی تین قسمیں ہیں: حج قران، حج تمتع، حج افراد۔

عام طور پر حجاج کرام حج تمتع کرتے ہیں، اس لئے پہلے حج تمتع کا طریقہ مختصراً لکھا جاتا ہے۔

حج تمتع

حج تمتع یہ ہے کہ:...... حج کے مہینوں میں میقات یا اس سے پہلے کسی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جانا، اور عمرہ کر کے حلال ہو جانا اور پھر حج کا زمانہ آنے پر حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

پہلے عمرہ کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔ عمرہ کا یہ طریقہ ان حضرات کیلئے بھی ہے جو سال میں کسی وقت صرف عمرہ کیلئے تشریف لیجاتے ہیں۔

عمرہ کا طریقہ

عمرہ میں دو فرض ہیں:

(۱)......میقات یا اس سے پہلے کسی مقام سے عمرہ کا احرام باندھنا۔

(۲)......(رمل اور اضطباع کے ساتھ) بیت اللہ کا طواف کرنا۔

عمرہ میں دو واجب ہیں:

(۱)......صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲)......حلق یا قصر کر کے حلال ہونا۔

احرام باندھنے کا طریقہ

جب عمرہ کا احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو احرام سے پہلے اپنے بدن کی صفائی کرے، ناخن کاٹ لے، غیر ضروری بال کاٹ لے، موقع ہو تو غسل کرے اگر غسل نہ کر سکے تو وضو بھی کافی ہے۔ یہ غسل صفائی کے لئے ہے، اس لئے عورت اگر حالت حیض میں ہو، یا بچہ ہو، ان کے لئے بھی یہ غسل مستحب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۰۴)

احرام کے لئے دو نئی چادریں یا صاف ستھری دُھلی ہوئی دو چادریں سنت ہے۔ غسل کے بعد ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لے، اور دوسری چادر بدن کے اوپر والے حصہ پر ڈالے۔ عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑوں میں ہے۔ اس کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں ﴿قل یا یھا الکافرون﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قل ھو الله احد﴾ پڑھے۔ ابھی احرام شروع نہیں ہوا ہے، لہٰذا نماز میں سر ڈھانکے رکھے۔ سلام کے بعد سر سے چادر ہٹا کر عمرہ کی نیت کرے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّي اُرِیدُ العمرۃَ فَیَسِّرْھَا لِی وَتَقَبَّلْھَا مِنّی'' اے اللہ میں عمرہ کا احرام باندھتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور (اپنی رحمت سے) میری طرف سے قبول فرما، پھر فوراً زور سے تلبیہ پڑھے۔ ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا یا اور کوئی ذکر کرنا فرض ہے، اور اس کی تکرار سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۳)

تلبیہ

لَبَّیْکَ ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لاَشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَشَرِیْکَ لَکَ،

تلبیہ کہتے ہی احرام شروع ہو جائے گا۔ تلبیہ کے بعد بالخصوص یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی

اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّار۔

نوٹ:......احرام کے وقت خاص تلبیہ پڑھنا سنت ہے، شرط نہیں ہے، لہذا اگر کسی کو اتفاقاً تلبیہ یاد نہ ہو اور وہ تلبیہ کی جگہ کوئی اور ذکر کرے مثلاً: ''لاالٰــہَ اِلاّ الـلّٰـہ'' پڑھے تب بھی احرام صحیح اور شروع ہوجائے گا۔ (معلم الحجاج ص۱۰۳)

اب مکہ مکرمہ پہونچ کر طواف شروع کرنے تک تلبیہ کی کثرت رکھے، ہر نماز کے بعد، اسی طرح اٹھتے بیٹھتے، کسی سے ملاقات کے وقت تلبیہ پڑھے، بلندی پر چڑھے تب ''لبیک'' پکارے، نیچے اترے تب تلبیہ پڑھے۔

محظورات (ممنوعات) احرام سے بچے۔ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔ سر اور منہ نہ ڈھانپے۔ موزہ نہ پہنے، اور ایسے جوتے نہ پہنے جس سے ٹخنے اور انگوٹھے کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔ خوشبو نہ سونگھے، نہ لگائے۔ جسم کے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ عورت اپنا چہرہ نہ ڈھانپے۔ پردہ کی ضرورت ہو تو ایسی صورت اختیار کرے کہ کپڑا چہرہ پر نہ لگے۔

جب حدود حرم کے قریب پہنچے اور مکہ مکرمہ میں داخلہ ہو رہا ہو تو یہ دعا کرے: ''اے پروردگار! میں تیرا گنہگار بندہ ہوں، عمرہ کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ کی رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں، آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اور بلاحساب وکتاب میرے لئے جنت کا فیصلہ فرمادیجئے، اور میرا عمرہ اور حج اپنی رضا کے مطابق کرادیجئے، اور اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے، آمین، و صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب کعبہ شریف میں داخل ہو تو سنت طریقہ کے مطابق داخل ہو، اور جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو اپنی نظر جمالے۔ پہلی نظر پر خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے، پھر یہ کلمات کہے:

" اَللّٰہُ اَکْبَر ، اَللّٰہ اُکْبَر ، اَللّٰہُ اَکْبَر ، لااِلٰہ اِلااللّٰہُ و اللّٰہُ اَکْبَر ، اَللّٰہ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد "

پھر تلبیہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذا تَشْرِیْفاً وَّ تَعْظِیْماً وَتکْرِیْماً وَبِرّاً وَمَھَابَۃً ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی أسْئَلُکَ اَلْجَنَّۃَ بِلاَحِسَابٍ''۔

اور جو دعا کرنا ہو دل کی توجہ اور یقین کے ساتھ خوب دعا کرے۔ اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی کرے: اے اللہ اب زندگی بھر جتنی دعائیں آپ کی توفیق سے کروں، سب کو قبول فرمالیجئے۔ اللھم آمین بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

طواف کا طریقہ

اگر فرض نماز کا وقت ہو، اور جماعت کی تیاری ہو رہی ہو تو پہلے نماز پڑھے، پھر طواف کرے، ورنہ جاتے ہی طواف کرے۔ طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے سامنے آجائے، اضطباع کرے، یعنی اوڑھی ہوئی چادر کے سیدھے کنارے کو داہنے ہاتھ کے بغل کی نیچے سے لے کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالے کہ داہنا کندھا کھلا رہے۔ یہ اضطباع ساتوں چکر میں رہے گا۔ طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ موقوف کردے، اور طواف کی نیت کرے: اَللّٰھُمّ اِنّی اُرِیْدُطواف بَیْتِکَ الْحَرامِ فَیَسِّرہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنّی سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے آپ کے مقدس گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں میرے لئے آسان فرما دیجئے اور میری طرف سے قبول فرمائیے۔

اب حجر اسود کے سامنے جا کر کہے:

''بِسْمِ اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَر وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم''
یہ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے جس طرح نماز شروع کرتے وقت اٹھاتے ہیں، اس کے بعد ہاتھ نیچے کر کے چھوڑ دے، پھر حجر اسود کو بوسہ دے، اگر بوسہ دینے کا موقعہ نہ ہو تو دور ہی سے دوبارہ اپنے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھائے، اور حجر اسود کی طرف کرے، اور یہ تصور اور خیال کرے کہ میرے ہاتھ حجر اسود پر رکھے ہوئے ہیں، پھر اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دے۔ اس کو استلام کہتے ہیں۔ (اگر طواف احرام کی حالت میں کر رہا ہو تو دوسری صورت اختیار کرے، اس لئے کہ حجر اسود پر عطر لگا ہوا ہوتا ہے، اور احرام کی حالت میں ہاتھ پر عطر لگے یہ جائز نہیں) اب داہنی طرف گھوم کر اپنا رخ سیدھا کر کے چلنا شروع کر دے۔ طواف کے درمیان بیت اللہ کی طرف اپنا سینہ ہرگز نہ کرے۔

مرد پہلے تین شوط (چکر) میں ''رمل'' کرے، یعنی کندھے ہلائے، سینہ تان کر چھوٹے چھوٹے قدم سے جلدی جلدی چلے، جس طرح ایک بہادر چلتا ہے۔

طواف کرتے ہوئے جب رکن یمانی کے پاس آئے تو اس کا استلام کرے، یعنی اپنا رخ سیدھا رکھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں یا صرف داہنے ہاتھ سے رکن یمانی کو چھولے، یہ استلام سنت ہے۔ (معلم الحجاج ۱۲۵، احکام الحج ۴۶)

ایک حدیث میں ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: رکن یمانی پر ستر (۷۰) فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں یہ دعا پڑھے:

'' اللّٰھم اِنِّی أسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنیا وَالْاٰخِرَةِ ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ''

تو وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ، کذافی المشکوٰۃ۔ فضائل حج ۸۰)

اگر رکن یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو ایسے ہی گذر جائے۔(احکام الحج ۴۶)(اور عوام کی طرح ہاتھ کے اشارہ سے استلام نہ کرے) پھر جب حجر اسود پر آئے تو استلام کرے جیسا اول مرتبہ کیا تھا، یہ ایک چکر ہوا، اس طرح سات چکر لگائے۔ ہو سکے تو ہر چکر میں استلام کرے۔ جب سات چکر پورے ہوں گے، تو کل آٹھ استلام ہوں گے۔ ان میں پہلی اور آٹھویں مرتبہ کا استلام بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے۔ درمیانی چکروں میں زیادہ تاکید نہیں۔
(احکام الحج ص ۴۷)

پھر مقام ابراہیم کے پیچھے یا جہاں موقع ملے، اگر مکروہ وقت نہ ہو تو طواف کے بعد کی دو رکعت پڑھے،[۱] اور وقت مکروہ ہو تو صرف دعا پر اکتفا کرے اور نماز مکروہ وقت گذرنے کے بعد ادا کرے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۷۷ ج ۲)

پھر ملتزم کے پاس آئے، ملتزم کے پاس نہ آ سکے تو جہاں موقع ملے بیت اللہ سے چمٹ کر خوب تضرع وزاری سے دعا کرے، پھر زمزم پیئے، پھر سعی کے لئے صفا کی طرف چلے، جب سعی کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو حجر اسود کا استلام کرے، یہ نواں استلام ہوگا۔

سعی

استلام کر کے صفا کی طرف چلے، اور صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے، اور بیت اللہ کی طرف رخ کر کے سعی کی نیت کرے:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی“

[۱]......طواف کے بعد کی دو رکعتوں میں ﴿قل یاَیُّھا الکٰفرون﴾ اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾۔
”عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الرکعتین ﴿قل ھو اللہ احد﴾ و ﴿قل یاَیُّھا الکٰفرون﴾“۔(مسلم، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الحج، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کی نیت کرتا ہوں، آپ اس کو میری لئے آسان فرمائیے اور قبول فرما لیجئے، پھر اپنے ہاتھ بیت اللہ کی طرف رخ کئے ہوئے کی حالت میں اس طرح اٹھائے جس طرح دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں، اور تکبیر، تہلیل بلند آواز سے اور درود شریف آہستہ آواز سے پڑھے، اور خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرے۔ یہ دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔ اور اس جگہ یہ دعا حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے:

'' لَااِ لٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ، یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَئْیٍ قَدِیْر ، لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ، اَنْجَزَ وَعْدَہٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ ، وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

حضور اکرم ﷺ نے یہ کلمات مبارکہ پڑھ کر دعا فرمائی، پھر ہاتھ اٹھائے ہوئے ہونے کی حالت میں یہ مبارک کلمات دوبارہ پڑھے، اور دعا فرمائی، اور تیسری بار یہ مبارک کلمات پڑھ کر دعا کی۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تین مرتبہ '' اَللّٰہُ اَکْبَر '' پڑھ کر:

" لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَئْیٍ قَدِیْر"

ایک مرتبہ پڑھا، پھر اسی طرح چھ مرتبہ اور پڑھا، کل سات مرتبہ یہ عمل فرمایا، تو کلمہ سات مرتبہ اور ''اللہ اکبر'' اکیس (۲۱) مرتبہ ہوا۔ اور ان تکبیرات وتہلیلات کے بعد حضور ﷺ کی دعا صفا پر یہ ہے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ، وَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ ، اَنْ لَاتَنْزِعُہٗ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَامُسْلِم''

اس کے علاوہ جو چاہے دعا کرے اور تلبیہ پڑھتا رہے۔

(زبدۃ المناسک ص ۱۲۸، ۱۲۹، سعی کرنے کی ترتیب کا بیان)

پھر صفا سے نیچے اترے اور اپنی چال پر مروہ کی طرف چلے، ذکر اور دعا میں مشغول رہے، صفا مروہ کے درمیان یہ دعا منقول ہے: '' رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَم '' یا اور

کوئی دعا کرے۔ یہ بھی دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔ (زبدۃ ص ۱۲۸ ج ۱)

جب گرین لائٹ آئے تو مرد دوڑے (عورت نہ دوڑے) جب مروہ پر پہنچے تو اسی طرح عمل کرے جو صفا پر کیا تھا۔ (زبدۃ المناسک: ص ۱۳۱)

یہ ایک چکر ہوا، اس کے بعد مروہ سے صفا کی طرف چلے، جب صفا پر پہنچے گا تو یہ دو چکر ہوں گے، اس طرح سات چکر لگائے۔ سعی صفا سے شروع ہوگی، مروہ پر ختم ہوگی۔ سعی کے بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ مطاف میں آکر یا جہاں موقع ہو پڑھ لے۔

(احکام الحج ص ۵۷)

اس کے بعد حلق یا قصر کرا کر حلال ہو۔ حلق افضل ہے۔ قصر کرانا ہو تو پورے سر کے بال ایک انگلی (پورے) سے کچھ زیادہ کٹانا مستحب ہے، اور چوتھائی سر کے بال کٹوانا واجب ہے۔ (صرف تھوڑے سے بال کٹوا لینا کافی نہیں)۔

(معلم الحجاج ص ۱۷۴۔ فتاوی رحیمیہ ص: ۴۰۶/۴۰۵ ج ۶)

حج کا طریقہ

جس طرح عمرہ کا احرام باندھا تھا، اسی طرح آٹھویں ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے۔ بجائے عمرہ کے حج کی نیت کرے۔ حج کے پانچ دن ہیں پہلا دن آٹھویں ذی الحجہ ہے، یہ پہلا دن منیٰ میں گذارنا ہے۔ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشا، اور نویں ذی الحجہ کی فجر پڑھے۔ یہ رات منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ اب حج شروع ہو چکا ہے، وقت کی خوب قدر کریں، تلبیہ کی کثرت رکھیں، اس کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت، ذکر، استغفار، درود شریف خوب ذوق وشوق سے پڑھتے رہیں۔ نویں کو فجر کے بعد تکبیر تشریق اور تین مرتبہ لبیک کہیں، اس کے بعد ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق کہیں۔

دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد تلبیہ موقوف ہوجائے گا، لہذا اس کے بعد ہر فرض نماز کے بعد صرف تکبیر تشریق کہیں، تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک۔

حج کا دوسرا دن: ۹/ذی الحجہ

۹/ویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہوجائیں، ''لبیک'' جاری رکھیں، عرفات پہنچنے پر تقاضا ہو تو تھوڑا آرام کر کے غسل کا موقع ہو تو غسل کر لے غسل کا موقع نہ ہو تو وضو بھی کافی ہے۔ آج خاص حج کا دن ہے، اور آج حج کا زبردست رکن ''وقوف عرفہ'' کرنا ہے۔ وقوف عرفہ کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال سے دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ فجر تک ہے۔ (احکام الحج ص ۶۸)

زوال سے لے کر غروب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۱)

آج کا دن حجاج کے لئے بہت ہی اہم، بہت ہی مبارک، اور بہت قیمتی دن ہے، اس لئے وقت کی بہت ہی قدر کریں، نماز کے وقت کے علاوہ میں دعا، استغفار، آہ وبکا، گریہ وزاری میں مشغول رہے، لبیک کی کثرت رکھے، اور جس قدر ہو سکے آسمان کے نیچے دھوپ میں کھڑے ہو کر دعا کرے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

وقوف عرفات کے اعمال

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد قبلہ رخ ہو کر:

(۱)...... ''لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر'' سو مرتبہ۔

(۲)...... سورہ اخلاص یعنی ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' سو مرتبہ۔

(۳)...... درود شریف: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

اِبْـرَاهِيْـمَ وَعَـلٰـى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ‘‘سو مرتبہ پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! اس بندہ کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح تہلیل، تکبیر و تعظیم، تعریف وثنا کی، اور میرے رسول ﷺ پر درود بھیجا، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو، میں نے اس کو بخش دیا، اور اس کی شفاعت قبول کی، اور اگر وہ اہل عرفات کے لئے شفاعت کرتا تو بھی میں قبول کرتا۔

(درمنثور۔ احکام الحج ص۱۲۴/۱۲۵۔ معلم الحجاج ص۱۶۰۔ فتاوی رحیمیہ ص۸۷ ج۲)

اس کے بعد احکام الحج کے مؤلف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور ’’الحزب الاعظم‘‘ میں حدیث مذکور کی تین دعاؤں کے ساتھ:

(۴)......سو مرتبہ تیسرا کلمہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر۔

(۵)......سو مرتبہ استغفار کا بھی اضافہ کیا ہے۔ (احکام الحج ۱۲۵)

جو استغفار چاہے پڑھے، مثلاً: ’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِى لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ‘‘ یا ’’اَسْتَـغْـفِـرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ، يَا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الـرَّاحِـمِيْن‘‘ یا ’’سید الاستغفار‘‘ پڑھے۔ بہت ہی یقین اور رحمت کی امید کے ساتھ دعا اور استغفار کا اہتمام کرے۔ اپنے لئے اپنے والدین اور اساتذہ، رشتہ دار اور پوری امت کے لئے دعا کرے، ہم گنہگاروں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرمالیں۔

غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں۔ آفتاب غروب ہونے سے پہلے عرفات سے ہرگز نہ نکلیں، ورنہ دم لازم ہوگا۔ مغرب کی نماز نہ عرفات میں پڑھیں، نہ مزدلفہ کے راستہ میں، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز، عشاء کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ، جمع کر کے باجماعت ادا کریں۔

مغرب کے بعد صرف تکبیر تشریق کہہ کر عشاء کی نماز شروع کر دیں۔

(شامی ص ۱۸۸/۲۔ غنیۃ الناسک ص ۱۶۳)

مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”تکبیر تشریق اور عشاء کے بعد مغرب اور عشاء کی سنتیں ادا کریں اور وتر پڑھیں“۔ (فقہی رسائل ص ۲۵۰ ج ۲)

یہ رات بھی حاجیوں کے لئے بہت قیمتی اور مبارک ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ رات حجاج کے حق میں شب قدر سے افضل ہے۔

(زبدہ۔ احکام الحج ص ۶۹۔ فتاوی رحیمیہ ص ۹۷ ج ۲)

نیز یہ رات عیدالاضحیٰ کی بھی رات ہے، اور عیدالاضحیٰ کی رات کے بھی مخصوص فضائل ہیں، اس لحاظ سے بھی یہ رات قابل قدر ہے، لہٰذا اگر آرام کا تقاضا ہو تو کچھ آرام کر کے اس رات میں بھی ذکر اللہ، تلاوت، درود، دعا، استغفار، تکبیر تہلیل وغیرہ میں مشغول رہے۔

حج کا تیسرا دن: ۱۰/ذی الحجہ......وقوف مزدلفہ

فجر کی نماز مزدلفہ میں غلس (اندھیرے) میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کریں۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے، اور اس کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔ وقوف مزدلفہ میں تلبیہ، تکبیر، تہلیل، دعا، استغفار میں مشغول رہے۔ اس رات میں موقع نکال کر ستر (۷۰) کنکریاں رمی کے لئے مزدلفہ ہی سے لے لیں۔ کنکریوں کو دھو لینا مستحب ہے تاکہ ناپاک ہونے کا شبہ نہ رہے۔

مزدلفہ سے روانگی

دسویں ذی الحجہ کو جب طلوعِ آفتاب کا وقت ہو جائے تو منیٰ کے لئے روانہ ہو جائیں۔ منیٰ پہونچ کر آج صرف جمرہ عقبہ (بڑا شیطان جو سب سے اخیر میں ہے) پر سات کنکری

مارے۔ پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ بند کردے۔ ہر کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھے:

" بِسْمِ اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَر ، رَغْماً لِلشَّیطَانِ ، وَرِضیً لِلرَّحْمٰنِ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجاً مَّبْرُوْراً وَذَنْباً مَّغْفُوْراً ، وَسَعْیاً مَشْکُوْراً "

پوری دعا یاد نہ ہو تو اتنا کہہ لے " بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ "۔

دسویں ذی الحجہ کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، لیکن وقت مسنون طلوع شمس کے بعد سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک بھی جائز ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک مکروہ ہے، مگر ضعیف، بیمار، اور عورتوں کے لئے مکروہ نہیں۔ (احکام الحج ص ۷۳۔ فتاوی رحیمیہ ج ۲ ص ۷۹)

آج کل شدید ہجوم اور رش ہوتا ہے، اور عموماً رمی جمرات میں حادثے پیش آتے ہیں، اس لئے جب اطمینان ہو اس وقت رمی کریں، زوال اور مغرب کے بعد جو گنجائش ہے اس پر عمل کریں، خاص کر مستورات اور ضعفاء کو بالکل اطمینان کے وقت رمی کے لئے لے جاویں۔

رمی کے بعد قربانی کرے، پھر حلق کرائے (یعنی سر کے بال منڈائے) یا قصر کرائے۔ متمتع پر قربانی واجب ہے۔ اس کو دم شکر اور حج کی قربانی بھی کہتے ہیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے اگر اس ترتیب کے خلاف ہوگا تو دم واجب ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۸۶ ج ۱۰)

نوٹ:...... متمتع اور قارن کے لئے ترتیب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر واجب ہے، اس کے ترک سے دم واجب ہوتا ہے، جب کہ صاحبین اور اکثر فقہاء کے یہاں ترتیب مسنون ہے، اس کے ترک پر دم واجب نہیں۔ لہذا حجاج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ترتیب کی

رعایت کو ملحوظ رکھیں، تاہم ازدحام اور موسم کی شدت، اور مذبح کی دوری وغیرہ کی وجہ سے صاحبین اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہذا اگر یہ مناسک، ترتیب کے خلاف ہوں تو بھی دم واجب نہیں (مگر قصداً وارادۃً امام صاحب کے مسلک کو ترک نہ کرے، خاص کر فرض حج میں)۔ مرغوب۔ (اہم فقہی فیصلے ص ۱۲۰۔ انمول حج ص ۱۱۶)

حلق یا قصر کرانے کے بعد احرام ختم ہو گیا، مگر طواف زیارت سے قبل عورت حلال نہیں۔

اس کے بعد مکہ معظّمہ زادھا اللہ عزاً وشرفاً پہونچ کر طواف زیارت کرے، یہ بہتر ہے، اگرچہ طواف زیارت کا وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے، اس کے بعد اگر طواف زیارت کیا جائے گا تو صحیح ہو جائے گا، مگر دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۷)

البتہ عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت بارہویں کی غروب تک نہ کر سکے اور بعد میں کرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۰)

حج کی سعی اگر پہلے نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ (احکام الحج ص ۸۰)

اب اگر طواف زیارت احرام کے ساتھ کر رہا ہے، اور طواف کے بعد سعی کرنا ہے، تو اس طواف میں ''اضطباع'' اور ''رمل'' کرے، اور اگر منی میں حلال ہو چکا ہے اور سلے ہوئے کپڑوں میں طوافِ زیارت کر رہا ہے تو صرف اول کے تین چکروں میں ''رمل'' کرے، اس صورت میں ''اضطباع'' نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۷۸)

حج کا چوتھا اور پانچواں دن: ۱۱/۱۲/ ذی الحجہ

طواف زیارت سے فارغ ہو کر منی آجائے، اور منی میں ہی رات گذارنے کی پوری کوشش کرے، یہ راتیں منی میں گذارنا سنت ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۸۰، احکام الحجاج: ص: ۱۸۰)

گیارہویں اور بارہویں کو تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔۱۱؍۱۲؍کو رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے، زوال سے پہلے رمی جائز نہیں۔ زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے، غروب سے صبح صادق تک مکروہ ہے، مگر عورتوں، ضعفاء اور بوڑھوں کے لئے مکروہ نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۹۷ ج۲)

آج کل رش اور ہجوم ہوتا ہے، لہٰذا رمی جمرات میں جلدی نہ کریں۔

گیارہویں کو جب رمی جمرات کے لئے آئیں تو پہلے جمرۂ اولی (چھوٹا شیطان جو سب سے پہلے ہے) پر رمی کریں۔ سات کنکریاں مارے۔ رمی سے فارغ ہو کر مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر تھوڑی دیر دعا کرے۔ تکبیر، تہلیل، استغفار اور درود شریف میں مشغول رہے۔

پھر اس کے بعد جمرۂ وسطی (درمیانہ شیطان) پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں مارے، اور اس کے بعد بھی مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر دعا، تکبیر، استغفار، درود شریف میں مشغول رہے، پھر جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) پر آئے، اور حسب سابق سات کنکریاں مارے، اور اس کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔ یہاں حدیث اور سنت سے دعا ثابت نہیں، لہٰذا رمی کر کے فوراً اپنے مقام کی طرف روانہ ہو جائے۔ (احکام الحج ص۸۱)

آج کا عمل الحمد للہ پورا ہو گیا۔

۱۲؍ذی الحجہ

بارہویں ذی الحجہ کو بھی، گیارہویں ذی الحجہ کی طرح تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے۔

بارہویں ذی الحجہ کو رمی کر کے مکہ معظّمہ چلے جانا بلا کراہت جائز ہے، البتہ اگر اطمینان اور فرصت ہو تو تیرہویں کو رمی کر کے آنا افضل ہے۔

اگر بارہویں کو رمی کر کے مکہ معظّمہ روانگی کا ارادہ ہو تو زوال کے بعد رمی سے فارغ

ہوکر مغرب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے، اگر آفتاب غروب ہوگیا تو اب تیرہویں کی رمی کئے بغیر جانا مکروہ ہے، لیکن اگر چلا جائے تو دم واجب نہ ہوگا، ہاں اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی تو اب تیرہویں کی رمی واجب ہوجائے گی، اب اگر رمی کے بغیر جائے گا تو دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج ص۱۸۲۔ احکام الحج ص۸۲)

بارہویں کو رمیٔ جمرات میں بہت ہی رش ہوتا ہے، اس لئے بہت سوچ کر رمی کا پروگرام بنائیں۔ رمی کے لئے جانے سے پہلے پوری تحقیق کرلیں۔

تیرہویں کی رمی کا وقت مسنون زوال کے بعد ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۳)

البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں یہ سہولت ہے کہ وہ زوال سے پہلے بھی جائز ہے۔ (احکام الحج ص۸۲)

غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ (معلم الحجاج ص۱۸۳)

منیٰ سے مکہ مکرمہ اگر پیدل آرہا ہو اور آج کل اس میں سہولت بھی ہوتی ہے، تو راستہ میں تھوڑی دیر ''وادیٔ محصب'' میں ٹھہرنا سنت ہے۔ (زبدہ۔ احکام الحج ص۸۳)

الحمدللہ حج کے پانچ دن پورے ہوگئے۔ اللہ پاک ہر ایک کو حج مبرور مقبول عطا فرمائیں۔

اب صرف طواف وداع باقی ہے۔ جب مکہ مکرمہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع کر کے روانہ ہو۔ یہ حج تمتع کا طریقہ ہے۔

حج قران، یعنی حج اور عمرہ ایک ساتھ کرنا

قران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ کہ حج کے مہینوں میں (شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ کے ابتدائی دن) میقات پر پہونچ کر، یا اس سے پہلے جہاں احرام باندھنے کا ارادہ ہو غسل وغیرہ سے فارغ

ہوکر اسی طرح احرام باندھے جس طرح حج تمتع میں عمرہ کا یا حج کا احرام باندھا جاتا ہے، (اس کا طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے) البتہ حج قران میں احرام باندھنے کے وقت عمرہ اور حج دونوں کی نیت ایک ساتھ کرنا ہے، لہٰذا دل سے دونوں کی نیت کرے اور زبان سے اس طرح کہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ''

اے اللہ! میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کرتا ہوں، ان دونوں کو میرے لئے آسان فرمادیجئے اور قبول فرمائیے۔ اور اس کے بعد فوراً تلبیہ کہے:

''لَبَّیْکَ ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ والْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ''

اور تلبیہ میں یہ بھی کہے: '' لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ ''۔ ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا فرض ہے اور تین مرتبہ تلبیہ پڑھنا سنت ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔

نیت اور تلبیہ کے بعد عمرہ اور حج کا احرام شروع ہو جائے گا، اس کے بعد ممنوعات احرام سے بچنا شروع کردے، لبیک جاری رکھے، مکہ مکرمہ پہونچ کر اسی طرح عمرہ کرے جس طرح متمتع مکہ مکرمہ پہونچ کر عمرہ کرتا ہے، البتہ اس شخص نے چونکہ حج کا احرام بھی عمرہ کے احرام کے ساتھ باندھا ہے لہٰذا عمرہ کی سعی کے بعد یہ شخص حلال نہ ہو بلکہ احرام ہی کی حالت میں رہے اس لئے کہ حج کا احرام باندھا ہے اور ابھی حج باقی ہے۔ اس کے بعد یہ قارن جتنا جلد ہو سکے طواف قدوم کرے۔ طواف قدوم کے بعد اگر حج کی سعی کا ارادہ ہو (اور قارن کے لئے حج کی سعی طواف قدوم کے ساتھ کر لینا افضل ہے) (معلم الحجاج ص ۱۴۰، طواف قدوم کے احکام) تو اس طواف میں ''اضطباع'' اور ''رمل'' بھی کرے۔ اور اگر سعی کا

ارادہ نہ ہوتو ’’اضطباع‘‘اور’’رمل‘‘ نہ کرے۔(معلم الحجاج ص ۱۴۰)

قارن کے لئے وقوف عرفہ سے پہلے عمرہ کرنا ضروری ہے۔

(معلم الحجاج ص ۲۱۰،شرائط قران)

عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہوکر احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے،اس کے بعد ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہوجائے ،نویں کو عرفات جائے ،(اوپر جو حج کا طریقہ بیان ہوا ہے بالکل اسی طریقہ کے مطابق حج کرے) پھر مزدلفہ جائے ، پھر دسویں کی صبح کو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے، پھر طلوع آفتاب کا وقت ہوجائے تو منی جائے، منی میں پہلے صرف جمرۂ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کرے، پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کردے، پھر قربانی کرے۔قارن پر یہ قربانی واجب ہے اور حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔اس کو دم قران اور دم شکر کہتے ہیں۔قربانی کے بعد احرام سے حلق یا قصر کرا کر حلال ہوجائے۔

پھر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جائے طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں، طواف زیارت اگر ان تینوں سے پہلے کرے یا بیچ میں کرے تو جائز ہے،مگر سنت یہ ہے کہ حلق یا قصر کے بعد طواف زیارت کرے۔(معلم الحجاج ص ۲۱۰/۲۱۳،قران کے مسائل)

اس کے بعد قارن منیٰ میں آجائے اور: ۱۱/۱۲/ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کرے۔ ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت پہلے بیان ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ بارہویں کو رمی کرکے مکہ مکرمہ روانہ ہوجائے تو بلا کراہت جاسکتا ہے۔افضل اور اعلی یہ ہے کہ:۱۳/کی رمی کرکے مکہ مکرمہ روانہ ہو۔اب مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت طواف وداع کرنا ہے۔الحمد اللہ حج قران مکمل ہوگیا۔

حج افراد

یعنی صرف حج کرنا اور اس کے ساتھ قران یا تمتع کی طرح عمرہ نہ کرنا۔

جو شخص صرف حج کرنا چاہتا ہو تو وہ میقات پر پہونچ کر، یا اس سے پہلے جب حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو اسی طرح احرام باندھے جس طرح عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے، البتہ یہاں دو رکعت نماز کے بعد عمرہ کے بجائے صرف حج کی نیت کرے:

''اَللّٰھُمَّ اِنّیْ اُرِیْدَ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ''

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان فرما دیجئے، اور میری طرف سے قبول فرمائیے، اس کے بعد فوراً تلبیہ پڑھے، ایک مرتبہ تلبیہ ضروری ہے، تین مرتبہ سنت ہے۔ تلبیہ بلند آواز سے پڑھے، (عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں) اس کے بعد آہستہ آواز سے درود شریف پڑھے اور یہ دعا مسنون ہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ''۔

اب احرام شروع ہو گیا۔ احرام کی پابندیوں پر عمل کرے، تلبیہ کی کثرت کرے، مکہ مکرمہ پہنچے تو ان تمام آداب کا خیال رکھے جو شروع میں بیان ہوئے۔ بیت اللہ شریف پر جب پہلی نظر پڑے تو تکبیر کہے ''اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر'' اور اپنی نظر بیت اللہ شریف پر جمالے، اور دل جمعی سے خوب دعا کرے، ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ یہ دعا کی قبولیت کا موقع ہے۔

اس کے بعد اگر فرض نماز کی تیاری ہو رہی ہو تو پہلے نماز ادا کرے، اگر نماز کا وقت نہ ہو تو طواف قدوم ادا کرے۔ مفرد کے کے لئے افضل یہ ہے کہ حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔ (معلم الحجاج ص۱۴۰ طواف قدوم کے احکام۔ احکام الحج ص۵۳)

اور اگر مفرد کا ارادہ پہلے ہی سعی کرنے کا ہو تو کر سکتا ہے اور اس صورت میں مفرد طوافِ قدوم کے بعد حج کی واجب سعی کی نیت سے سعی کرے (یعنی صفا مروہ کرے) (عمرہ نہ کرے لہٰذا عمرہ کی نیت سے سعی نہ کرے) جب طوافِ قدوم کے بعد حج کی واجب سعی کا ارادہ ہو تو اس طواف میں ''اضطباع'' اور ''رمل'' کرے، طواف کے بعد مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد سعی کرے۔ طواف اور سعی کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائے تو اپنے احرام سے حلال نہ ہو، یعنی حلق یا قصر نہ کرائے (بال نہ کٹائے) اس لئے کہ حج کی نیت سے احرام باندھا ہے اور ابھی حج باقی ہے، لہٰذا احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں قیام کرے، اور نفل طواف جس قدر چاہے کرتا رہے، عمرہ نہ کرے، ممنوعاتِ احرام سے بھی بچتا رہے، اس کے بعد ساتویں یا آٹھویں ذی الحجہ کو منی جائے، منی میں آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر پڑھے۔ فجر کی نماز سے تکبیر تشریق کہنا شروع کر دے، ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے یہ تکبیر کہے: (عورتیں آہستہ آواز سے کہیں) ''اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ''۔ تلبیہ بھی کثرت سے پڑھتا رہے، رات منی میں گذارے، یہ سنت ہے، اس کے بعد اسی طریقہ سے حج کرے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نویں تاریخ کو طلوعِ آفتاب کے بعد عرفات جائے۔ زوال سے لے کر غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرے۔ وقوف عرفہ حج کا بہت اہم رکن ہے، اس کا تفصیلی بیان پہلے حج کے طریقہ میں آ چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ جائے، مغرب اور عشاء عشاء کے وقت میں مزدلفہ میں ادا کرے، رات مزدلفہ میں گذارے، یہ بھی بہت مبارک اور قیمتی رات ہے۔ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے، تلبیہ پڑھتا رہے،

پھر طلوعِ آفتاب کے قریب منی روانہ ہوجائے۔ دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کرے، اس کے بعد حلق یا قصر کر کے حلال ہوجائے۔ مفرد پر دم واجب نہیں ہے، ہاں اگر حج کے شکریہ میں قربانی کرے تو مستحب ہے۔ (معلم الحجاج ص ۲۰۰، افراد کا مسنون طریقہ)

اس کے بعد طواف زیارت کرے، اگر حج کی واجب سعی پہلے نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرے، پھر: ۱۱/۱۲/ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کرے۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ جانا چاہے تو بلا کراہت جاسکتا ہے۔ پیدل مکہ مکرمہ جارہا ہو تو ''وادیٔ محصَّب'' میں جس قدر ٹھہر سکتا ہو ٹھہرے، ہو سکے تو مغرب عشاء پڑھے، اور تھوڑی دیر لیٹ جائے۔

(معلم الحجاج ص ۱۸۷، منی سے مکرمہ روانگی)

اگر اطمینان ہو تو: ۱۳/ذی الحجہ کو رمی کر کے آنا بہتر اور افضل ہے۔

الحمد للہ حج مکمل ہوگیا، اب صرف طواف وداع باقی ہے، مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت طواف وداع کر کے روانہ ہو۔ اللہ پاک ہر ایک کے حج کو قبول فرمائیں اور سنت طریقہ کے مطابق تمام مناسک ادا کراویں۔ ہم گنہگاروں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں، جزاکم اللہ۔

مدینہ منورہ زادھا اللہ عزاً وشرفاً کی زیارت

رحمۃ للعلمین امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النّبیین حضور اقدس ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت افضل المستحبات، اہم ترین نیکیوں، اور افضل ترین عبادات سے ہے، اعلی درجات تک پہنچنے کے لئے ایک قوی ذریعہ ہے، اور بہت بڑی سعادت اور بے انتہا خیرو برکات کے حصول کا کامیاب ذریعہ ہے، بعض حضرات نے واجب کے قریب لکھا ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کے فضائل میں بہت سی احادیث ہیں:

۱:......قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(رواہ الدارقطنی، فضائل حج ص ۹۶۔ معلم الحجاج ص ۳۱۳۔ زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۱۷۲)

۲:...... عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ، رواه الطبرانی والدارقطنی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(فضائل حج ص ۹۷۔ معلم الحجاج ص ۳۱۳۔ زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۱۷۲/۱۷۳)

۳:...... قال النبی صلی الله علیه وسلم: مَنْ زَارَنِیْ كَانَ فِیْ جِوَارِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، رواه البيهقی، كذا فی المشكوة۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۳۱۲)

۴:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو کوئی میری زیارت کو آئے اور مقصود میری ہی زیارت ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ قیامت میں اس کا میں شفیع بنوں۔

(زبدۃ المناسک ج ۲ ص ۱۷۲۔ احکام الحج ص ۱۰۶)

اس مبارک سفر میں کیا نیت کرے؟

جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کرے تو نیت کیا کرے؟ اس کے متعلق ''فتاوی رحیمیہ'' میں تحریر فرمایا ہے:

''مدینہ طیبہ کی حاضری آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت سے ہونی

چاہئے، یہی افضل ہے، چنانچہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ثم المدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ ﷺ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سببِ حصولِ درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے، گو شدِّ رحال اور بذل جان ومال سے نصیب ہو، اور سفر کے وقت آپ ﷺ کی زیارت کی نیت کرے۔ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ھمام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے، پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالتِ مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے، اور اس کی موافقت خود حضرت ﷺ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ: ''جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں'' الخ۔ (مزید تفصیل فتاوی رحیمیہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ المھند علی المفند ص ۶/۵۔ فتاوی رحیمیہ ص ۳۷۳-۳۷۴ ج ۲)

اس مبارک سفر میں درود شریف کثرت سے پڑھے۔

جب یہ مبارک سفر شروع کرے، تو پورے راستہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے۔ مکہ مکرمہ کے سفر میں تلبیہ کی کثرت کرے اور اس سفر میں درود شریف کی کثرت کرے۔ اور ہر عمل سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کرے۔ جب مدینہ طیبہ قریب آنے لگے تو اپنے اندر خوب ذوق وشوق پیدا کرے، اور ذوق وشوق اور محبت وعظمت کے ساتھ بار بار درود شریف پڑھے، موقع ہو تو نعتیہ اشعار پڑھے یا سنے، اور جب مدینہ طیبہ قریب ہو جائے اور مدینہ منورہ کے درودیوار ومعطر باغ نظر آنے لگیں تو دل کی کیفیت ہی بدل

جائے، سلف صالحین بلکہ امراء ووزراء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ سے جو تقریباً چھ میل ہے سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگتے تھے، اور حق یہ ہے کہ اس مبارک اور مقدس جگہ میں پاؤں کے بجائے سر کے بل بھی چلے تو اس مقدس اور پاک جگہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

لو جئتكم قاصداً اَسْعٰى عَلٰى بَصَرى　　　لم اقض حقاً وایّ الحق ادّیتُ

اگر میں آپ ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پاؤں کے بجائے آنکھوں سے چل کر آتا، تب بھی حق ادا نہیں کرسکتا، اور میں نے اے میرے آقا ﷺ آپ کا کون سا حق ادا کیا؟ جو یہ حق ادا کرتا۔ (فضائل حج ص ۱۰۷)

جب مدینہ منورہ قریب آجائے

جب مدینہ شریف بالکل قریب آجائے تو درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

’’اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّکَ ، فَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ ، وَاَمَاناً لِّيْ مِنَ الْعَذَابِ ، وَسُوْءِ الْحِسَابِ‘‘

اے اللہ! یہ آپ کے نبی ﷺ کا حرم پاک ہے، اس کو میرے لئے جہنم سے بچنے کا ذریعہ، اور عذاب، اور برے حساب سے امن میں رہنے کا ذریعہ بنادے۔

اس کے بعد اس پاک شہر کی خیر وبرکت حاصل ہونے کی دعا کرے، اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے۔

بہتر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے، اور اگر پہلے نہ کرسکے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے بعد جہاں قیام ہو وہاں پہونچ کر غسل کرے۔ مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد جب اپنا سامان وغیرہ رکھ دے اور ہوٹل وغیرہ کی ضروری کارروائی سے فارغ ہوجائے تو سب سے پہلے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری دے، یہی مقصدِ سفر

ہے، لہٰذا مقصد سفر کو چھوڑ کر کسی اور کام میں ہرگز مشغول نہ ہو۔ جب مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام میں حاضری کا ارادہ ہو تو اپنے پاس جو عمدہ سے عمدہ کپڑے ہوں وہ پہنے، خوشبو لگائے، اور بہت ہی احترام کے ساتھ، بے انتہا ذوق وشوق کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف چلے، نگاہیں نیچی ہوں، گنبد خضراء نظر آجائے تو خوب عظمت ومحبت کے ساتھ گنبد خضراء پر نظر جمالے اور حضور اقدس ﷺ کی علوّ شان کا استحضار کرے، اور انتہائی محبت وعظمت کے ساتھ یہ خیال کرے کہ اس پاک گنبد خضراء میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات میں سب سے افضل ہیں، امام الانبیاء ہیں، سید الرُّسُل ہیں، خاتم النّبیین ہیں، تمام انبیاء، تمام ملائکہ سے افضل ہیں، قبر اطہر کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے، زمین کا جو حصہ حضور اقدس ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے، حتی کہ آسمان وزمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔ خوب ان باتوں کا دل میں خیال کرتا رہے۔ (لباب۔ فضائل حج ص ۱۰۸)

مسجد نبوی میں داخلہ

جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو سنت طریقہ کے مطابق نہایت ادب اور خشوع وخضوع سے داخل ہو، پہلے داہنا پاؤں داخل کرے، اور یہ پڑھے: ''بِسۡمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم'' اس کے بعد مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لِيۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ'' پھر اعتکاف کی نیت کرے:

''بِسۡمِ اللّٰهِ دَخَلۡتُ وَعَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَنَوَيۡتُ سُنَّةَ الۡاِعۡتِكَافِ''

اگر باب جبرئیل سے داخل ہوسکتا ہو تو باب جبرئیل سے داخل ہو، ورنہ جس دروازے سے داخل ہونے کا موقع ہو داخل ہو، ادب واحترام کا پورا خیال رکھے۔

اس نعمت جلیلہ پر شکر ادا کرے

مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر فرض نماز کی تیاری ہو رہی ہو تو پہلے فرض ادا کرے اور اگر فرض نماز کا وقت نہ ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو، اگر ریاض الجنۃ میں آ سکتا ہو تو وہاں ورنہ جہاں موقع ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر اللہ جل شانہ کا دل کی گہرائی سے لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس ذات کریم نے یہ نعمت جلیلہ عطا فرمائی، اور دل چاہے تو سجدۂ شکر ادا کرے یا دو رکعت شکرانہ پڑھے۔ بہت سے علماء نے اس وقت سجدۂ شکر کرنے کو لکھا ہے، اور حنفیہ نے بھی اس موقع پر سجدۂ شکر کا جواز لکھا ہے۔

(فضائل حج ص ۱۱۰)

دل خوب صاف کرے

نماز سے فارغ ہو کر جب روضۂ اطہر کی طرف چلے تو دل کو ہر قسم کی کدورت اور غلط خیالات اور تصورات سے پاک کرے، خوب توبہ استغفار کرے، بار بار کلمۂ شہادت پڑھے، اور حضور اکرم ﷺ کی طرف کامل توجہ رکھے، دل سے دنیا کی محبت خواہشات اور خرافات دور کرے، اور حضور ﷺ کی جس قدر محبت، عظمت، ادب، احترام پیدا کر سکتا ہو، پیدا کرنے کی کوشش کرے، حضور اقدس ﷺ کے عظیم احسانات کو اور امت پر آپ ﷺ کی جو رأفت، محبت، شفقت، درد اور فکر ہے، اس کا خوب استحضار کرے، امت کے لئے کس قدر درد آپ ﷺ کے قلب اطہر میں ہے، اس کو یاد کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس دل میں دنیا کی گندگیاں، اور لہو ولعب، شہوتیں اور خواہشیں بھری ہوں، اس دل پر وہاں کی برکات کا اثر نہیں ہوتا۔ (فضائل حج ص ۱۱۱۔ فتاوی محمودیہ ص ۳۰۶ ج ۷)

لہٰذا دل کو خوب صاف کرنے کی کوشش کرے۔

مواجہہ شریف پر حاضری

جب مواجہہ شریف پر حاضر ہوتو بہت ادب واحترام سے حاضر ہو، نگاہیں نیچی ہوں، دل محبت وعظمت سے لبریز ہو، اور یہ خیال کرے کہ حضور اقدس ﷺ کا چہرۂ انور میرے سامنے ہے، حضور ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے، حضور اقدس ﷺ روضۂ مطہرہ میں حیات ہیں، اور میرا سلام سن رہے ہیں۔

علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ ''مدخل'' میں لکھتے ہیں کہ: جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور آداب اور عجز وانکسار ہونا چاہئے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی ذات ایسی شفیع ہے کہ جن کی شفاعت مقبول ہے، جس شخص نے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی، اور جن تمناؤں اور مراد کو لے کر حاضر ہوا، وہ نامراد نہیں ہوا، اس لئے جس قدر زیادہ سے زیادہ ادب ہو سکے، دریغ نہ کرے، اور یہ سمجھے گویا میں آپ ﷺ کی زندگی میں آپ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوں، اذ لافرق بین موته وحياته صلى الله عليه وسلم۔

(فضائل حج ص ۱۱۲۔ فتاوی محمودیہ ص ۳۰۷ ج ۷)

بارگاہ رسالت ﷺ میں صلوۃ وسلام

ان تمام باتوں کے استحضار کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں صلوۃ وسلام پیش کرے۔

سلف میں مختصر سلام پیش کرنے کا معمول رہا ہے، یعنی صرف:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ''

یا ہر حاضری پر: ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ''

عرض کردیا جائے۔ یا اس طرح عرض کریں:

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَۃِ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَعَلٰی اَزْوَاجِکَ وَذُرِّیَّاتِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ''۔

''زبدۃ المناسک'' مؤلفہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ میں یہ سلام بھی پیش کیا گیا ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَۃَ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ، وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ، وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ، وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ، فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً، جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ، اَللّٰھُمَّ اَعْطِ لِسَیِّدِنَا عَبْدِکَ

وَرَسُولِکَ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، وَاَنْزِلْهُ الْمُنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ اِنَّکَ سُبْحٰنَکَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ"۔

سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سلام

"اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اَبَا بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِیْهِ فِی الْغَارِ وَ رَفِیْقِهٖ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنِهٖ عَلَی الْاَسْرَارِ، جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّاوَعَنْ جَمِیْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْراً"۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام

"اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلاَمَ، اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَ مَیِّتًا، جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْراً"۔

پھر اس کے بعد دوبارہ حضور پرنور ﷺ کے سامنے کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور درود شریف پڑھے اور حضور ﷺ کے توسل سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور اپنے لئے، اپنے والدین، مشائخ، اساتذہ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے، اور اس رسالہ کے مرتب وناشر ومعاونین کے لئے دعا فرماویں تو بڑا احسان ہوگا۔ اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ وا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِیْماً﴾ فَجِئْنٰکَ ظَالِمِیْنَ لِاَنْفُسِنَا، مُسْتَغْفِرِیْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا، فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا

اَنْ یُّمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِکَ وَاَنْ یُّحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِکَ‘‘۔

دوسروں کی طرف سے حضور ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرنا

اگر کسی دوسرے کا سلام عرض کرنا ہو تو اس طرح سلام عرض کرے:

’’اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِن (یہاں نام لے لے مثلاً) عَبْدِ الرحمن بن عبد الرحیم یَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ‘‘۔

اگر عربی میں نہ کہہ سکے تو اردو میں اس طرح پیش کرے:

’’یارسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم (یہاں سر نیم بیان کردے) نے آپ کی بارگاہِ عالی میں سلام عرض کیا ہے ان کا سلام قبول فرمالیجئے، وہ آپ کی شفاعت کے امید وار ہیں‘‘۔

جن جن کا نام یاد آجائے‘ اور ان کا نام لے کر سلام پیش کرنے کا موقع ہو تو ہر ایک کا نام لے کر سلام پیش کرے، اور اگر نام یاد نہ آئے یا سب کا الگ الگ نام بیان کر کے سلام پیش کرنے کا موقع نہ ہو تو اس طرح عرض کردے:

’’یارسول اللہ ﷺ آپ پر ایمان رکھنے والے اور آپ سے محبت کرنے والے میرے بہت سے رشتہ داروں اور دوستوں نے آپ کی بارگاہ عالی اور خدمت مبارک میں سلام عرض کیا ہے، یارسول اللہ ﷺ آپ ان سب کا سلام قبول فرمالیجئے، وہ سب آپ کی شفاعت کے طالب اور امیدوار ہیں‘‘۔

زائرین سے عرض ہے کہ ہم گنہگاروں کا بھی حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام پیش فرمادیں‘ اور شفاعت کی درخواست کردیں۔

جزا کم اللہ خیر الجزاء فی الدارین خیرا

حج اور عمرہ کی کثرت

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت عائشہ، حضرت حسین، اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور بزرگوں کے حج کی تعداد، کثرت حج وعمرہ کی فضیلت، وسعت کے باوجود پانچ سال تک بیت اللہ کی عدم حاضری محرومی کی علامت ہے، حج کا تعلق لبیک سے ہے، کثرت حج وعمرہ پر بیجا تنقید، نفل حج اور عمرہ افضل ہے یا صدقہ؟ مال حرام سے حج و عمرہ، غیر مقبول حج، وغیرہ امور پر مشتمل مفید رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہزار مرتبہ بیت اللہ کی حاضری ہوئی

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ان آدم علیه السلام أتی البیت الف أتیة ، لم یرکب قطّ فیهنّ من الهند علی رجلیه۔

(الترغیب والترهیب ص۱۰۷ ج۲، الترغیب فی الحج والعمرة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۹۔
صحیح ابن خزیمہ ص ج، فی الحج والعمرة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے ہندوستان سے ایک ہزار مرتبہ پیدل سفر کرکے بیت اللہ شریف کی حاضری کا شرف پایا۔

تشریح:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے ہندوستان سے جب سفر فرمایا تو راستوں میں جن مقامات میں قیام فرمایا، یا کھانے پینے کا اتفاق ہوا، ان تمام مقامات میں اللہ تعالی نے انسانوں کی آبادیاں بسادی ہیں۔

(الترغیب والترهیب ص۱۰۹ ج۲، الترغیب فی الحج والعمرة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۲۷)

(۲)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے چالیس حج ہندوستان سے پیدل کئے۔ (القری ص۴۵)

(۳)...... ایک روایت میں ہے کہ: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے ستر حج پیدل کئے۔ (القری ص۴۵۔ ہدایۃ السالک ص۳۲۔ شمائل کبری ص۵۵ ج۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج کرتی تھیں

(۴)......عن عائشة ام المؤمنین رضی الله عنها قالت : قلت : یا رسول الله ! الا

نغزو أو نجاهد معكم فقال : لٰكنّ احسن الجهاد واجمله الحج ' حج مبرور، فقالت عائشة : فلا ادعُ الحج بعد اذ سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(بخاری، باب حج النساء ، كتاب جزاء الصيد ، رقم الحديث:۱۸۶۱)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم (عورتیں) آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہوں؟ یا کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے سب سے اچھا اور بہترین جہاد حج مبرور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا اس وقت سے میں کسی سال حج نہیں چھوڑتی ہوں۔

تشریح:......حج مبرور: اس حج کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ بعض کے نزدیک ایسا حج مراد ہے جس کو اللہ تعالی نے شرف قبولیت عطا فرمایا ہو۔ بعض کا کہنا ہے کہ: حج مبرور ایسا حج ہے جس کے کرنے میں کوئی ریاء' شہرت کا جذبہ' شہوانی فعل' بدکاری یا لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ: حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ: اس سے آدمی عملی طور پر پہلے سے بہتر ہو کر لوٹے اور گناہ سے اجتناب کرے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس سے مراد ایسا حج ہے کہ اس کے بعد انسان دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور آخرت کا طلب گار بن جائے۔

(ایقری ص ۲۴۔ عمدۃ المناسک ص ۳۹)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے

(۵)......عن مصعب بن عبد الله ، قال : حج الحسين خمسا و عشرين حجة ماشيا۔

ترجمہ:......حضرت مصعب بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے۔

(مجمع الزوائد ص۲۳۶ ج۹، باب مناقب الحسين بن على رضى الله عنهما ، كتاب المناقب ، رقم الحديث:۱۵۱۸۷)

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حج

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول ہوئے، پہلے سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا اور خود تشریف نہ لے جا سکے، دوسرے سال خود امیر الحج بن کر تشریف لے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہوئے، اور خلافت کے پہلے سال حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا، اور اس کے بعد سے دس سال تک مسلسل خود امیر الحج بن کر تشریف لے گئے، اور اپنی حیات کے آخری سال میں ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ حج کرایا۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ ہوئے، تو پہلے سال یعنی: ۲۴ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا، اور: ۲۵ھ سے: ۳۴ھ تک ہر سال خود حج کے لئے تشریف لے جاتے رہے، اس کے بعد محصور کر دیئے گئے، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا۔

حضرت سید المشارق والمغارب علی کرم اللہ وجہہ خلافت سے پہلے تو بکثرت حج کرتے رہے، لیکن خلافت کے زمانہ میں جنگ جمل و صفین وغیرہ کی وجہ سے خود تشریف لے جانے کی نوبت نہ آسکی۔ (مسامرات۔ فضائل حج ص۱۷۱، خاتمہ: خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا حج)

بزرگوں کے پیدل حج اور حج کی قابل رشک تعداد

حضرت علی بن شعیب رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا کہ: انہوں نے نیسا پور سے پاؤں چل کر ساٹھ (۶۰) سے زیادہ حج کئے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن حکیم رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا کہ: انہوں نے مکہ مکرمہ سے چل کر پچاس (۵۰) سے زیادہ حج پیدل کئے ہیں۔

حضرت ابو العباس رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے اسی (۸۰) حج پیدل کئے ہیں۔ حضرت ابو عبداللہ مغربی رحمہ اللہ نے ستانوے (۹۷) حج پیدل کئے ہیں۔

(اتحاف۔فضائل حج ص۳۶، تیسری فصل، حدیث نمبر:۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پچاس (۵۰) یا پچپن (۵۵) حج کئے۔

(معارف السنن ص۱۶۱ ج۱، باب فی التسمیة عند الوضوء ، مسئلة الاقتداء خلف امام مخالف للمقتدی)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس حج ادا کئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۷۶ ج۸، فی المتعة ، من کان یریاها و یرخص فیها ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۳۸۹۲)

حضرت اسود رحمہ اللہ نے حج اور عمرہ کے اسی سفر کئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ نے حج اور عمرہ کے ساٹھ سفر کئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۰ ج۸، من کان یری الافراد ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۴۵۲۰)

وسعت کے باوجود پانچ سال تک بیت اللہ نہ جائے وہ محروم ہے

(۶)......عن ابی سعید الخدری : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : انّ الله

یقول : ان عبدا اصحَحُت لہ جسمہ ، و وسّعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوامٍ لا یغدو الیَّ لمحروم۔

(صحیح ابن حبان ص۲۰۴ ج۴، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۳۷۰۵۔مسندابی یعلی الموصلی ص۴۴۴ ج۱ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۰۲۷)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: بیشک میں نے اپنے جس بندہ کے بدن میں صحت عطا کی ،اور معیشت میں وسعت دی، پھر پانچ سال گذر جائے اور میرے گھر نہ آئے تو وہ (میری رحمت سے)محروم ہے۔

تشریح:......ایک روایت میں چارسال کاذکرہے:

(۷)......عن ابی سعید الخدری : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : انّ اللہ یقول : ان عبدا أصحَحُت لہ بدنہ ، و اوسعت علیہ فی الرزق ، لم یغد الی فی کل اربعۃ اعوام لمحروم۔

(مجمع الزوائد ص۳۵۶ ج۳، باب الحث علی الحج ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۲۵۹)

مسلسل حج اورعمرہ کی فضیلت

(۸)......عن عبد اللہ [بن مسعود] قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تابعوا بین الحج والعمرۃ ، فانھما ینفیان الفقر والذنوب ، کما ینفی الکیر خَبث الحدید والذّھب والفِضّۃ و لیس للحجّۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ۔

(ترمذی، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرۃ ، ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۱۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہو،اس لئے کہ حج وعمرہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر کے صاف کردیتی ہے،اور حج مبرور کا ثواب (اور بدلہ) جنت ہے۔

(۹)......عن جابر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اديموا الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر والذنوب ، كما ينفى الكير خبث الحديد۔

(مجمع الزوائد ص۴۵۵ ج۳، باب المتابعة بين الحج والعمرة ، كتاب الحج ، رقم الحديث: ۵٦۵۸)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: حج اور عمرہ ہمیشہ کرتے رہو، یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کردیتی ہیں۔

(۱۰)......حجج تترى و عمر نسقا ينفيان الفقر والذنوب كما ينفى الكير خبث الحديد۔ (كنز العمال ، الحج والعمرة ، رقم الحديث:۱۱۸۴۲)

ترجمہ:......لگاتار حج پر حج کرنا اور عمروں کی ترتیب رکھنا دونوں چیزیں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتی ہیں جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کردیتی ہے۔

(۱۱)......كثرة الحج والعمرة تمنع العيلة۔

(كنز العمال ، الحج والعمرة ، فضائل الحج و وجوبه و آدابه ، رقم الحديث:۱۱۷۹۹)

ترجمہ:......حج وعمرہ کی کثرت فقر وفاقہ روکتی ہے۔

(۱۲)......عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حجج تترى و عمر نسقا تدفع ميتة السوء و عيلة الفقر۔

ترجمہ:......مسلسل حج اور وہ عمرے جو حج کے ساتھ ہوں، بری موت اور فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں۔(مصنف عبدالرزاق ص۱۰ ج۵، باب فضل الحج ، رقم الحدیث:۸۸۱۵)

ہر مہینہ میں عمرہ کرنا چاہئے، یا ہر سال عمرہ کر سکتے ہیں

(۱۳)......قال علی رضی الله عنه : فی کل شهر عمرة ، وقال سعید بن جبیر رحمه الله : فی کل سنة عمرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷ ج۸، فی العمرة من قال : فی کل شهر، ومن قال متی شئت ؟ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۸۷۲)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہر مہینہ میں عمرہ (کرنا چاہئے، یا ہر مہینہ عمرہ کر سکتے ہیں)۔اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہر سال میں عمرہ (کرنا چاہئے، یا ہر سال عمرہ کر سکتے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال عمرہ کرتے تھے

(۱۴)......عن نافع ، عن ابن عمر : انه کان یعتمر کل سنة الا عام القتال ، فانه اعتمر فی شوال وفی رجب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فی العمرة من قال : فی کل شهر ، ومن قال متی شئت ؟ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۸۷۵)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال عمرہ کرتے تھے،مگر قتال والے سال عمرہ نہ کر سکے،اس لئے کہ آپ شوال اور رجب میں عمرہ ادا کرتے تھے۔

ہر مہینے میں دومرتبہ عمرہ ناپسند ہے

(۱۵)......عن القاسم : انه كره ان يعتمر فى كل شهر مرتين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۷۷)

ترجمہ:......حضرت قاسم رحمہ اللہ ہر مہینے میں دومرتبہ عمرہ کو پسند نہیں فرماتے تھے ۔

تشریح:......ہوسکتا ہے کہ ہر مہینہ میں دو دومرتبہ حرمین شریفین کی حاضری ہو اور دل میں وہ شوق نہ رہے جو حرمین شریفین کا ہونا چاہئے ،اس لئے ناپسند فرماتے ہوں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سال میں ایک مرتبہ عمرہ کرتے تھے

(۱۶)......عن ابراهيم قال : ما كانوا يعتمرون فى السنة الا مرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۷۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت) سال میں ایک ہی مرتبہ عمرہ کرتی تھی۔

مہینہ میں دومرتبہ عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں

(۱۷)......عن حجاج قال : سألت عطاء عن العمرة فى الشهر مرتين ؟ قال : لا بأس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۷۹)

ترجمہ:......حضرت حجاج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مہینہ میں دو مرتبہ عمرہ کرنے کے بارے میں سوال کیا،تو فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

سال میں ایک مرتبہ عمرہ ٹھیک ہے

(۱۸)......كان الحسن لا يرى العمرة الا فى كل سنة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۸۰)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ (سال میں کئی مرتبہ) عمرہ کو پسند نہیں کرتے تھے، ہاں سال میں ایک مرتبہ ٹھیک ہے۔

(۱۹)......عن محمد قال : كان لا يرى العمرة الا فى السنة مرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۷۶)

ترجمہ:......حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ (سال میں کئی مرتبہ) عمرہ کو پسند نہیں کرتے تھے، ہاں سال میں ایک مرتبہ ٹھیک ہے۔

جب چاہو عمرہ کرو

(۲۰)......عن طاوس : انه سئل عن العمرة ؟ فقال :اذا مضت ايام التشريق فاعتمر متى شئت الى قابل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۷ ج۸، فى العمرة من قال : فى كل شهر ، ومن قال متى شئت ؟ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۸۷۱)

ترجمہ:......حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے عمرہ کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ عمرہ کب

کر سکتے ہیں؟) تو فرمایا: جب ایام تشریق گذر جائیں تو آئندہ ایام تشریق کے آنے تک جب چاہو عمرہ کرو۔

یہ حدیث بھی کثرت عمرہ پر دلیل ہے

(۲۱)......عن ابی هريرة رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما ، الخ۔

(بخاری، باب وجوب العمرة و فضلها ، كتاب العمرة ، رقم الحديث:۱۷۷۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے۔

تشریح:...... یہ حدیث بہت وضاحت سے دلالت کررہی ہے کہ عمرہ بار بار کرنا چاہئے۔

عمرہ اور حج کا تعلق لبیک سے ہے

عمرہ اور حج کی کثرت پر اعتراض کرنا اس لئے بھی غلط ہے کہ حج اور عمرہ کا تعلق مال و دولت سے نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی اذان کے جواب میں لبیک کہنے سے ہے، جن روحوں نے جتنی مرتبہ لبیک کہی تھی اتنی مرتبہ انہیں حرمین کی حاضری نصیب ہوگی اور وہ حج بیت اللہ یا عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوں گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ: جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک حج کرتا ہے، جس نے اس وقت دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے، اور اسی طرح جس نے اس سے زیادہ جتنی مرتبہ لبیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں۔ (اور عالم ارواح میں سب سے پہلے لبیک اہل یمن نے کہی۔ مرغوب)۔

(فضائل حج ص ۸، پہلی فصل: حج کی ترغیب میں)

(۲۲)......عن ابن عباس قال : لما امر الله ابراهيم ان ينادیَ فی الناس بالحج صعد ابا قبيس ، فوضع اصبعيه فی اُذنيه ثم نادی : يايها النّاس ! ان الله كتب عليكم الحج فاجيبوا ربكم ، فاجابوه بالتلبية فی اصلاب الرجال وارحام النساء ، واوّل من اجابه اهل اليمن ، فليس حاجّ يحجّ من يومئذ الی ان تقوم الساعة الا من كان اجاب ابراهيم يومئذ۔

(۲۳)......اخرج الديلمی بسند واه عن علی رفعه : لما نادی ابراهيم بالحج لبّی الخلق ، فمن لبّی تلبية واحدة حج حجة واحدة ، ومن لبّی مرّتين حج حجتين ، ومن زاد فبحساب ذلك۔(الدر المنثور فی التفسير بالماثور ص۴۶۵ ج۱۰،سورۂ حج،آیت نمبر۲۷)

تشریح:......اہل یمن نے لبیک میں پہل کی ،اس لئے کی کہ ان میں دینی سبقت فطری طور پر موجود ہے،انصار مدینہ اوس وخزرج کے آباء واجداد یمنی تھے۔آپ ﷺ کے تیرہ سالہ مکی دور میں بہت کم لوگ مسلمان ہوئے ، بڑے بڑے سرداروں نے مخالفت کی ،مگر ہجرت کے بعد سب سے پہلے یمنی النسل اوس وخزرج کے سرداروں نے ایمان قبول کیا حتی کہ مکہ کے تیرہ سال میں اتنے مسلمان نہیں ہوئے جتنے مدنی دور میں تیرہ دن میں مسلمان ہوئے، اور وہ اہل مدینہ نسلا یمنی تھے۔اس لئے لبیک کہنے میں بھی ان سے کوئی سبقت نہ کر سکا۔

(انوار مناسک ص۹۶)

بیت اللہ کی حاضری سے روکنے کا کسی کو حق نہیں

(۲۴)......عن جبير بن مطعم يبلغ به النبی صلی الله عليه وسلم قال : لا تمنعوا احدا يطوف بهذا البيت ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کسی کو بیت اللہ کے طواف سے نہ روکو۔

(ابوداؤد، باب الطواف بعد العصر ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۸۹۴۔نسائی، اباحة الصلوة فی الساعات کلھا بمکة ، کتاب المواقیت ، رقم الحدیث:۵۸۶۔ترمذی، باب ما جاء فی الصلوة بعد العصر و بعد الصبح فی الطواف لمن یطوف ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۸۶۸۔ ابن ماجہ، باب ما جاء فی الرخصة فی الصلوة بمکة فی کل وقت ، کتاب اقامة الصلوة والسنة فیھا ، رقم الحدیث:۱۲۵۴)

تشریح:.......علامہ سندھی رحمہ اللہ نے حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے کہ: آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ جو شخص مسجد حرام میں نماز یا طواف کے ارادہ سے داخل ہونا چاہے دن میں یا رات میں، کسی بھی وقت تو تم کو اس کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔.....نیز حرم شریف کے جو دربان تھے وہ اپنی حکومت چلاتے تھے، ہر شخص کو ہر وقت دخول کی اجازت نہیں دیتے تھے، اسی وجہ سے ان کو تنبیہ کی گئی۔(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص ۲۳۹ ج ۳)

اس حدیث میں اوقات ممنوعہ میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، بلکہ یہ شریعت کے گفتگو کرنے کا ایک انداز ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:...... جب کوئی مسئلہ دو فریقوں سے متعلق ہوتا ہے تو شریعت ہر فریق سے اس طرح خطاب کرتی ہے کہ گویا ساری ذمہ داری اسی کی ہے۔ دوسرا فریق بالکل آزاد ہے۔

مثال سے وضاحت :......مثلاً عورتوں کا نکاح عورت اور ولی کی اجازت سے ہوتا ہے، چنانچہ جب شریعت نے عورتوں سے خطاب کیا تو کہا: ''لا نکاح الا بولی ''یعنی تمہیں اپنا نکاح کرنے کا کوئی اختیار نہیں، نکاح ولی کرے گا۔اور جب اولیاء سے خطاب کیا تو کہا:

''الایّم احق بنفسھا من ولیّھا ''یعنی غیر شادی شدہ عورت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اپنے ولی سے ،یعنی وہ جہاں نکاح کرنا چاہے ولی کو منع کرنے کا حق نہیں۔غرض جب عورتوں سے خطاب کیا تو سارا حق ولیوں کو سونپ دیا۔اور جب اولیاء سے خطاب کیا تو عورتوں کو پورا اختیار دے دیا۔اورحق بات درمیان میں ہے کہ عورت کی اجازت ضروری ہے اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح زیبا نہیں۔اسی طرح یہاں بھی جب مسجد حرام کے متولیوں سے خطاب کیا تو نمازیوں کو بالکل آزادی دے دی اور متولیوں سے کہا کہ: تمہیں طواف ونماز سے روکنے کا کوئی حق نہیں۔دن رات کی جس گھڑی میں وہ نماز پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔اور جب نمازیوں سے خطاب کیا تو ان کو پانچ اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کردیا۔اس طرح کے معاملات میں اعتدال پیدا کردیا،غرض حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث متولی کعبہ کی ذمہ داری سے متعلق ہے۔وہاں نماز کب جائز ہے کب جائز نہیں یہ بات دوسری حدیثوں میں بیان کی گئی ہے۔

(تحفۃ الالمعی ص۴۹۲ج۱، باب ما جاء فی الصلوۃ بعد العصر ، تحت رقم الحدیث:۱۸۱)

(۲۵)......عن ابن عباس : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یا معشر قریش ! اتقوا اللہ ولا تمنعوا من الحاج شیئا مما ینتفع بہ ، فان فعلتم فانا خصمکم یوم القیامۃ۔(کنز العمال ، الحج و العمرۃ ، لواحق الحج ، رقم الحدیث:۱۲۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کی جماعت ! اللہ سے ڈرو،اور جس چیز سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے حاجیوں کو اس چیز سے (فائدہ) اٹھانے سے منع نہ کرو، پس اگر تم نے ایسا کیا (یعنی منع کیا) تو میں قیامت کے دن (ان کے حق میں) تم سے جھگڑا کروں گا۔

کثرت عمرہ اور نفل حج پر بیجا تنقید

عمرہ اور حج کی کثرت مطلوب ہے اور احادیث میں اس کی ترغیب دی گئی، اور حضرات خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابر امت رحمہم اللہ سے بکثرت نفل حج اور عمرہ کرنا ثابت ہے۔ اس لئے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ بار بار عمرہ یا حج کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مطلوب اور باعث اجر ہے۔

ہندو پاک کے بعض اہل علم نے برطانیہ کے سفر میں بڑی شدت سے اہل برطانیہ پر نکیر کی، اور بعض نے اہل علم پر تنقید کی کہ: ہندو پاک میں لوگ غریب ہیں، دوا کے محتاج ہیں، غریب بچیاں شادی کے بغیر بیٹھی ہیں اور برطانیہ کے لوگ اور علماء نفل عمرہ اور حج کرتے رہتے ہیں۔ میں بہت ادب سے ان سے پوچھتا ہوں کہ: برطانیہ میں ایسے حالات نہیں، اس لئے اہل برطانیہ اپنی زکوۃ اور صدقات کی ادائیگی اور نفل صدقات اور اللہ کی اچھی خاصی رقم اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے اگر عمرہ اور حج کریں تو ان پر کیا اشکال ہے؟

اگر ہندو پاک میں غربت ہیں تو آپ حضرات لاکھوں کا خرچ کر کے برطانیہ اور دوسرے ممالک کے اسفار کیوں کرتے ہوں؟ آپ کو وہاں کی غربت کا اندازہ ہے، اور وہاں کے حالات کا علم ہے تو پھر آپ کو ان اسفار کے بجائے اس قدر رقوم جو آپ اسفار میں خرچ کرتے ہیں وہ ان غرباء پر کیوں نہیں صرف فرماتے؟

پھر ہندو پاک میں اہل مال عمرہ اور حج نہیں کرتے؟ ان کو کیوں ترغیب نہیں دیتے کہ آپ حضرات اپنے اموال کو بجائے نفل عمرہ اور حج کے ان غرباء پر خرچ کریں، آپ کو زیادہ اجر ملے گا۔

پھر عمرہ اور حج کے سفر پر تنقید کیوں؟ کیا شادی بیاہ میں اہل ہندو پاک اسراف نہیں

کرتے ؟ دین کے نام پر سیمیناروں، جلسوں، تعزیتی پروگراموں، گاؤں گاؤں خطباء کے (اکابر اور اہل اللہ کے نہیں) وعظ کی مجلسوں، مدارس اور مساجد کی تعمیرات میں کس قدر پیسے خرچ کئے جارہے ہیں، ان پر تنقید کرنی چاہئے نہ کہ حج اور عمرہ کے بابرکت اسفار پر ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت مگر یہ ادا نہ دے

هذا لعمری فی الفعال بديع

میری عمر کی قسم یہ حرکت عجیب ہے

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی فقراء پر صدقہ سے حج اور عمرہ افضل ہے۔ اشعار میں دل چسپ سوال وجواب

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فقراء پر صدقہ سے حج اور عمرہ کو افضل فرمایا ہے۔ سوال و جواب اشعار میں بڑے دل چسپ ہیں، اہل علم کے لئے انہیں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ؎

وسئل : رحمه الله :

ماذا يقول اهل العلم فی رجل ... آتاه ذو العرش مالا حج و اعتمرا

فهزه الشوق نحو المصطفى طربا ... اترون الحج افضل أم ايثاره الفقرا

أم حجه عن ابيه ذاک افضل أم ... ماذا الذی يا سادتی ظهرا

فافتوا محبا لكم فديتكمو ... وذكركم دأبه ان غاب أو حضرا

فاجاب : رحمه الله :

نقول فيه : بان الحج افضل من ... فعل التصدق والاعطاء للفقرا

والحج عن والدیہ فیہ برهما والام اسبق فی البر الذی ذکرا

لکن اذا الفرض خص الاب کان اذاً هو المقدم فیما یمنع الضررا

کما اذا کان محتاجا الی صلة وامہ قد کفاها من یری البشرا

هذا جوابک یا هذا موازنہ ولیس مفتیک معدودا من الشعرا

(مجموعۃ الفتاوی ص۱۰ا ج ۲۶، کتاب الحج)

نفل حج کرنے والوں کی وجہ سے فرض والے کی درخواستیں رہ جاتی ہیں اور نفل حج سے غریب لڑکیوں کی شادی کرنا بہتر ہے یا نہیں؟

سوال:...... ہر سال نوافل اور حج بدل کرنے والے حج کو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے فرض حج والوں کی درخواستیں کوٹہ کم ہونے کی وجہ سے نامنظور ہو جاتی ہیں، اس حالت میں جو حج فرض کو درخواست نامنظوری کی وجہ سے نہیں جا رہا ہے، یا اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان نوافل حج کرنے والوں پر اس فرض حج نہ کرنے والے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ اگر یہ نوافل والے درخواست نہ دیتے تو ان کی درخواست منظور ہو جاتی۔ اور پھر یہ نفل حج کرنے والے ہر سال فارم میں جو حلف نامہ ہوتا ہے اس میں لکھ دیتے ہیں کہ: ہم نے حج نہیں کیا، سراسر جھوٹ یہ کیسا ہے؟

نوافل حج، نوافل حج بدل سے بیواؤں، مسکینوں، محتاجوں کی لڑکیاں جو آج ایسی ہی بے نکاحی بیٹھی ہیں اور ان کو جہیز نہ ہونے کی وجہ سے دیکھ تک نہیں رہا، تو اس حالت میں نفلی حج بہتر ہے یا ایسی لڑکیوں کی شادی کرانا زیادہ افضل ہے؟

جواب:...... یہ کہنا کہ حج نفل کرنے والوں کی وجہ سے حج فرض کرنے والوں کی درخواستیں منظور نہیں ہوتیں، اس کی وجہ سے فریقین پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حج نفل کو جانے والوں

کے لئے شرعا جانا جائز ہے، اور جو لوگ حج فرض کی درخواست منظور نہ ہونے کی وجہ سے حج کو نہ جاسکیں، شریعت کی طرف سے ان پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان پر تاخیر کا گناہ ہوگا۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حج نفل کرنے والے حج نفل نہ کریں اور بیواؤں و مسکینوں کی شادیوں میں خرچ کریں، یہ صرف سائل کے دماغ کی بات ہے، شرعا ان پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ دنیا کا معائنہ کر کے دیکھیں کہ کتنے لوگ صاحب حیثیت ہیں، مگر حج کو بھی نہیں جارہے ہیں، اور نہ ہی بیواؤں کی شادی بیاہ میں اتنا خرچ کر رہے ہیں جتنے میں حج کو جاسکتے ہیں۔ یہ اشکال حج کرنے والوں پر کیوں ہو رہا ہے؟ آخر حج نہ کرنے والوں پر کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ جو نفلی عبادات ہو رہی ہیں ان پر پابندی کے علاوہ کوئی حاصل نہیں، جبکہ شرعا ان کے اوپر کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ شرعا یہ پابندی ہے کہ وہ اپنے مال کا چالیسواں حصہ بطور زکوۃ غرباء اور مسکینوں میں تقسیم کریں، اس کے بعد شریعت کی طرف سے اس کے مال پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ص ۱۴۱ ج ۱۲، سوال نمبر: ۴۸۸)

معاشی ہدف کے حصول کے لئے اسلام کی گردن پر پاؤں نہ رکھا جائے

''فتاوی بینات'' میں ایک تفصیلی فتوی ہے، جو ایک صحافی صاحب کی اس تجویز پر کہ: ہر پاکستانی مقروض ہے، اور ایک مقروض شہری کے لئے حج سے پہلے قرض کی ادائیگی مقدم نہیں؟ کے جواب میں لکھا گیا ہے، وہ قابل مطالعہ ہے، یہاں اس کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، مجیب مدظلہ لکھتے ہیں:

ہماری التجا ہے کہ کسی معاشی ہدف کے حصول کے لئے اسلام کی گردن پر پاؤں نہ رکھا جائے، یہ وجود پہلے ہی تھکا ماندہ اور زخموں سے چور چور ہے، اب اگر حج و عمرہ کے بجائے

قومی قرضوں کی ادائیگی کو لازم کہا جائے اور یہ دروازہ ایک مرتبہ کھول دیا جائے تو ایثار کرتے کرتے اسلام کا پورا وجود ہی ختم اور مٹ جائے گا،اس آٹے کے بت کی طرح جس کو پجاری نے پوجا پاٹ کے لئے اپنے ساتھ لیا اور بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر حسب ضرورت کھاتا رہا یہاں تک کہ پورا بت ہضم کر گیا۔

بدقسمتی سے قیام پاکستان کے وقت ہی سے اسلامی احکامات اور تعلیمات پر فضول اعتراضات اور بے جا نقد و تبصرے شروع ہوئے،قربانی کو مال کا ضیاع کہا گیا،نماز کو پیدا واری مقاصد اور معاشی سرگرمیوں میں رکاوٹ سمجھا گیا،اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ کہا گیا، مسلمانوں کے عائلی قوانین: جس میں دخل اندازی کی انگریز تک کو بھی ہمت نہ ہوئی، مسلمان ملک میں مسلمان حکمران نے اس میں ترمیم و کانٹ چھانٹ کر کے اس کا حلیہ بگاڑا،اب حج وعمرہ کو موقوف کرنے کی تجاویز سامنے آرہی ہیں،یہ اسی طبقے کا کام ہوسکتا ہے جو بندگی کی روح سے ناآشنا عبادت کی حقیقت سے ناواقف اور اعمال کی طاقت سے بے خبر ہو،جن کی نگاہیں مادی اسباب و وسائل سے آگے نہیں جاتیں ،جو عبادات کو بھی کاروباری نقطہ نظر سے تولنے کے عادی ہوں،جو معاشی فائدے ہی کو عبادات کا مقصد قرار دیتے ہوں،جن کی نظروں سے یہ تعلیمات مخفی ہوں کہ حج فقیری نہیں غنا لاتا ہے،صدقے سے مال گھٹتا نہیں بڑھتا ہے،زکوۃ کے ذریعے مال آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے،تقوی اور پرہیزگاری سے برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، بخدا اعمال صرف آخرت نہیں سنوارتے ، دنیا کو بھی سدھارتے ہیں،لیکن معاشی فوائد کے حصول میں پھنسی عقل شاید یہ باور نہ کر سکے،یہ اعمال بیمار معیشت کے لئے صحت کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

(فتاوی بینات ص۱۲۵ج۳)

حج ثانی کے لئے پانچ سال کی قید

سوال:......حکومت ہند نے حج کے سلسلہ میں یہ قید لگا رکھی ہے کہ ایک مرتبہ آدمی حج کرنے کے بعد پانچ برس تک حج کو نہیں جا سکتا ہے، ایسی قید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایک حلف نامہ بھرنا پڑتا ہے کہ: میں حلفیہ کہتا ہوں کہ پانچ برس میں سے کسی سال بھی حج کو نہیں گیا ہوں۔کیا اس پابندی میں توریہ کی کوئی شکل ہوسکتی ہے؟ یہ شخص گذشتہ دو سال پہلے حج بدل میں جا چکا ہے، اب اپنا حج فرض ادا کرنا چاہتا ہے، مگر یہ حلف والی شرط درپیش ہے۔

جواب:......ایسی پابندی لگانے کا کوئی شرعاً حق نہیں۔جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹے حلف نامہ پر دستخط کرنا بھی گناہ ہے۔اگر کوئی توریہ میں یہ نیت کرے کہ گذشتہ پانچ سال میں اپنے حج فرض کو نہیں گیا تو یہ نیت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ اپنا حج فرض ادا نہیں کیا۔

حاشیہ میں ہے:

(۲۶)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من حلف علی یمین صبر وهو فیها فاجر ، یقتطع بها مال امرئ مسلم لقی الله یوم القیامة وهو علیه غضبان۔

(بخاری ص۹۸۷ ج۲، کتاب الایمان ، ط : قدیمی)

”(قوله : ویورّی) التوریة ان یظهر خلاف ما اضمر فی قلبه ، اتقانی ، قال فی العنایة : فجاز ان یراد بها ههنا اطمئنان القلب ، وان یراد الا تیان بلفظ یحتمل معنیین“۔(شامی ص۱۳۴ ج۶، مطلب: بیع المکره فاسد ، و زائده مضمونة بالتعدی)

”و التوریة ان یظهر خلاف ما یضمر، فجاز ان یکون المراد بها ههنا اطمئنان القلب ، و جاز ان یکون الا تیان بلفظ یحتمل معنیین“۔

(فتح القدیر ص۲۴۱ ج۹، کتاب الاکراه۔فتاوی محمودیہ ص۳۲۲ ج۱۰، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: صدقہ حج سے افضل ہے، مگر جب آپ خود حج کے لئے تشریف لے گئے اور حج کی مشقت کو دیکھا تو فرمایا کہ نہیں حج صدقہ سے افضل ہے۔

’’ان ابا حنیفة رحمه الله كان يقول : الصدقة افضل من حج التطوع ، فلمّا حج و عرف مشاقه فقال : الحج افضل ‘‘۔(ارشادالساری ص۳۱۶، باب المتفرقات)

کیا عمرہ اور نفل حج سے صدقہ افضل ہے؟

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ لوگوں میں فقر اور محتاجی زیادہ ہو اور مسلمان حالت اضطرار میں ہو تو نفل حج اور نفل عمرہ سے صدقہ افضل ہے، مگر اس صورت میں بھی عمرہ اور نفل حج کو ناجائز نہیں کہہ سکتے۔علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’ورجح فى البزازية : افضلية الحج حيث قال : الصدقة افضل من الحج تطوعا ...... واذا كان الفقير مضطرا او من اهل الصالح او من آل بيت النبى صلى الله عليه وسلم فقد يكون اكرامه افضل من حجات و عمر و بناء ربط ‘‘۔

(شامی ص۵۴۶ ج۴، مطلب: فى تفضيل الحج على الصدقة ، كتاب الحج ، ط : دار الباز، مكة)

’’و قلت : قد يقال ان صدقة التطوع فى زماننا افضل لما يلزم الحاج غالبا من ارتكاب المحظورات ومشاهدته لفواحش المنكرات و شح عامة الناس بالصدقات و تركهم الفقراء والايتام فى حسرات ولا سيما فى ايام الغلاء و ضيق الاوقات و بتعدى النفع تتضاعف الحسنات ‘‘۔

(منحة الخالق على البحر الرائق ص۵۴۴ ج۲، كتاب الحج)

بوقت ضرورت نفل حج سے صدقہ وخیرات افضل ہے

(۱)...... عن حسين بن على قال : لان اقوت اهل بيت بالمدينة صاعا كل يوم ، أو

صاعين كل شهر احب الى من حجة فى اثر حجة۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۳ ج ۸، فی الصدقة والعتق والحج ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: (۱۳۳۵۱)

ترجمہ:......حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں مدینہ منورہ میں اہل بیت پر روزانہ ایک صاع یا ہر مہینہ میں دو صاع خرچ کروں، یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حج پر حج کرتا رہوں۔

(۲)...... عن ابراهيم قال : كانوا يرون انه اذا حج مرارا ان الصدقة افضل۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۲ ج ۸، فی الصدقة والعتق والحج ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: (۱۳۳۴۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بار بار حج کرنے سے صدقہ کرنے کو افضل سمجھتے تھے۔

(۳)......حكم بن عطية قال : سألت الحجّاج عن رجل قضى مناسك الحجّ ، أيحجّ أو يعتق ؟ قال : لا ، بل يعتق۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۲ ج ۸، فی الصدقة والعتق والحج ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: (۱۳۳۴۸)

ترجمہ:......حضرت حکم بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت حجاج رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: ایک شخص مناسک حج ادا کر چکا ہے تو اب وہ دوبارہ حج کرے یا غلام آزاد کرے؟ آپ نے فرمایا: (دوبارہ حج) نہ کرے، بلکہ غلام آزاد کرے۔

(۴)...... عن الشعبى قال : جاء ه بعض جيرانه ، فقال : انى قد تهيَّأتُ للخروج

ولی جیران محتاجون مُتَعَفِّفُون ، فما تری لی ؟ اجْعلُ کِرائی و جهازی فیهم ، أو أمضی لوجهی للحج ؟ فقال : والله ان الصدقة لعظیم اجرُها ، وما یعدل عندی موقِف من تلک المواقف شیئا من الاشیاء۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کے پاس کچھ پڑوسی آئے اور عرض کیا کہ: ہم حج کے لئے جانا چاہتے ہیں، لیکن ہمارے کچھ پاک دامن پڑوسی محتاج ہیں، آپ کی کیا رائے ہے؟ ہم اپنا سامان وغیرہ ان کو دے دیں یا حج کریں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم صدقہ کا اجر بہت زیادہ ہے، اور میرے نزدیک ان مواقع پر مال خرچ کرنے کے برابر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۳ ج ۸، فی الصدقة والعتق والحج ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۳۴۹)

نوٹ:......ان آثار سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت صدقہ وخیرات نفل حج اور عمرہ سے افضل ہے۔ لیکن کوئی نفل حج یا عمرہ کرے تو اسے ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ اور کیا کسی کو غیر افضل پر تنقید کا حق ہے؟

روایات مذکورہ اور حج وعمرہ کی کثرت والی روایات اور اکابر صحابہ وتابعین اور اکابر امت کے کثرت حج وعمرہ کے عمل سے تطبیق یہ سمجھ میں آتی ہے کہ، اضطراری حالت اور اچانک کے حادثات کی وجہ سے کسی وقت امت پر سخت حالات آجائیں، اور لوگ کھانے پینے تک کے محتاج ہوجائیں، تو ایسے وقت میں صدقہ اور خیرات کرنا چاہئے اور نفل حج وعمرہ نہ کرے، لیکن عام حالات میں نفل حج وعمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اکابر صحابہ وتابعین اور اکابر امت نے بار بار حج اور عمرے کئے، کیا اس وقت دنیا میں

کوئی غریب نہیں تھا؟ ظاہر ہے کہ ہر زمانہ میں، ہر بستی اور ہر علاقے میں غرباء رہے ہیں، پھر بھی ان حضرات نے کثرت حج وعمرہ کئے ہیں، یہ دلیل ہے کہ عمرہ وحج کی کثرت معیوب نہیں بلکہ محبوب اور مطلوب ہے۔

زائرین میں کچھ کو نہ نماز آتی ہے، نہ قرآن، نہ لبیک کا تلفظ

اس وقت بعض ایسے مالداروں کو عمرہ اور نفل حج کا بہت شوق ہے جنہیں نہ صحیح طریقہ سے نماز آتی ہے، نہ قرآن کریم، لبیک کا تلفظ بھی درست طریقہ پر ادا نہیں کر پاتے، ویسے حضرات کے لئے تو ضروری ہے کہ بجائے نفل عمرہ وحج کے کسی اچھے قاری کے پاس وقت نکال کر اپنی نماز اور قرآن کریم درست کرے، اور جو وقت عمرہ یا نفل حج پر خرچ ہو رہا ہے اسے ضروری کاموں میں خرچ کریں۔

حرمین شریفین کے سفر کو صرف اور صرف تفریح سمجھنے والا طبقہ

ایک طبقہ وہ ہے جو حرمین شریفین کے سفر کو صرف اور صرف تفریح سمجھنے لگا ہے، کہ چلو سال میں ایک ہولیڈے ہو جائے، یقیناً اس طرح کی نیت اور اس طرح کا سفر اجر تو کیا دلائے گا الٹا وبال جان ہے۔ ایسے حضرات کو یقیناً حرمین شریفین کی حاضری سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے۔

حرمین شریفین میں اولاد کا نکاح پڑھوانے کا شوق اسراف ہے

اب ایک طریقہ یہ بھی چل پڑا ہے کہ حرمین شریفین میں شادی کریں گے، اور طرفین کے خاندانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد عمرہ کے سفر پر روانہ ہوتی ہے، یہ سراسر اسراف اور فضول خرچی ہے۔ بلا وجہ لاکھوں کا خرچ، اور پھر شہرت کہ ہمارے بچہ کا نکاح تو حرمین میں

ہوا۔ یقیناً یہ سفر بھی قابل ترک ہے۔

حرام مال سے عمرہ، نفل حج اور تبلیغ کا سفر

حرام مال سے عمرہ تو اللہ تعالی کے غضب کا ذریعہ ہے، یہاں برطانیہ میں عبادت گذار سمجھا جانے والا ایک طبقہ حکومت سے جھوٹ بول کر وظیفہ حاصل کرتا ہے، پھر اس حرام مال سے عمرہ اور تبلیغ کا سفر کر رہا ہے۔ بہت ڈرنے کا مقام ہے، اللہ کے در پر حاضری اور حرام آمدنی۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو وارثوں کا مال ظلما کھا جاتے ہیں، اور اسی مال سے حج اور عمرہ کر رہے ہیں۔ بعض وارثوں کے مال سے صدقہ اور خیرات بھی کر رہے ہیں۔

مہتمم کا مدرسہ کے مال سے عمرہ اور حج

بعض ناعاقبت اندیش مدارس کے مہتمم، مدرسہ کے اموال کو جس طرح بے دردی سے اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کر رہے ہیں، کہ گویا انہیں مرنا ہی نہیں، یہ بد بخت اللہ تعالی کے دربار میں کیا جواب دیں گے۔

ایسے ہی ارباب اہتمام کا ایک گروہ ہر سال بلکہ سال میں دو دو مرتبہ عمرہ پر جا کر طلبہ اور یتیم وغرباء کا مال جس بے دردی سے اڑا رہا ہے، نہ جانے خوف خدا کا کوئی ذرہ بھی ان کے دلوں میں ہے یا نہیں؟ خدارا چند روزہ عیاشی کے لئے اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔ ایسے لوگوں کا عمرہ اور حرمین شریفین کی حاضری تو اللہ تعالی کی لعنت کا ذریعہ ہے۔

اذا کان الغراب دلیل قوم سیهدیهم طریق الهالکینا

جب کوّا کسی قوم کا رہنما بن جائے تو ہلاکت اس قوم کا مقدر ہے

حرام مال سے حج کرنے پر وعید کی احادیث

(۲۷)......عن عمر: من حج بمال حرام فقال : لبيك اللهم لبيك ، قال الله عز و جل : لا لبيك ولا سعديك وحجك مردود عليك۔

(كنز العمال ، الحج و العمرة ، المحظورات ، رقم الحديث:۱۱۹۰۰)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے حرام مال سے حج کیا اور (حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے یوں کہا: ”لبیک اللھم لبیک“ یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں، تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: نہ تمہارا لبیک قبول نہ سعدیک، اور تمہارا حج تم پر مردود ہے۔

(۲۸)......عن انس: من حج من مال حلال او من تجارة او من ميراث لم يخرج عن عرفة حتى تغفر ذنوبه ، واذا حج من مال حرام فلبى ، قال الرب : لا لبيك ولا سعديك ، ثم يلف و يضرب بها وجهه۔

(كنز العمال ، الحج و العمرة ، المحظورات ، رقم الحديث:۱۱۹۰۱)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال مال سے یا (جائز اور حلال) تجارت کے مال سے یا (اپنے حق کی) میراث کے مال سے حج کرتا ہے تو عرفہ سے نکلنے سے پہلے ہی اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی حرام مال سے حج کرتا ہے، اور تلبیہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: نہ تمہارا لبیک قبول ہے اور نہ تمہارا سعدیک۔ پھر اس کا حج لپیٹ کر اس کے چہرے پر مار دیا جاتا ہے۔

قرب قیامت میں چار قسم کے لوگوں کا حج غیر مقبول

(۲۹)......عن انس : يأتي على الناس زمان يحج أغنياء الناس للنزاهة ، واوساطهم

للتجارة ، و قراؤهم للرياء والسمعة ، وفقراؤهم للمسألة۔

(كنز العمال ، الحج و العمرة ، لواحق الحج ، رقم الحديث:۱۲۳۶۲/۱۲۳۶۳/۱۲۳۶۳)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ: مالدار تفریح کے لئے حج کریں گے، اور متوسط درجہ کے لوگ تجارت کی غرض سے حج کو جائیں گے، اور قراء ریاء اور دکھلاوے کی نیت سے حج کریں گے، اور فقراء بھیک مانگنے کی غرض سے حج کو جائیں گے۔

تکرار عمرہ میں ائمہ اور علماء سلف کا مسلک

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جاننا چاہئے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ: ایک ہی سال میں کئی مرتبہ عمرہ کا تکرار مستحب ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ: ایک سال میں ایک سے زیادہ عمرے کرنا مکروہ ہے۔

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ: ایک مہینے میں ایک سے زیادہ عمرے نہ کرے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: پانچ دنوں میں عمرہ مکروہ ہے: یوم عرفہ، یوم النحر ، اور ایام تشریق۔ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یوم عرفہ اور ایام تشریق ان چار دنوں میں عمرہ مکروہ ہے۔

اور موفق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: کوئی مضائقہ نہیں کہ آدمی سال میں کئی مرتبہ عمرہ کرے، لیکن زیادہ عمرے کرنا سلف کے ظاہر قول میں مستحب نہیں، اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا

ہے کہ: زیادہ عمرے کرنا مستحب ہے۔

اور ''مؤطا'' میں ہے کہ: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں کسی کے لئے مناسب نہیں سمجھتا کہ سال میں کئی مرتبہ عمرے کرے۔.....

اور جمہور علماء اور بہت سے مالکیہ نے تکرار عمرہ کو بلا کراہت جائز رکھا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے مابین گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ یہاں تک کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے مبالغہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: میں نہیں جانتا کہ جو شخص اس کو مکروہ کہتا ہے اس کے پاس کتاب وسنت میں سے کون سی دلیل ہے؟ جس کا تسلیم کرنا واجب ہو۔ یہ بات زرقانی رحمہ اللہ نے کہی ہے۔

اور ''شرح مہذب'' میں ہے کہ: ہمارا مذہب یہ ہے کہ سال میں کئی مرتبہ عمرہ کرنا مکروہ نہیں، بلکہ سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور سلف وخلف کے جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔

البتہ حسن بصری، ابن سیرین اور امام مالک رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: سال میں ایک سے زیادہ مرتبہ عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

اور ''شرح لباب'' میں ہے کہ: پورے سال میں کثرت سے عمرے کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جمہور کے قول کے مطابق مستحب ہے، البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

(حجۃ الوداع و عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۳۲۲ (اردو، مطبوعہ: مکتبہ لدھیانوی)

حج کے چار مسائل

اس مختصر رسالہ میں حج وعمرہ کے متعلق چار مسائل پر احادیث وآثار سے دلائل جمع کئے گئے ہیں۔وہ چار مسائل درج ذیل ہیں:

(۱)......احرام کے نفل۔

(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم۔

(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟۔

(۴)......روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام کے الفاظ؟

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

(۱)......احرام کے نفل

حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھتے وقت دو رکعت نفل پڑھنی چاہئے۔امام طحاوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’ینبغی للرجل اذا اراد الاحرام أن یصلی رکعتین ، ثم یحرم فی دبرھما کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، وھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف و محمد رحمھم اللہ تعالی‘‘۔

(طحاوی ص ۱۸۷ ج ۲، باب الاھلال من أین ینبغی ان یکون ؟ کتاب مناسک الحج)

ایک گروہ ان دو رکعات کا انکار کرتا ہے،اس لئے اس مختصر مقالہ میں اولا چند مسائل اور پھر احادیث و آثار جمع کئے گئے ہیں۔

مسئلہ:......احرام کی چادریں پہننے اور خوشبو لگانے کے بعد دو رکعت نماز بطور سنت پڑھے۔

مسئلہ:......مستحب ہے کہ ان دو رکعتوں میں سنت احرام کی نیت کرے،تا کہ پوری فضیلت حاصل ہو،ورنہ مطلق نیت کرنا بھی حصول سنت کے لئے کافی ہو جائے گا۔

مسئلہ:......اگر ایسا وقت ہو کہ جس میں نفل ادا کرنا مکروہ ہے(جیسے فجر اور عصر کے بعد کا وقت یا زوال کا وقت) تو یہ نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ:......اگر مکروہ وقت ہو- جس میں نماز پڑھنا جائز نہیں تو انتظار کرے- جب نماز پڑھنے کا وقت ہو جائے تو دو نفل پڑھ کر احرام کی نیت کرے۔(شرح مہذب ص ۲۳۲ ج ۷)

مسئلہ:......اگر فرض نماز کے بعد فوراً ہی احرام کی نیت کر لی جائے تو بھی کافی ہے،جس طرح تحیۃ المسجد فرض نماز پڑھنے سے کافی ہو جاتی ہے۔

نوٹ:...... صاحب لباب المناسک اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی

رائے یہ ہے کہ:

یہ دو رکعت ادا کرنا مستقل سنت ہے، جس طرح استخارہ کی نماز کے لئے مستقل دو نفل پڑھے جاتے ہیں، لہذا فرض نماز یا سنتیں اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتیں، (مستقل دو رکعت احرام کے پڑھنا ہی بہتر ہے)۔

''و تجزی المکتوبة عنها ای عن صلوة الاحرام ، وفیه نظر ، لان صلوة الاحرام سنة مستقلة لصلوة الاستخارة و غیرها ، مما لا تقوم الفریضة مقامها ''۔

(بذل المجہود ص۹۰ ج ۷، باب فی وقت الاحرام ، کتاب المناسک)

مسئلہ:......میقات کی جگہ (یا جہاں احرام باندھا جائے وہاں) مسجد ہوتو یہ نماز مسجد میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ:......بغیر دو رکعت نفل کے احرام باندھا تو اس کا احرام باندھنا جائز ہے (ہاں اس کا یہ فعل درست (اور موافق سنت) نہیں، اس لئے کہ سنت کا ترک لازم آرہا ہے)

(شامی ص۴۸۸ ج ۳۔ فتح القدیر ص۳۴۰ ج ۲۔ شرح مہذب ص۲۳۲ ج ۷۔ لباب المناسک۔ عمدۃ الفقہ ص۱۲۱ ج ۴۔ عمدۃ المناسک ص۲۲۲)

نماز احرام کی منقول سورتیں

(۱)......نماز احرام کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد: ﴿قل یٰایُّها الکٰفرون﴾ اور دوسری رکعت میں: ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھنا مستحب ہے۔

(شرح مہذب ص۲۳۲ ج ۷۔ شرح مناسک ص۹۹۔ ہدایت السالک ص۴۹۶۔ شرح احیاء ص۵۶۶ ج ۴)

(۲)......ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''ظہیریہ'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: نماز احرام کی پہلی

رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ﴿قل یاایُّھا الکٰفرون ﴾ کے بعد ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا ﴾ آخر تک پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص ﴿ قل ھو اللہ احد ﴾ کے بعد ﴿ربنا آتنا من لدنک رحمۃ ﴾ پڑھے، بیشتر علماء کا یہ عمل رہا ہے۔

(شرح مناسک ص۹۹۔ شمائل کبریٰ ص۹۲ جلد دوازدہم (۱۲)، بعنوان: نماز اور احرام کی دو رکعت میں کونسی سورۃ پڑھے؟۔ نماز کی منقول سورتیں ص۴۷)

احادیث وآثار

آپ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا

(۱)......وانّ عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما کان یقول : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرکع بذی الحلیفة رکعتین ، ثم اذا استوت به الناقة قائمة عند مسجد ذی الحلیفة أهل ، الخ۔

(مسلم، باب التلبية وصفتها و وقتها ،کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۱۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر جب آپ ﷺ کی اونٹنی مسجد ذوالحلیفہ کے قریب آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی، پھر تلبیہ پڑھا۔

(۲)......عن سعید بن جبیر رضی الله عنه قال : خرج رسول الله صلی الله علیه حاجًّا ، فلمّا صلی فی مسجده بذی الحُلیفة رکعتیه اَوجب فی مجلسه ، فأهلَّ بالحج حین فرغ من رکعتیه ، فسمع ذلک منه اقوام فحفظته عنه۔

(ابوداوٗد، باب فی وقت الاحرام ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۷۷۰)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں پڑھیں، اور اسی مجلس میں احرام باندھا، اور دو رکعت سے فارغ ہوکر تلبیہ پڑھا، بہت سے لوگوں نے یہ تلبیہ سنا، اور میں نے اس کو یاد رکھا۔

(۳)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اغتسل رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لبس ثیابه ، فلما اتی ذا الحلیفة صلی رکعتین ثم قعد علی بعیره ، الخ۔

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر چادریں زیب تن کیں، جب ذوالحلیفہ پہنچے تو دو رکعتیں پڑھیں، پھر اونٹنی پر سوار ہوئے۔ (سنن دارقطنی ص۱۹۶ ج۲، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۲۴۰۸)

(۴)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم احرم دبر الصلوة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۱ ج۸، من کان یستحب ان یحرم فی دبر الصلوۃ ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۲۸۹۲)

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا۔

(۵)......عن جابر رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی بذی الحلیفة رکعتین عند احرامه۔ (مبسوط ص۴ ج۴، کتاب المناسک، ط : دار المعرفة ، بیروت ، لبنان)

ترجمہ:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعتیں پڑھیں۔

آپ ﷺ نے نمازِ ظہر کے بعد احرام باندھا

(۶)......عن الحسن رحمه الله : ان النبی صلی الله علیه وسلم احرم فی دبر صلوة الظهر، وکان الحسن یستحب ان یحرم دبر الظهر ، فان لم یفعل ففی دبر صلوة العصر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۱ ج۸، من کان یستحب ان یحرم فی دبر الصلوۃ ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۲۸۹۳)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد احرام باندھا، اور حضرت حسن رحمہ اللہ ظہر کے بعد احرام باندھنے کو پسند فرماتے تھے۔ اگر کوئی ظہر کے بعد احرام نہ باندھ سکے تو عصر کے بعد باندھ لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے

(۷)......انّ عمر رضی الله عنه : كان يصلي في مسجد ذي الحليفة ، فاذا انبعث به راحلته احرم۔

(مؤطا امام محمد ص۱۹۵، باب الرجل يحرم فی دبر الصلوة و حيث ينبعث به بعيره ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۳۸۳۔ مترجم ص۱۸۶)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ، پھر اپنی سواری پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھتے۔

حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے

(۸)......عن عبد الرحمن بن الاسود ، عن ابيه رحمهما الله : انه كان يحرم فی دبر الصلوة المكتوبة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۲ ج۸، من كان يستحب ان يحرم فی دبر الصلوة ، كتاب المناسک ، رقم الحديث:۱۲۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے۔

(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم

طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے

مسئلہ:...... ہر طواف کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھنا سب کے نزدیک ضروری ہے، مگر اس کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک، نیز امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے مشہور قول کے مطابق یہ نماز سنت مؤکدہ ہے۔

اور امام ابوحنیفہ اور حضرت قاسم بن محمد رحمہما اللہ وغیرہ کے نزدیک یہ نماز واجب ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول بھی وجوب کا ہے۔

(مغنی ص ۲۳۲/۲۳۳ ج ۵۔عمدۃ المناسک ص ۳۳۶)

مسئلہ:......طواف کے دو نفل طواف کے متصل بعد پڑھنا سنت ہے، اس میں تاخیر مکروہ ہے، اگر مکروہ اوقات میں طواف کیا ہو تو غیر مکروہ وقت تک مؤخر کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے نماز عصر کے بعد طواف کیا تو یہ نماز مغرب کی فرض نماز کے بعد اور سنتوں سے پہلے ادا کرے، کیونکہ طواف واجب ہے اس کے بعد مغرب کی سنتیں پڑھیں۔

مسئلہ:......اگر امام اذان مغرب کے بعد جماعت شروع کرنے میں اتنی دیر کریں کہ حنبلی، شافعی وغیرہ دو رکعت نماز پڑھتے ہوں تو اس وقفہ میں دو رکعت طواف کی نماز پڑھ لینا جائز ہے، جیسا کہ آج کل سعودی عرب میں وقفہ کیا جاتا ہے۔

(شرح اللباب ص ۱۵۷۔عمدۃ الفقہ ص ۱۷۷ ج ۴۔عمدۃ المناسک ص ۳۴۳)

مسئلہ:......طواف کے سات چکر پورے کر لینے کے فوراً بعد دو رکعت طواف کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ایک طواف مکمل کر لینے کے بعد دو رکعت پڑھنے سے پہلے دوسرا طواف شروع

کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے کہ طوافوں کو ملانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:...... اگر مکروہ وقت میں طواف کیا جیسے طلوع فجر یا نماز عصر کے بعد تو بالاجماع بغیر دو رکعت پڑھے ایک سے زائد طواف جمع کرنا مکروہ نہیں ہے، اوران تمام طوافوں کی نماز مباح وقت تک مؤخر کرنا جائز ہے۔ (بحرالرائق ص۳۳۲ ج ۲۔ غنیۃ الناسک ص۶۲)

مسئلہ:...... جتنے بھی طواف کئے ہوں اتنے ہی دوگانہ متواتر پڑھے، اور اس کے بعد نیا طواف کرے۔

مسئلہ:...... اگر کسی نے طواف کے نفل رات کے آخری حصہ میں شروع کئے، پھر ایک رکعت پڑھنے کے بعد طلوع فجر کا وقت ہو گیا ہو تو اسے دو رکعتوں کا پورا کرنا افضل ہے۔ جس طرح کسی نے نفل نماز طلوع فجر سے پہلے شروع کی اور نماز کے دوران صبح صادق طلوع ہو گئی تو اس نماز کا پورا کرنا ہی افضل ہے۔ (غنیۃ الناسک ص۶۲۔ عمدۃ المناسک ص۳۴۴)

مکروہ وقت میں نماز کے عدم جواز پر احادیث وآثار

آپ ﷺ نے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا

(۱)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : شھد عندی رجال مرضیُّون ، وارضاھم عندی عمرُ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم : نھی عن الصلوۃ بعد الصبح حتّی تشرُق الشمس ، و بعد العصر حتی تغرُب۔

(بخاری، باب الصلوۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ، کتاب مواقیت الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۵۸۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہے کہ: میرے پاس پسندیدہ لوگوں نے شہادت دی تھی ، اورسب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی کہ: نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت نہیں

(۲)......عن طاوس قال : سُئل ابن عمر رضی اللہ عنہما عن الرکعتین قبل المغرب؟ فقال : ما رأیتُ احدا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُصلِّیھما ورخَّص فی الرکعتین بعد العصر۔

(ابوداؤد، باب الصلوۃ قبل المغرب ، کتاب التطوع ، رقم الحدیث :۱۲۸۴)

ترجمہ:......حضرت طاووس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول

اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور نہ یہ دیکھا کہ کسی نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نفل پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے

(۳)......عن مختار بن فلفل قال : سألت انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن التطوع بعد العصر؟ فقال : کان عمر یضرب الایدی علی صلاۃ بعد العصر ، الخ۔

(مسلم، باب استحباب رکعتین قبل صلوۃ المغرب ، رقم الحدیث :۸۳۶)

ترجمہ:......حضرت مختار بن فلفل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے...۔

مکروہ وقت میں طواف کرنا ہو تو نماز مؤخر کر کے مباح وقت میں پڑھی جائے

(۴)......عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت : اذا اردت الطواف بالبیت بعد صلوۃ الفجر أوبعد صلوۃ العصر فطُف ، واخِّرِ الصلوۃ حتی تغیب الشمس أو حتی تطلع ، فصلِّ لکلِّ اسبوع رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکرہ اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۴)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب نماز فجر یا نماز عصر کے بعد طواف کرنا ہو تو طواف کرلو، اور طواف کی نماز کو (عصر کے بعد طواف کیا ہو تو) سورج کے

غائب تک،اور (فجر کے بعد طواف کیا ہوتو سورج کے) طلوع ہونے تک مؤخر کرو،اور ہر طواف (کے سات چکر) کے لئے دو رکعت نفل پڑھی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہیں پڑھی

(۵)......انّ عبد الرحمن بن عبد القاری اخبره : انه طاف بالبيت مع عمر بن الخطاب رضی الله عنه بعد صلوة الصبح ، فلما قضى عمرُ طوافَه نظر ، فلم ير الشمس فركب حتى اناخ بذی طُوًى فصلّى ركعتين۔

(مؤطاامام مالک، باب الصلوة بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحديث : ۱۱۴۲۔(اردوص۲۰۸ج۱)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف مکمل کرنے کے بعد سورج کی جانب دیکھا جو ابھی طلوع نہیں ہوا تھا،آپ سوار ہو گئے ،مقام ذی طوی پہنچ کر سواری سے اترے اور دو رکعت پڑھی۔

وادی ذی طوی

تشریح:......’’ذی طوی ‘‘ یہ مکہ مکرمہ کے نشیب میں ایک وادی ہے۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس وادی میں صبح کو غسل کرنا سنت ہے۔آج کل صرف اس کا نام رہ گیا ہے،وہ بھی ایک کنویں کی نسبت سے جو جرول محلّہ میں ’’بئر طوی‘‘ کے نام سے معروف ہے،اور یہ کنواں ابھی باقی ہے’’مستشفی ولادہ‘‘ کے سامنے اور جفری کی نوتعمیر بلڈنگ کے پیچھے واقع ہے۔ورنہ اس وادی کا سارا علاقہ آبادی میں ضم ہو گیا ہے۔(تاریخ مکہ مکرمہ ص۱۵۷/۱۵۸)

اس وادی کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں رات گذاری،صبح اٹھ کر

اس کنویں کے پانی سے غسل کیا، اور نماز ادا فرمائی، پھر مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ ''بخاری شریف'' میں ہے:

''کان ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا صلی بالغداۃ بذی الحلیفۃ ، امر براحلتہ فرُحِلت ، ثم رکب ، فاذا استوت بہ استقبل القبلۃ قائما ، ثم یُلبِّی حتی یبلُغ الحرم ، ثم یُمسک ، حتی اذا جاء ذا طُوًی بات بہ حتی یُصبح ، فاذا صلی الغداۃ اغتسل ، و زعم انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک''۔

(بخاری، باب الاھلال مستقبل القبلۃ ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۵۵۳)

ترجمہ:...... جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی سواری پر پالان لگانے کا حکم دیتے ، پھر اس پر سوار ہوتے ، پھر جب سواری سیدھی کھڑی ہوجاتی تو آپ کھڑے ہوکر قبلہ کی طرف منہ کرتے ، اور تلبیہ پڑھتے یہاں تک کہ حرم پہنچ جاتے ، پھر ٹھہر جاتے حتی کہ وادی ذی طوی میں آتے اور وہاں صبح تک رات گذارتے ، پھر جب صبح کی نماز پڑھتے تو غسل کرتے۔ اور ان کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الحج ''میں دو مستقل ابواب قائم کئے ہیں:'' باب النزول بذی طوی قبل ان یدخل مکۃ ، والنزول بالبطحاء التی بذی الحلیفۃ اذا رجع من مکۃ'' اور ''باب من نزل بذی طوی اذا رجع من مکۃ''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھی

(۶)......ان ابن عمر رضی اللہ عنہما قدم مکۃ عند صلوۃ الصبح فطاف ولم یصل الا بعدما طلعت الشمس۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فجر کی نماز کے وقت مکہ مکرمہ تشریف لائے تو طواف کیا اور سورج کے نکلنے تک نماز نہیں پڑھی۔

(طحاوی ص۲۹۹ ج ۲، باب الصلوۃ للطواف بعد الصبح و بعد العصر ، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث :۳۷۸۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۷)......عن ابی نجیح ، عن ابیہ قال : صلینا الصبح ثم جلسنا ننتظر بالطواف ، قال فطاف ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ ثم جلس ولم یصل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۱ ج ۸، من کان یکرہ اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۷)

ترجمہ:......حضرت ابو نجیح رحمہ اللہ کے والد فرماتے ہیں کہ: ہم نے فجر کی نماز پڑھی اور طواف کے انتظار میں بیٹھ گئے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے طواف کیا، پھر آپ بیٹھ گئے اور نماز نہیں پڑھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سورج نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی

(۸)......عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وھو بمکۃ ، وأراد الخروج ولم تکن ام سلمۃ طافت بالبیت وأرادت الخروج ، فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا أُقیمت صلوۃ الصبح فطوفی علی بعیرک والنّاس یصلون ، ففعلت ذلک فلم تصل حتّی خرجت۔

(بخاری، باب من صلّی رکعتی الطواف خارجا من المسجد ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۶۲۶)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تھے اور وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا) جب صبح کی نماز کھڑی ہو جائے اور لوگ نماز میں مشغول ہو جائیں، تو تم اپنی اونٹنی پر طواف کر لینا، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، مگر حرم سے باہر نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی۔

تشریح:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیماری کی وجہ سے سواری پر طواف فرمایا، خود فرماتی ہیں: ’’ شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انّی اشتکی ‘‘۔

(بخاری، باب ادخال البعیر فی المسجد للعلۃ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث :۴۶۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کر کے حجرہ میں تشریف لے گئے

(۹)......عن ابی الزبیر المکی انہ قال : لقد رأیت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یطوف بعد صلوۃ العصر ، ثم یدخل فی حجرتہ ، فلا ادری ما یصنع۔

(مؤطا امام مالک، باب الصلوۃ بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحدیث : ۱۱۴۳۔ (اردو ص ۶۰۹ ج ۱)

ترجمہ:......حضرت ابو الزبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو عصر کی نماز کے بعد طواف کرتے ہوئے دیکھا، پھر طواف کے بعد وہ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے، مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا کیا۔

تشریح:......یعنی یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے حجرے میں جانے کے بعد دو رکعت طواف کی ادا کی یا انہیں مؤخر کر دیا؟

ایسا لگتا ہے کہ آپ نے دو رکعت نہیں پڑھی، اگر پڑھنی ہوتی تو مطاف میں مقام

ابراہیم کے پیچھے پڑھنے کی فضیلت حاصل کرتے، واللہ تعالی اعلم۔

حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہما اللہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۱۰)......عن ایوب قال : رأیت سعید بن جبیر و مجاهد رحمهما الله : یطوفان بالبیت حتی تصفَارَّ الشمس و یجلِسان۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۳)

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ کو دیکھا کہ: انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا یہاں تک کہ سورج زرد ہوگیا تو دونوں حضرات بیٹھ گئے، (نماز ادا نہ کی)۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے تین طوافوں کی نمازیں بعد میں پڑھیں

(۱۱)......عن عطاء قال : کان المسور بن مخرمة رضی الله عنه : یطوف بعد الغداة ثلاثة اسابیع ، فاذا طلعت الشمس صلی لکل سبوع رکعتین ، وبعد العصر یفعل ذلک ، فاذا غابت الشمس صلی لکل سبوع رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۲)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد تین طواف کئے، پھر جب سورج طلوع ہوا تو ہر طواف کے بدلے دو رکعتیں ادا فرمائیں، اور پھر اسی طرح عصر کے بعد تین طواف کئے اور جب سورج غروب ہوگیا تو ہر طواف کے بدلے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۱۲)......عن معاذ القرشی : انه طاف بالبیت مع معاذ بن عفراء بعد الفجر و بعد العصر فلم یصل۔

ترجمہ:......حضرت معاذ القرشی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر اور عصر کے بعد طواف کیا، لیکن نماز نہیں پڑھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکرہ اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۵)

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم فجر اور عصر کے بعد طواف نہیں کرتے تھے

(۱۳)......عن جابر رضی الله عنه : لم نکن نطوف بعد صلوة الصبح حتی تطلع الشمس و لا بعد العصر حتی تغرب۔

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک طواف نہیں کیا کرتے تھے۔

(مسند احمد ص۳۹۳ ج۳، رقم الحدیث :۱۵۲۳۲)

فجر اور عصر کے بعد مطاف خالی ہوجاتا تھا، اور کوئی طواف نہیں کرتا تھا

(۱۴)......عن ابی الزبیر المکی انه قال : لقد رأیت البیت یخلو بعد صلوة الصبح و بعد صلوة العصر ما یطوف به احد۔(مؤطا امام مالک، باب الصلوة بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۱۴۴۔(اردو ص۶۰۹ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابو الزبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں نے دیکھا کہ نماز صبح کے

بعد اور نماز عصر کے بعد بیت اللہ خالی ہو جاتا تھا، اور اس وقت کوئی طواف نہیں کرتا تھا۔

تشریح:......امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مطاف اس لئے خالی ہو جاتا تھا کہ طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا ضروری ہے، اور ان دونوں وقتوں میں ان دو رکعتوں کا ادا کرنا مکروہ ہے، اس لئے لوگ انتظار کرتے تھے، کیونکہ اگر طواف کرلیں تو پھر بھی دوگانہ ادا کرنے کے لئے انتظار کرنا ہوگا۔

طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے طواف کی نماز جائز ہے

مسئلہ:......حضرت سفیان ثوری، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت مجاہد، حضرت ابراہیم نخعی، اور حضرت امام طحاوی رحمہم اللہ کے نزدیک طلوع فجر کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد اصفرار شمس سے پہلے پہلے طواف کی نماز جائز اور مشروع ہے۔

(۱)......عن ابراهيم قال : طُف و صلِّ ما كنت فى وقتٍ ، فاذا ذهب الوقت فأمْسِک۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: طواف کرو اور نماز پڑھو جب تک وقت (کامل) میں ہو، جب وقت (کامل) چلا جائے تو رک جاؤ۔

(۲)......عن عبد الملک بن ابی سليمان ، عن عطاء ، مثله۔

ترجمہ:......حضرت عبد الملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۳)......عن عثمان بن الاسود عن مجاهد ، قال : طُف ، قال : عبيد الله : بعد الصبح و بعد العصر ، وصلّ ما كنت فى وقت۔

ترجمہ:......حضرت عثمان بن اسود رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ: انہوں نے فرمایا کہ: طواف کرو۔حضرت عبید اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: صبح کے بعد اور عصر کے بعد، اور جب تک وقت (کامل) ہو نماز پڑھو۔

(۴)......عن مجاهد قال : كان ابن عمر رضى الله عنهما يطوف بعد العصر ، ويصلى ما كانت الشمس بيضاء حية ، فاذا اصفرت و تغيرت ، طاف طوافا واحدا، حتى يصلى المغرب ، ثم يصلى و يطوف بعد الصبح ، ويصلى ما كان فى غلس ، فاذا اسفر طاف طوافا واحدا ، ثم يجلس حتى ترتفع الشمس ، ويمكن الركوع۔

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کرتے اور جب سورج کی روشنی بدستور باقی رہتی نماز پڑھتے رہتے، جب زرد پڑ جاتا اور اس میں تبدیلی پیدا ہو جاتی تو وہ ایک اور طواف کرتے یہاں تک کہ نماز مغرب ادا کرتے، پھر نماز طواف ادا کرتے اور پھر صبح کے بعد طواف کرتے اور اندھیرے میں فجر کی نماز ادا کرتے اور جب روشنی ہو جاتی تو ایک طواف کرتے پھر طلوع آفتاب تک بیت اللہ میں بیٹھتے یہاں تک کہ نماز ممکن ہو جاتی۔

(۵)......عن سالم و عطاء ، ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يطوف بعد الصبح و بعد العصر اسبوعا ، ويصلى ركعتين ، ما كان فى وقت صلوة۔

(طحاوی ص ۲۹۵/۲۹۶ ج ۲، باب الصلوة للطواف بعد الصبح و بعد العصر ، كتاب مناسک الحج رقم الحديث : ۳۷۸۷/۳۷۸۸/۳۷۸۹/۳۷۹۰/۳۷۹۱)

ترجمہ:......حضرت سالم اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح کے بعد اور عصر کے بعد طواف کے سات چکر ادا کرتے، اور جب تک نماز کا

وقت (کامل) ہوتا طواف کی دو رکعتیں ادا کرتے۔

دلیل عقلی

امام طحاوی رحمہ اللہ نے باب کے آخر میں ایک دلیل عقلی بیان فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: جب روایات اور علماء کی آراء میں اختلاف واقع ہو جائے تو ہم نے اوقات ممنوعہ سے متعلق تمام روایات کو جمع کر کے مرکزی مضمون پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اوقات ممنوعہ دو قسموں پر ہیں:

(۱)......وہ اوقات جن میں فرائض اور نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہے، مثلاً طلوع آفتاب، نصف النہار اور غروب آفتاب کا وقت۔ اور ان میں وقت ممنوع نکل جانے کا انتظار لازم ہوتا ہے، لہذا ان اوقات میں طواف کی نماز بھی جائز نہیں ہوگی۔

(۲)......فجر اور عصر کے بعد کا وقت، اس میں صرف نفل نماز جائز نہیں ہے، اور صلوۃ وقتیہ اور صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ جائز ہے، اور صلوۃ طواف بھی لازم ہو جانے کے بعد نفل نہیں رہتی، بلکہ فائتہ اور صلوۃ جنازہ کی طرح واجب الاداء ہو جاتی ہے، اس لئے ہر ایسے وقت میں طواف کی نماز جائز ہو جائے گی، جن میں صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ جائز ہوتی ہے، لہذا جس طرح صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ واجب ہونے کے بعد طلوع فجر اور عصر کے بعد جائز ہوتی ہے، اسی طرح صلوۃ طواف بھی ان اوقات میں بلا کراہت جائز اور درست ہو جائے گی۔ (ایضاح الطحاوی ص ۴۶۴ ج ۳)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے مؤطا کے حاشیہ میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے مسلک کو ترجیح دی اور خود اپنا عمل بھی یہی بتلایا ہے۔

(التعلیق الممجد ص ۲۱۴، باب الطواف بعد العصر و بعد الفجر)

(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟

مسئلہ:......مستحب ہے کہ مزدلفہ سے کھجور کی گٹھلی یا چنے کے برابر ستر (۷۰) کنکریاں اٹھالی جائیں، یا منی کے راستہ میں سے اٹھالیں۔

مسئلہ:......کنکریاں جہاں سے چاہے اٹھائی جاسکتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مذکور ہے کہ: آپ رمی جمار کے لئے کنکریاں اپنے گھر سے لے آئے تھے۔(غایۃ السعایۃ ص۱۲۰ ج۶۔عمدۃ المناسک ص۴۸۱/۴۸۲)

مسئلہ:......مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں، (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بہتر ہے، تاکہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو، لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم: ۷/ کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی، (راستہ سے یا حدود منی سے) اٹھائی جاسکتی ہیں، البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں)

’’ویستحب ان یرفع من المزدلفة أو من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخزف‘‘۔(غنیۃ الناسک ص۱۶۸)

’’ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء‘‘۔

(ہندیہ ص۲۳۳ ج۱۔کتاب المسائل ص۳۲۰ ج۳)

آپ ﷺ نے عقبہ کی صبح کنکریاں جمع کرنے کا حکم فرمایا

(۱)......عن ابن عباس قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم غداة العقبة وهو علی راحلته : هات القُط لی ، فلقطتُ له حصیات هن حصی الخذف فلما وضعتهن فی یده ، قال : بأمثال هولاء ، الخ۔

(نسائی، التقاط الحصی ،کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث:۳۰۵۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقبہ کی صبح کو فرمایا جب آپ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے: میرے لئے کنکریاں اکٹھی کرو، (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:) میں نے آپ ﷺ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں جمع کیں، جب میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں رکھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان جیسی کنکریوں سے رمی کرو۔

عقبہ کی وجہ تسمیہ

تشریح:......عقبہ کی صبح: یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح۔ چونکہ دسویں کو صرف جمرۂ عقبی کی رمی کرنی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

دور نبوت اور دور صحابہ میں جمرۂ عقبہ پہاڑ کے دامن میں کونے پر واقع تھا۔ اور دونوں طرف کے پہاڑ جمرۂ عقبہ کے بالکل قریب تھے۔ جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپ کی دائیں طرف کا جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کا آخری کونہ جمرۂ عقبہ سے ملا ہوا تھا، اور جمرہ سے مل کر آپ کی بائیں طرف کا حصہ وادی نما نشیب میں تھا، اسی وجہ سے اس جمرہ کو جمرۂ عقبہ کہا جاتا ہے کہ دونوں پہاڑ کے عقب میں یہ جمرہ واقع تھا۔ (انوار مناسک ص۴۷۴)

رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو

(۲)......عن جابر قال : لمّا بلغنا وادی مُحسر ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : خذوا حصی الجمار من وادی محسّر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث :۱۳۶۲۲)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب ہم لوگ وادی محسر میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو۔

وادی محسر

تشریح:......''مُحسَّر'' یہ منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک نشیبی میدان ہے۔ یہ منی اور مزدلفہ کے درمیان برزخ ہے، نہ اِس میں شامل ہے، نہ اُس میں۔ اور اسی جگہ پر اصحاب فیل اور ان کے سربراہ بادشاہ ابرہہ پر عذاب نازل ہوا تھا۔ یہ لوگ خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آرہے تھے، مگر اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور یہ ناکام ہو گئے۔

(انوار مناسک ص ۱۳۴)

اس کا نام ''مُحسَّر'' اس لئے ہے کہ: ہاتھی یہاں رک گئے تھے، یا اس لئے کہ یہاں شیطان نے بصد حسرت وقوف کیا تھا۔ اور زرقانی رحمہ اللہ ''شرح مواہب'' میں لکھتے ہیں کہ: ''مُحَسِّر''، بضم میم و فتح حائے مہملہ و کسر سین مشددہ مہملہ ہے۔

یہاں تیز چلنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے، خواہ سواری پر ہو یا پیدل۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حتی اتی بطن مُحسر فحرّک قلیلا''۔

(مسلم، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

ترجمہ:...... یہاں تک کہ (رسول اللہ ﷺ) بطن محسر کے پاس آ گئے تو آپ ﷺ نے اونٹنی کو ذرا تیز چلایا۔

نوٹ:......حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاب رحمہ اللہ کی ''حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ'' کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اور ''ابن ماجہ'' کی روایت میں ہے: اور وادی محسر میں (اونٹنی کو) دوڑایا۔(۲۰۰)

راقم کو ''ابن ماجہ'' میں اس طرح کی روایت نہیں ملی۔ ''ابن ماجہ'' میں بھی ''مسلم شریف'' کی روایت ہی طرح کے الفاظ ہیں:

''حتی اتی مُحسرا ، حرّک قلیلا''۔

(ابن ماجہ، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۳۰۷۴)

واللہ اعلم حضرت رحمہ اللہ نے دوڑانے کا ترجمہ کیوں کیا۔

ابن قیم رحمہ اللہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گذرتے جہاں عذاب الٰہی نازل ہوا ہو تو تیزی کے ساتھ گذر جاتے، اس وادی محسر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا۔

ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گذرا جائے۔

(زادالمعاد ص۲۷۴ ج۱)

اور اسنوسی کہتے ہیں کہ: یہاں سے تیز گذرنے کی وجہ یہ ہے کہ: بقول رافعی رحمہ اللہ:

نصاری یہاں وقف کیا کرتے تھے۔اور بقول وسیط عرب یہاں ٹھہرتے تھے،ہمیں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا۔

اور وہ کہتے ہیں کہ:اس کی حکمت کے بارے میں مجھے ایک اور بات ظاہر ہوئی ہے، وہ یہ کہ یہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ یہ ایک قول ہے،مگر صحیح قول اس کے خلاف ہے، کیونکہ اصحاب فیل حرم میں داخل نہیں ہو سکے، بلکہ حرم کے قریب ہلاک ہوئے، دراصل یہاں ایک آدمی نے شکار کیا تھا،آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس شکاری کو خاکستر کر ڈالا،اسی لئے اہل مکہ اس مقام کا نام ''وادئ نار'' رکھتے ہیں۔

اور نووی رحمہ اللہ نے صرف قصہ اصحاب فیل ہی کو وجہ تسمیہ میں ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ: یہ نام یوں پڑا کہ اصحاب فیل یہاں تھک کر عاجز رہ گئے تھے۔

اور ابن حجر رحمہ اللہ نے ''شرح مناسک نووی'' میں اس مقام میں تیز رفتاری کے وجوہ بسط سے بیان کئے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ:اصحاب فیل پر عذاب کا نزول تو اس جگہ ہوا تھا جو عرفہ کے محاذی ہے،اور جسے ''مُغَمِّسْ'' (دوسری میم کے فتحہ کے ساتھ،اور کبھی مکسور بھی پڑھی جاتی ہے) کہا جاتا ہے، بلکہ معروف یہ ہے کہ اصحاب فیل حرم میں داخل ہی نہیں ہونے پائے تھے،جیسا کہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے جزم (یقین) کے ساتھ ذکر کیا ہے،.....الخ

ان معروف روایات کے جن میں وادی محسر میں تیز چلنا مذکور ہے، وہ روایت منافی نہیں جو''ابوداؤد'' نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نہایت سکون کے ساتھ عرفہ سے چلے (الحدیث) اسی میں عرفہ سے چلنے کے بعد کا قصہ یوں نقل کیا ہے کہ: پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کیا،اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑ نا کوئی نیکی

نہیں، پس سکون کو لازم پکڑو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پس میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو قدم اٹھاتے (یعنی دوڑتے) ہوئے نہیں دیکھا۔

بظاہر یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ''وادی محسر'' میں تیز رفتاری کا ذکر ہے۔ نووی رحمہ اللہ ''شرح مہذب'' میں لکھتے ہیں کہ: اس کے دو جواب ہیں:

ایک یہ کہ:......اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ آپ ﷺ نے محسر میں بھی تیز رفتاری کو ترک فرمایا تھا، لہذا یہ حدیث ان احادیث کے معارض نہیں جن میں تیز رفتاری کی تصریح ہے۔

دوسرے یہ کہ:......اس میں تیز رفتاری کے ترک کی تصریح بھی ہوئی تب بھی تیز رفتاری کے ثبوت کی روایات دو وجہ سے مقدم تھیں۔ ایک یہ کہ: ان میں اثبات ہے، اور وہ نفی پر مقدم ہے۔ دوسری یہ کہ: وہ کثرت رواۃ' صحت سند اور شہرت میں اس سے بڑھ کر ہیں، لہذا وہ مقدم ہوں گی۔ (حجة الوداع و عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اردو) ص ۲۰۱)

وادی محسر کی حدود کی تعیین کے لئے منی اور مزدلفہ کے درمیان بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں، یہ جگہ حدود حرم میں شامل ہے، البتہ مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ ص ۱۱۹/۱۱۸)

رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لینا

(۳)......عن مجاهد قال : كان يحمل الحصى من المزدلفة لرمى من الجمار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی تزود الحصى من جمع ، كتاب المناسک ، رقم الحديث: ۱۳۶۲۳)

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لیا کرتے تھے۔

(۴)......عن مکحول قال : خذه من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۶)

ترجمہ:......حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کنکریاں مزدلفہ سے اٹھاؤ۔

(۵)......عن بکر انه کان یحمل حصی الجمار من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۷)

ترجمہ:......حضرت بکر رحمہ اللہ رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھایا کرتے تھے۔

(۶)......عن القاسم : انه کان یأخذ حصی الجمار من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۹)

ترجمہ:......حضرت قاسم رحمہ اللہ جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھایا کرتے تھے۔

(۷)......عن محمد قال : الذی یرمی یأخذ الحصی من جمع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۵)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے رمی کرنی ہو وہ مزدلفہ سے کنکریاں اٹھائے۔

مزدلفہ کو ''جمع'' کہنے کی وجہ

تشریح:......مزدلفہ کو ''جمع'' کہا جاتا ہے، اور اس کا نام ''جمعا'' بھی ہے۔اس لئے کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت حوا علیہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ اکٹھے ہوئے تھے۔پھر حضرت حوا علیہا الصلوۃ والسلام سے مقاربت کی۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کا نام ''جمعا'' اس وجہ سے ہے کہ: یہاں نماز مغرب اور نماز عشا جمع کی جاتی ہیں۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس جگہ لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لئے اس کا نام ''جمعا'' ہے۔(فتح الملہم ص ۲۸۷ ج ۳۔عمدۃ المناسک ص ۴۶۲)

جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو

(۹)......قال سعید بن جبیر : خذوا الحصی من حیث شئتم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۴)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو۔

(۱۰)......عن الشعبی قال : خذ حصی الجمار من حیث شئت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۲)

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو۔

(۱۱)......عن عطاء قال : خذہ من حیث شاء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۸)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جہاں سے چاہو (رمی کے لئے) کنکریاں اٹھاؤ۔

عرفات کے راستے سے کنکریاں اٹھانا

(۱۲)......عن عبد الرحمن بن الاسود قال : كنا نلتقط للاسود حصى و نحن منطلقون الى عرفات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصى من جمع ،كتاب المناسک ، رقم الحديث: ۱۳۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت عبد الرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت اسود رحمہ اللہ کے لئے کنکریاں اٹھاتے تھے جب ہم عرفات جا رہے تھے۔

جمرات کے پاس سے کنکریاں لینا

(۱۳)......عن محمد بن عبد الرحمن ابن يزيد ، عن ابيه قال : افضت مع عبد الله ، فلما انتهينا الى الجمرة ، قال : اُلقُط لی ، فناولته سبع حصيات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصى من جمع ،كتاب المناسک ، رقم الحديث: ۱۳۶۳۱)

ترجمہ:......حضرت محمد بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کے والد فرماتے ہیں: میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفہ سے منیٰ آیا، جب ہم جمرات کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: میرے لئے کنکریاں جمع کرو، میں نے ان کے لئے سات کنکریاں اکٹھی کیں۔

(۴)......روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام کے الفاظ؟

مدینہ شریف جائے تو آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام پڑھے

جب بھی مدینہ منورہ حاضری ہو تو آپ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر درود وسلام پڑھے اور دعا کرے۔ حدیث شریف میں ہے:

(۱)......اخبرنا مالک اخبرنا عبد الله بن دینار: انّ ابن عمر رضی الله عنهما کان اذا اراد سفرا أو قدم من سفر جاء قبر النبی صلی الله علیه وسلم فصلی علیه و دعا ثم انصرف۔

(مؤطا الامام محمد ص ۳۹۶ (مترجم اردو ص ۴۵۸)، باب قبر النبی صلی الله علیه سلم وما یستحب من ذلک، رقم الحدیث :۹۴۶)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ: ہمیں حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ نے بتلایا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مدینہ منورہ سے سفر فرماتے یا واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور درود وسلام پڑھتے اور دعا کرتے پھر گھر جاتے۔

سلام کے لئے بہتر اور افضل الفاظ

سلام کے الفاظ مختلف روایات میں مختلف الفاظ سے آئے ہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: روضۂ اقدس پر سب سے اعلی سلام یہ ہے:

’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه‘‘

اس لئے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرات

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا سلام انہیں الفاظ میں منقول ہے۔

حضرات شیخین اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے سلام کے الفاظ

(۲)......حدثنی موسی بن محمد بن ابراهیم قال : وجدتُّ کتابًا بخطِّ أبی فیه ، انّه لـمّا کُفِّن رسول الله صلی الله علیه وسلم و وُضع علی سریره دخل ابو بکر و عمر رضی الله عنهما و معهما نفر من المهاجرین والانصار بقدر ما یسع البیت فقالا : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ ، وسلَّم المهاجرون والانصار کما سلَّم ابو بکر وعمر رضی الله عنهما۔

(حیاۃ الصحابہ ص۵۱۰ ج۲، حدیث سهل بن سعد رضی الله عنه فی ذلک ، الباب التاسع : باب خروج الصحابة من الشهوات النفسانیة)

ترجمہ:......حضرت موسی بن محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے اپنے والد کی لکھی ہوئی یہ تحریر ملی کہ: جب حضور ﷺ کو کفن پہنا دیا گیا اور انہیں چار پائی پر رکھ دیا گیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اندر تشریف لائے اور ان کے ساتھ اتنے مہاجرین و انصار بھی تھے جو اس کمرے میں آسکتے تھے۔ ان دونوں حضرات نے کہا: ’’ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ ‘‘ پھر ان ہی الفاظ کے ساتھ مہاجرین اور انصار نے سلام کیا۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۵۳۰ ج۲، حضور ﷺ پر نماز جنازہ پڑھے جانے کی کیفیت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام کے الفاظ

(۳)......عن علی رضی الله عنه قال : لمّا وُضع رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السّریر قال : لا یقوم علیه احد هو امامکم حیًّا وّ میّتًا ، فکان یدخل النّاس رسلا

رسلا ، فيُصلّون عليه صفًّا صفًّا ليس لهم امام و يُكبّرون ، و عَلِيٌّ قائم بحِيال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : اَلسَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

(كنز العمال ، الشمائل ، متفرقات الاحاديث التى تتعلق بوفاته صلى الله عليه وسلم و غسله و تكفينه و صلوة الناس عليه بعد دفنه و وقت الدفن ، رقم الحديث :۱۸۷۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ کو چارپائی پر رکھ دیا گیا تو میں نے کہا: حضور ﷺ کی نماز جنازہ کا کوئی امام نہیں بنے گا، کیونکہ حضور ﷺ جیسے زندگی میں تمہارے امام تھے ایسے ہی انتقال کے بعد بھی تمہارے امام ہیں، اس پر لوگ جماعتوں کی صورت میں داخل ہوتے اور صفیں بنا کر تکبیریں کہتے اور ان کا کوئی امام نہ ہوتا، اور میں حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہتا جاتا: ’’اَلسَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ‘‘۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سلام کے الفاظ

(۴)......ابو حنيفة عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : من السنة ان تأ تى قبر النبى صلى الله عليه وسلم من قِبَل القبلة ويجعل ظهرک الى القبلة و تستقبل القبر بوجهک ثم تقول : اَلسَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

(مسند الامام الاعظم للحافظ ابى محمد الحارثى ص۲۱۵ ج۱ ، رقم الحديث :۱۸۳۔ مسند الامام الاعظم ابى حنيفة النعمان ، من رواية العلامة الحصكفى ۔مسند امام اعظم مترجم اردو ص۳۰٦، باب زيارة قبر النبى صلى الله عليه سلم)

ترجمہ:......حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسنون طریقہ یہ ہے کہ: نبی کریم ﷺ کی قبر

شریف پر قبلہ کی جانب سے آئے ،قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور قبر شریف کی طرف اپنا چہرہ کرے اور پھر کہے:''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ''۔

(۵)......عن نافع قال : کان ابن عمر رضی الله عنهما اذا قدم من سفر أتی قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاہ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷٦ ج۳، باب السلام علی قبر النبی صلی الله علیه سلم ، کتاب الجنائز رقم الحدیث :٦٧٢٤)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور فرماتے:

'اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاہ'۔

(٦)......عن نافع قال : أن ابن عمر رضی الله عنهما کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم أتی القبر فقال : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاہ۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۰۴ ج۱۰، باب زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۰۳٦٦)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تو مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے پھر قبر اطہر کے پاس حاضر ہوتے اور فرماتے:

'اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاہ'۔

تشریح:......قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ''شفاء'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

(۷)......و قال نافع : كان ابن عمر رضى الله عنهما يسلم على القبر ، رأيته مائة مرة و اكثر يجيء الى القبر فيقول : " اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه و سلم ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ۔

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبر شریف پر سلام پیش فرماتے تھے، میں نے ان کو سو سے زیادہ مرتبہ دیکھا قبر اطہر کے پاس حاضر ہوتے اور فرماتے : اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ۔

(الشفا بتعريف حقوق المصطفى ص۳۲۳، الفصل التاسع فى حكم زيارة قبره صلى الله عليه وسلم ، و فضيلة من زاره و سلم عليه و كيف يسلم و يدعو)

(۸)......قال مالک – فى رواية ابن وهب – : يقول المسلِّم : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔(حوالۂ بالا)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ-حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق- فرماتے ہیں کہ: (قبر اطہر پر) سلام پڑھنے والا کہے : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول الفاظ میں ترجیح کن کو؟

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرات مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم روضۂ اقدس پر سب ان الفاظ سے پڑھتے تھے۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه''

صرف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کے

الفاظ منقول ہیں۔

اس لئے اس طرح بھی سلام پڑھنا جائز ہے، مگر افضل اور بہتر وہی ہے جو اکثر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔

پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دونوں طرح کے الفاظ منقول ہیں، مگر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کے الفاظ فعلی روایت سے ثابت ہیں، اور ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه'' کے الفاظ قولی روایت سے، اور قولی روایت کو فعلی روایت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

پھر ''مصنف ابن عبد الرزاق'' کی روایت میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ: یہ صرف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل تھا، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کے الفاظ سے سلام نہیں پڑھتے تھے۔

(۵)......عن نافع قال : كان ابن عمر رضی الله عنهما اذا قدم من سفر أتى قبر النبی صلى الله عليه وسلم فقال : اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اَبَا بَكْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أبَتَاه ، ..... قال معمر : فذكرت ذلک لعبيد الله بن عمر ، فقال : ما نعلم احدا من اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم فعل ذلک الا ابن عمر۔

(مصنف عبد الرزاق ص۵۷۶ ج۳، باب السلام على قبر النبی صلى الله عليه سلم ، كتاب الجنائز رقم الحديث :۶۷۲۴)

منقول سلام کے الفاظ

(۱)......اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہُ۔

(۲)......اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أبَتَاہُ۔

(۳)......اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرَ۔

(وفاء الوفاء ص۴۱۰ ج۲، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة و ان لم تتضمن لفظ الزیارة نصا)

مرغوب المقالة فی

مسائل الحج والعمرة

حج کے تین اہم مسائل پر پوچھے گئے سوالات کے جوابات کا عمدہ اور قابل مطالعہ مجموعہ:

(۱)......کیا اہل برطانیہ کے لئے جدہ میقات ہے؟

(۲)......تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے، اور اس کے دلائل۔

(۳)......طائف جانے والے زائرین کے لئے واپسی میں عمرہ کرنا ضروری ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

کیا اہل برطانیہ کے لئے جدہ میقات ہے؟

سوال :......مولانا! آپ نے ایک مجلس میں یہ مسئلہ بیان کیا تھا کہ:سعودی ایئر مانچسٹر سے جدہ جاتا ہے اس میں کوئی میقات نہیں آتی ،اس لئے جدہ جا کر احرام باندھا جا سکتا ہے، اس مسئلہ کی تفصیل حوالوں کے ساتھ مطلوب ہے۔

الجواب:......حامدا و مصليا ، الجواب وبا لله التوفيق : جواب سے پہلے چند باتیں بطور تمہید کے سمجھنا ضروری ہیں:

پہلی یہ کہ......آپ ﷺ نے حدیثوں میں چھ میقات کا تعین فرمایا ہے:(۱): ذوالحلیفہ ، (۲): جحفہ، (۳): جبل قرن ، (۴): جبل یلملم ، (۵): ذات عرق ، (۶): عقیق۔ بخاری' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور مجمع الزوائد' وغیرہ کتب احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

دوسری یہ کہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کوفہ اور بصرہ' فتح ہوئے تو اہل عراق نے آپ سے سوال کیا کہ: ہم عراق سے آنے والوں کے لئے ایک میقات دائیں طرف ذوالحلیفہ پڑتی ہے اور دوسری بائیں طرف جبل قرن پڑتی ہے، اور ان دونوں میقاتوں پر جا کر احرام باندھنا ہمارے لئے مشکل ہے، اس لئے کہ ہمارے لئے سفر کی مسافت بہت بڑھ جاتی ہے،ان حضرات کے سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:تم اپنے راستہ کے سامنے ہر دو میقات کے درمیان کی محاذات کو دیکھو کہ کونسی بستی پڑتی ہے، اوران کے لئے ذات عرق کو مقرر فرما دیا۔

''بخاری شریف'' میں ہے:

لما فتح هذان المصران اتوا عمر ، فقالوا : يا امير المؤمنين ! ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حد لاهل نجد قرنا ، وهو جور عن طريقنا ، وانا ان اردنا قرنا

شق علینا ، قال : فانظروا حذوها من طریقکم ، فحدّ لهم ذات عرق۔

(بخاری، باب ذات عرق لاهل العراق ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۵۳۱)

تیسری یہ کہ:......اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح میقات کے حدود متعین ہیں اسی طرح جہاں میقات کی تعیین نہ ہو وہاں محاذات کا اعتبار ہوگا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے معلوم ہوا۔

چوتھی یہ کہ:...... جدہ رابغ اور یلملم کے درمیان محاذات میں واقع ہے، اس لئے وہ بھی میقات ہی کے حکم میں ہوگا، گو بعض اہل علم نے محاذات کو میقات کے حکم میں تسلیم نہیں کیا، مگر ہمارے اکابر کا فیصلہ یہی ہے کہ محاذات بھی میقات کے حکم میں ہے، اور یہی فیصلہ زیادہ صحیح اور معتبر ہے، اس لئے ان حضرات کے نزدیک جدہ بھی میقات ہے۔ چند اکابر کی تصریحات درج ذیل ہیں:

(۱)......حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب (سہارنپوری رحمہ اللہ) سے عرض کیا کہ: مدینہ کا راستہ بند ہونے کی صورت میں حج بدل کا احرام کہاں سے بندھے گا؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ: حج بدل کا احرام جدہ سے ہوگا، مناسک علی قاری میں عبارت موجود ہے: ''وان لم يعلم المحاذاة فعلى مرحلتين من مكة كجدة المحروسة من طرف البحر ''۔اور یہ ظاہر ہے کہ اہل ہند کے لئے ''یلملم'' کی محاذات کسی معتبر طریقہ سے نہیں ہوتی، لہذا جدہ بھی ان کے لئے میقات ہے۔

(امداد الفتاوی ص ۱۶۹ ج ۲، سوال نمبر: ۲۵۴۔ فتاوی مظاہر علوم جلد اول المعروف بہ فتاوی خلیلیہ ص ۱۶۶)

(۲)......حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

لیکن یہ یقینی بات ہے کہ جو بحری راستہ سے جدہ میں آئے تو اس کو سمندر میں کہیں میقات یا اس کے محاذ سے نہیں گذرنا پڑتا جیسا کہ نقشہ میں معلوم ہوگا، اس لئے سب کتابوں میں یہی لکھتے ہیں کہ: جس کو کسی میقات یا محاذ سے گذرنا نہ پڑے اور اس کو خود باوجود میقات یا محاذ کے ہوتے ہوئے ان کا علم نہ ہو تو وہ دو منزل مکہ مکرمہ سے آگے دور جگہ سے احرام باندھ لے، پھر دلیل میں جدہ کی مثال دی گئی ہے کہ جب بحری راستہ سے کوئی جدہ میں آئے تو چونکہ مکہ مکرمہ سے دو منزل دور ہے، اور اس سے آگے محاذ معلوم نہیں ہے۔

(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۶۱)

(۳)...... ''غنیۃ الناسک'' میں ہے:

ان المحاذاة لم تعتبر ميقاتا بالنص' انما الحقت بالميقات اجتهادا بالقياس عليه في حرمة مجاورته بلا احرام بعلة تعظيم الحرم المحترم' فكذا في جواز الاحرام عنه ايضا دفعا للحرج مع ان احرامه من عين الميقات اولى (الى قوله) وان لم يعلم المحاذاة على مرحلتين محرفتين من مكة كجدة من طرف البحرفانها على مرحلتين محرفتين من مكة وثلاث مراحل شرعية' الخ۔

(غنیۃ الناسک ص ۵۳۔قدیم ص ۲۶)

(۴)...... حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

فقیہ العصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی، حضرت تھانوی' حضرت مولانا خیر محمد صاحب' حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب' حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی' علامہ ابن حجر مکی' علامہ ابن زیاد یمنی اور صاحب غنیۃ الناسک (رحمہم اللہ) وغیرہ نے محاذات میقات کو بھی میقات کے حکم میں قرار دیا ہے، اسی وجہ سے ان حضرات کے نزدیک جدہ اور طائف بھی میقات ہے، لہذا ساحلی علاقہ سے بحری جہاز سے پہنچنے

والوں کے لئے، نیز مغربی ممالک سے ہوائی جہاز سے پہنچنے والوں کے لئے مذکورہ علماء کبار کے نزدیک جدہ سے احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہوگا، اوران حضرات کی رائے صحیح اور زیادہ معتبر ہے،اس لئے اس کومعمول بہ اور مفتی بہ قرار دیا جائے گا۔(انوارمناسک ص۲۴۶)

موصوف مدظلہ ایک اور جگہ تحریرفرماتے ہیں:

افریقہ، یورپ، امریکہ کی طرف سے آنے والا جہاز کسی میقات پر سے ہوکرنہیں گذرتا ہے بلکہ سیدھا جدہ پہنچتا ہے،اس لئے ان لوگوں کا جدہ پہنچ کراحرام باندھنا بلا کراہت جائز ہوگا۔(ایضاح المناسک ص۸۵)

(۵)......حضرت مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری مدظلہم تحریرفرماتے ہیں:

جوشخص آفاق سے ایسے راستہ سے جدہ پہنچے کہ اس کا گذر کسی عین میات سے نہ ہو، مثلا مصراور سوڈان سے بحری راستہ سے آنے والے لوگ، یاافریقہ اور مغرب وغیرہ سے ہوائی راستہ سے آنے والے حجاج تو ان کے لئے جدہ اکثر علماء کے نزدیک میقات کے حکم میں ہے،لہٰذاوہ جدہ آکراحرام باندھ سکتے ہیں، پہلے سے احرام باندھناان پرلازم نہیں ہے۔
(کتاب المسائل ص۱۰۳ج۳)

ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ جدہ بھی میقات ہے،اس لئے مغربی ممالک سے ہوائی جہاز میں سفر کرنے والوں کے لئے جدہ پہنچ کراحرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے۔

مانچسٹر سے سعودی ہوائی جہاز جو جدہ جاتا ہے، اس کے راستہ میں کوئی میقات نہیں آتی، راقم الحروف نے خودسفر کے دوران اہتمام سے اسے دیکھا، پھر دوسرے اہل علم اور ارباب افتاء سے اس کا تذکرہ کیا تو ان سب حضرات نے اطلاع دی کہ واقعی ہم نے بھی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ درمیان میں کوئی میقات نہیں آتی، اور نہ ہوائی جہاز کسی محاذات

سے گذرتا ہے۔

اس لئے جو سعودی ہوائی جہاز مانچسٹر سے جدہ جاتا ہے، اس میں جدہ جا کر احرام باندھنا جائز اور بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ:...... جو حضرات مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ بذریعہ ہوائی جہاز جدہ ہو کر آتے ہیں، ان کا گذر عین میقات ''ذوالحلیفہ'' سے نہیں ہوتا، بلکہ وہ ''ذوالحلیفہ'' کی محاذات سے گذر کر آتے ہیں، لہذا ان کے لئے بھی جدہ آ کر احرام باندھنے کی گنجائش ہے، مگر اولی یہی ہے کہ وہ پہلی محاذات سے قبل ہی احرام باندھ لیں۔ (کتاب المسائل ص۱۰۳ ج۳)

نوٹ:......کوئی اپنے گھر یا ایئر پورٹ سے احرام باندھے تو اعلی وافضل ہے، اس لئے کہ علماء نے مکان احرام کی تفصیل میں لکھا ہے کہ: مقررہ میقاتوں میں سے کسی ایک میقات سے احرام باندھنا واجب ہے، اور اپنے شہر کے میقات سے احرام باندھنا سنت ہے، اور اپنے گھر سے احرام باندھنا افضل ہے، اور گھر سے نکل کر میقات پر پہنچنے سے پہلے احرام باندھنا فاضل (یعنی فضیلت کا حامل) ہے، اور میقات سے تاخیر کرنا حرام ہے، اور جس کے راستے میں دو میقات آتے ہوں تو پہلے میقات سے بغیر احرام کے گذر کر دوسرے میقات سے احرام باندھنا مکروہ ہے۔ (عمدۃ المناسک ص۱۹۷)

نوٹ:...... ہمارے اس دور میں جبکہ عامۃً طبیعتیں راحت پسند ہوگئی ہیں، اور احرام کے مسائل سے ناواقفیت بھی عام ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ احرام میں جس قدر تاخیر ہو سکے کی جائے، میقات مکانی سے احرام باندھنا جائز ہے، مگر بہت زیادہ مقدم نہ کیا جائے ''بخاری شریف'' میں منقول ہے کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خراسان اور کرمان سے احرام باندھنے کو مکروہ فرماتے تھے:

’’وكره عثمان رضى الله عنه ان يُّحرِم من خُراسان أو كَرُمان‘‘۔

(بخاری، باب قول الله تعالى ﴿الحجّ اشهر مّعلومات فمن فرض فيهنّ الحجّ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فى الحجّ﴾ ،كتاب المناسك ، قبل رقم الحديث:۱۵۶۰)

ہاں وہ اہل ہمت جو مسائل سے واقفیت رکھتے ہیں، ان کے لئے بہتر ہے کہ جس قدر تحمل ہو اتنا ہی جلدی احرام باندھ لے۔

نوٹ:......شہر’’جدہ‘‘جحفہ (رابغ) اور’’یلملم‘‘ کے درمیان واقع ہے، اب اگر نقشہ کے اعتبار سے’’یلملم‘‘ تک لکیر کھینچی جائے تو یہ لکیر مقام’’بحرہ‘‘ سے گذرتی ہے، جو جدہ سے کچھ فاصلہ پر مکہ معظّمہ کے راستہ پر واقع ہے، اس اعتبار سے جدہ’’حل‘‘ سے باہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ’’زبدۃ المناسک‘‘میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی رحمہ اللہ نے ایک نقشہ بنا کر اس کی وضاحت فرمائی ہے، لیکن بہت سے جزئیات سے یہ واضح ہے کہ فقہاء نے جدہ کو حل کے اندر شمار فرمایا ہے، اور آج تک لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے کہ جدہ کو حل میں داخل سمجھتے ہیں، اور جدہ کے لوگ بے تکلف احرام کے بغیر مکہ معظّمہ آتے جاتے ہیں، اس لئے جدہ کو اقرب المواقیت یعنی’’قرن المنازل‘‘ کے بقدر مسافت (۸۰رکلومیٹر) پر واقع ہونے کے اعتبار سے حل میں داخل ماننا چاہئے، جو آفاق والوں کے لئے بحکم میقات ہے۔

(کتاب المسائل ص۱۰۴ج۳)

نوٹ:......’’حل‘‘ یہ حدود حرم سے باہر اور حدود میقات کے اندر کے درمیانی حصہ کو کہتے ہے۔اس کو’’حل‘‘ اس لئے کہتے ہیں کہ: اس میں حدود حرم کے برخلاف شکار وغیرہ جائز اور حلال ہے۔

نوٹ:......بعض اہل علم کو اس مسئلہ میں یہ تردد ہے کہ: اگر ہوائی جہاز کبھی دوسرے راستہ

سے جائے یا اسی راستہ سے جائے مگر سیدھے جدہ کا رخ نہ کرے بلکہ گھوم کر اپنی منزل پر پہنچے، یا کبھی ہجوم کی وجہ سے سیدھا اترنے کے بجائے چکر کاٹ کر جدہ پہنچے تو ممکن ہے کہ کسی میقات سے گذر جائے، اس صورت میقات سے بلا احرام گذرنے کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا۔

مگر درست بات یہی ہے کہ اگر چہ ہوائی جہاز کسی وقت براہ راست جدہ نہ پہنچے، بلکہ چکر کاٹ کر پہنچے تب بھی کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ علماء نے صراحت کی ہے کہ اگر کوئی میقات سے بلا احرام گذر جائے اور پھر میقات یا محاذات میقات میں جا کر احرام باندھ لے تو میقات سے بلا احرام گذرنے کا دم ساقط ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

اور آپ نے جو احتمال تحریر فرمایا ہے کہ سقوط دم میقات پر عود کرنے سے ہوتا ہے، محض محاذات کی طرف عود کرنے سے نہیں، سو یہ احتمال احقر کی نظر میں -نیز دوسرے علماء جن سے مشورہ ہوا ان کی نظر میں بھی- صحیح نہیں، کیونکہ محاذات جمیع احکام میں میقات کے قائم مقام ہے، اگر کوئی فرق ہوتا تو فقہائے کرام ضرور تصریح فرماتے۔

حاشیہ میں محشی مدظلہ لکھتے ہیں: بلکہ حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ نے محاذات میقات پر عود کرنے پر بھی سقوط دم کی تصریح فرمائی ہے،۔

چنانچہ ''غنیۃ الناسک'' میں ہے: **عن ابی یوسف رحمه الله : ان كان الذی یرجع الیه محاذیا لمیقاته الذی جاوزه أو ابعد منه سقط والا فلا ، الخ۔**

(غنیۃ الناسک ملا علی قاری ص ٦٠ (طبع ادارۃ القرآن کراچی)، **باب مجاوزة الميقات بغير احرام ، فصل فی مجاوزة الافاقی وقته**)

اسی طرح ’’مناسک ملاعلی القاری‘‘ میں ہے:

’’قال فی الفتح القدیر: وعن ابی یوسف رحمه الله ان کان الذی رجع محاذیا لیمقاته أو أبعد منه ، فکمیقاته.....۔

(مناسک ملاعلی قاری ص۸۴(طبع ادارۃ القرآن کراچی)، باب المواقیت)

’’فتاوی قاسمیہ‘‘ میں ہے:

جدہ ایئر پورٹ بھی یلملم اور رابغ کے محاذات کے اندر نہیں ہے، اس لئے ایئر پورٹ بھی ساحل جدہ کی طرح میقات کے حکم میں ہے ، لہذا مغرب کی جانب سے جدہ ایئر پورٹ آنے والے اسی طرح پانی کے جہاز سے آنے والے کے لئے جدہ کی بندرگاہ اور اس کے ایئر پورٹ پر احرام باندھنا جائز ہوگا......جو شخص بغیر احرام کے کسی میقات سے گذر جائے پھر دوبارہ کسی میقات یا محاذات پر جا کر احرام باندھ لیتا ہے تو واجب شدہ دم ساقط ہوجاتا ہے... لو احرم بعد ما جاوز المیقات قبل ان یعمل شیئا من اعمال الحج ، ثم عاد الی المیقات و لبّی سقط عنه الدم ۔(بدائع ،زکریا ص۳۷۳ ج۲)

(فتاوی قاسمیہ ص۱۹۰ ج ۱۲، کیا جدہ ایئر پورٹ میقات میں داخل ہے؟ سوال نمبر:۵۰۱۰)

واللہ تعالی اعلم وعلمه احکم و اتم۔

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۱۲/جمادی الاولی ۱۴۳۹ھ، مطابق: ۳۰/جنوری ۲۰۱۸ء

بروز منگل

تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے، اوراس کے دلائل

سوال:......تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنے کے بارے میں احادیث میں کوئی صراحت آئی ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ: مکہ ہی سے احرام باندھ کرعمرہ کرسکتا ہے، تنعیم جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

الجواب:......حامدا ومصليا ، الجواب وبا لله التوفيق :عمرہ کی میقات حدودحرم سے باہر کا علاقہ ہے، اس لئے چاہے اہل مکہ ہو یا اہل حل یا اہل آفاق کسی کے لئے عمرہ کا احرام حدودحرم میں باندھنا مشروع نہیں، بلکہ حدودحرم سے باہرحل یا آفاق میں جاکر احرام باندھنا واجب ہے، لہٰذا اگرکوئی حدودحرم میں احرام باندھ کرعمرہ کرے گا تو ایک دم واجب ہوگا۔ اسی طرح حج پر جانے والے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرہ کرنا چاہیں تو ان پر بھی لازم ہے کہ احرام باندھنے کے لئے حدودحرم سے باہر جاکرعمرہ کا احرام باندھیں ورنہ دم لازم ہوگا، تنعیم مکہ مکرمہ سے قریب ترین حل کی جگہ ہے، اس لئے تنعیم کا ذکر آتا ہے۔

ولا يشترط ان يكون احرام العمرة من الميقات ولا احرام الجمع من الحرم ، بل هو من الواجبات ، فلو احرم للعمرة داخل الميقات ولو من مكة (و قوله) وعليه دم لترك الميقات ، فلو عاد اليه سقط عنه الدم ، الخ۔(غنیۃ الناسک جدید:ص۲۱۴)

حل سے عمرہ کے لئے احرام باندھنے کے چند دلائل یہ ہیں:

(۱)...... ان عبد الرحمن بن ابی بكر رضى الله عنهما اخبره : انّ النّبى صلى الله عليه وسلم امره ان يُردِف عائشة رضى الله عنها و يُعْمِرَها من التّنعيم۔

(بخاری، باب عمرة التنعيم ، كتاب المناسك ، رقم الحديث:۱۷۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھائیں اور انہیں تنعیم سے عمرہ کرائیں۔

''بخاری شریف'' میں اس قسم کی روایتیں بکثرت آئی ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مکہ سے عمرہ کرنے والا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حرم سے باہر نکلے، پھر عمرہ کا احرام باندھے، اور آپ نے خارج حرم کی دوسری جگہوں میں سے ''تنعیم'' کو اس لئے معین فرمایا کہ تنعیم خارج حرم میں سے حرم کے قریب ترین جگہ تھی۔

(عمدۃ القاری ص ۱۷۰ ج ۱۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔نعمۃ الباری ص ۲۲۰ ج ۴)

اس کی تائید ''طحاوی شریف'' کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔

(۲)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : دخل علَیَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم بسرف ' وانا أبکی ، فقال : ماذاک ؟ قلتُ : حضت ، قال : فلا تبکی ، اِصنَعی ما یصنع الحاجُّ ، فقدمنا مکة ثم أتینا منی ' ثم غدونا الی عرفة ' ثم رمینا الجمرة تلک الایام ' فلما کان یوم النفر ارتحل فنزل الحصبة ، قالت : والله ما نزلها الا من أجلی ، فأمر عبد الرحمن بن ابی بکر رضی الله عنه فقال : احمل اختک فَأَخرِجهَا من الحرم ' قالت : والله ما ذکر الجِعِرَّانة ' ولا التنعیم [فلتهل بعمرة] فکان أدنانا من الحرم التنعیم ، فاهللت بعمرة ، الخ۔

(طحاوی ص ۳۱۲ ج ۲ ج، باب المکی یرید العمرة من این ینبغی له ان یحرم بها ، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث: ۴۰۰۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ (کیوں رو رہی ہو؟) میں نے عرض کیا کہ: میں حائضہ ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: مت

رو، حاجی جو عمل کرتا ہے تم بھی وہ کرو۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے، پھر منی گئے، پھر دوسرے دن صبح کو عرفات گئے ، پھر انہی دنوں میں ہم نے کنکریاں ماریں، پھر جب واپسی کا دن ہوا تو آپ ﷺ نے سفر شروع فرمایا، وادی محصب میں اترے اور اللہ کی قسم! آپ اس مقام پر صرف میری وجہ سے اترے تھے، پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: اپنی بہن کو سوار کر کے حرم سے باہر لے جاؤ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اللہ کی قسم! آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ: ہم جعرانہ سے یا تنعیم سے احرام باندھیں (چونکہ) ہمارے لئے حرم سے تنعیم زیادہ قریب تھا اس لئے میں نے (تنعیم سے) احرام سے باندھا۔

اس روایت میں '' فکان ادنانا من الحرم التنعیم '' کے الفاظ اس پر دال ہیں کہ تنعیم کو عمرہ کی خاص میقات ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وجہ سے اختیار کیا گیا تھا کہ دوسری حدودِ حل کے مقابلہ میں حل کی یہ قریب ترین جگہ تھی۔

(درس ترمذی ص ۲۰۶ ج ۳، باب ما جاء فی العمرة من التنعیم)

اس روایت میں صراحت ہے کہ مکی عمرہ کے لئے مکہ سے احرام نہیں باندھ سکتا، بلکہ اس کو حدودِ حرم سے باہر حل میں جانا ضروری ہے۔

اور یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کا سفر کرنا تھا، اور ایک جم غفیر آپ ﷺ کے ساتھ تھی، اگر مکہ سے احرام باندھنے کی اجازت ہوتی تو آپ ﷺ پورے اہل قافلہ کو کیوں تاخیر کی مشقت میں ڈالتے ،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما دیتے کہ جلدی سے یہیں سے احرام باندھ لو اور عمرہ ادا کرلو۔

(۳)......مالک عن علقمة بن ابی علقمة عن امّه عائشة امّ المؤمنین رضی اللہ

عـنهـا : انّهـا كـانـت تـنـزلُ من عرفة بنمرةَ ثم تـحوَّلَتُ الى الأراكِ ، قالت : و كانت عـائشةُ رضى الله عنها تُهلُّ ما كانت فى منزلها ومن كان معها ' فاذا ركبَتُ فتوجَّهَت الى الـموقِف تـركـتِ الاهـلال ، قالت : و كانت عائشة رضى الله عنها تعتمِر بعد الـحـجّ مـن مكّة فى ذى الحجة ثم تركت ذلک ، فكانت تخرج قبل هلال المُحَرَّم حتى تأتى الجُحفة فتُقِيم بها حتّى ترى الهلال فاذا رَأَتِ الهلال اهلَّت بعمرةٍ۔

(مؤطاامام مالک ص۳۴۸، باب قطع التلبية ، كتاب الحج والعمرة ، رقم الحديث:۱۰۱۸)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب عرفات آتیں تو نمرہ میں اترتیں پھر اراک میں اترنے لگیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان میں ہوتیں تو بھی وہ اور ان کے ساتھی لبیک کہتے جب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا موقوف کردیتیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذوالحجہ کے مہینوں میں مکہ سے احرام باندھ کر حج کے بعد بھی عمرہ ادا کرتی تھیں پھر اس کو ترک کردیا، اور محرم کے چاند سے پہلے جحفہ میں آکر ٹھہرتی تھیں اور جب چاند ہوجاتا تو عمرہ کا احرام باندھتیں۔(مؤطاامام مالک اردوترجمہ وشرح،ص۵۶۴ ج۱)

(۴)......مـالک عـن هشام بن عروة عن ابيه : انه رأى عبد الله بن الزبير رضى الله عنه احرم بعمرة من التّنعيم ، الخ۔

(مؤطاامام مالک ص۳۸۳، باب الرمل فى الطواف ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۱۳۰)

ترجمہ:......حضرت عروہ رحمہ اللہ سے مروی کہ:انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا۔

(مؤطاامام مالک اردوترجمہ وشرح ص۶۰۴ ج۱)

(۵)......عـن مـحـمد بن سيرين قال : وقّت رسول الله صلى الله عليه وسلم لاهل

مكة التنعيم۔

ترجمہ:......حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مرسلا مروی ہے کہ: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے لئے تنعیم کو میقات مقرر فرمایا ہے۔

(مراسیل ابی داؤد ص۹، باب ما جاء فی الحج۔نصب الرایۃ ص۱۹ ج۳، فصل : فی المواقيت ، كتاب الحج)

تشریح:......یعنی اہل مکہ کے لئے عمرہ کے وقت تنعیم یا کسی اور میقات کو مقرر فرمایا ہے، مکہ سے عمرہ کا احرام کافی نہیں۔کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ: اس روایت سے عمرہ کی تخصیص کیوں کی گئی، حج میں سب اس کے قائل ہیں کہ مکہ کا رہنے والا حج کا احرام مکہ سے باندھے گا، اور عمرہ میں نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ: خود آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا، اور حج میں جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے تمتع کیا تھا، انہوں نے مکہ ہی سے احرام باندھا ہے، اور عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر احرام باندھنا ہے، آپ ﷺ کا صریح ارشاد موجود ہے۔

(۶)......عن قتادة : عن سعيد بن المسيب : فى الرجل يريد العمرة من مكة من أين يهلّ ؟ قال : من التّنعيم ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۶ ج۸، فى الرجل يريد العمرة وهو بمكة من اين يعتمر؟ كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۳۰۹۷)

ترجمہ:......حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ: کوئی آدمی مکہ میں رہتے ہوئے عمرہ کا ارادہ کرے تو کہاں سے احرام باندھے؟ آپ نے فرمایا: تنعیم سے۔

(۷)......عن هشام بن عروة عن ابيه : انّ عائشة رضى الله عنها كانت تكون بمكة فاذا أرادت أن تعتمر خرجت الى الجحفة ' فاحرمت منها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۷ ج ۸، فى الرجل يريد العمرة وهو بمكة من اين يعتمر ؟ كتاب الحج رقم الحديث:۱۳۰۹۸)

ترجمہ:......حضرت عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں ہوتیں، اوروہاں سے جب عمرہ کا ارادہ کرتیں تو جحفہ تشریف لے جاتیں اوروہاں سے احرام باندھتی تھیں۔

(۸)......عن نافع : ان ابن عمر و ابن الزبير رضى الله عنهما خرجا من مكة 'حتى أتيا ذا الحليفة ' فأحرما ولم يدخلا المدينة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۷ ج ۸، فى الرجل يريد العمرة وهو بمكة من اين يعتمر؟ كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۳۰۹۸)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ سے نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور دونوں نے احرام باندھا اور مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوئے۔

(۹)......عن ابن اذينة قال : سئل عمر رضى الله عنه عن العمرة وهو بمكة : من أين يعتمر؟ فقال : ائت على بن ابى طالب رضى الله عنه فأسأله ، فقال : فأتيتُه ' فقال : من حيث ابدأت ' يعنى من ميقات ارضه ، قال : فأتى عمر رضى الله عنه فأخبره فقال : ما أجد لک الا ما قال على بن ابى طالب رضى الله عنه۔

ترجمہ:......حضرت ابن اذینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا

گیا کہ: مکہ سے عمرہ کا ارادہ ہو تو احرام کہاں سے باندھے؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: وہاں کی میقات سے، راوی کہتے ہیں کہ: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتوی بتلایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فتوی کے علاوہ کوئی فتوی نہیں پاتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۷ ج ۸، فی الرجل یرید العمرة وهو بمكة من این یعتمر؟ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۳۱۰۱)

(۱۰)......عن مسلم القُرّی قال : قلتُ لابن عباس رضی الله عنهما : ان أمی حجّت ولم تعتمر ، فمن أین أعتمر عنها ؟ قال : من وجهک الذی جئت منه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۹ ج ۸، فی الرجل یرید العمرة وهو بمكة من این یعتمر؟ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۳۱۰۷)

ترجمہ:......حضرت مسلم القری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ: میری والدہ نے حج کیا اور عمرہ نہیں کیا، (اب میں ان کے ساتھ) عمرہ کا احرام کہاں سے باندھوں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس جہت (جگہ) سے آپ (حج کے لئے آئے ہیں) وہاں سے باندھے۔

تشریح:......یعنی جہاں سے حج کا احرام باندھا تھا وہی سے باندھے۔ مطلب یہ ہے کہ حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھے۔

(۱۱)......عن هشام : ان القاسم و سالما كانا بمكة ، فأرادا أن يعتمرا ، فخرجا حتى أهلا من ذى الحليفة۔

ترجمہ:......حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت قاسم اور حضرت سالم رحمہما اللہ دونوں مکہ مکرمہ میں تھے، اور دونوں نے عمرہ کا ارادہ کیا تو (حدود حرم سے باہر) نکلے اور ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۷ ج ۸، فی الرجل یرید العمرة وھو بمکة من این یعتمر؟ کتاب الحج ' رقم الحدیث: ۱۳۱۰۴)

عمرہ کے لئے مکہ ہی سے احرام باندھنا، اور امام بخاری رحمہ اللہ کا تفرد

امام بخاری رحمہ اللہ کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ مکی جس طرح حج کا احرام مکہ ہی سے باندھتا ہے وہ عمرہ کا احرام بھی مکہ ہی سے باندھے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب قائم کیا ہے: اور اس کے تحت یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَقَّت لاھل المدینة ذا الحلیفة ' ولاھل الشام الجُحفة ' ولاھل نجد قرن المنازل ' ولاھل الیمن یلملم ' ھُنَّ لھنَّ ولمن اتی علیھِنَّ مِن غیرھِنَّ ، ممّن اراد الحج والعمرة ' ومَن کان دون ذلک فمِن حیثُ اَنشأ ' حتّٰی اھلُ مکةَ مِن مکة۔

(بخاری، باب مُھَلِّ اھلِ مکّةَ للحجّ والعمرة ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۵۲۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا، اور اہل شام کے لئے جحفہ کو، اور اہل نجد کے لئے قرن المنازل کو، اور اہل یمن کے لئے یلملم کو، یہ مواقیت ان مقامات پر رہنے والوں کے لئے ہیں، اور دوسرے ملکوں سے جو لوگ ان مقامات سے گذریں اور وہاں پر رہنے والے نہ ہوں اور وہ حج اور عمرہ کا ارادہ کرر ہے ہوں' ان کے لئے بھی یہ مواقیت ہیں، اور جو

لوگ ان مواقیت سے ماوراء رہنے والے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں، اسی طرح اہل مکۂ مکہ سے احرام باندھیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلک جمہور امت کے خلاف اور امام بخاری رحمہ اللہ کا تفرد ہے، اور جمہور امت کا یہی مسلک ہے کہ مکی حج کا احرام اگر چہ مکہ سے باندھے گا، لیکن عمرہ کا احرام اس کے لئے حل سے باندھنا ضروری ہے۔

(درس ترمذی ص۲۰۶ ج ۳، باب ما جاء فی العمرة من التنعیم۔ انعام الباری ص۱۸۸ ج ۵، باب مُهَلِّ اهل مكّة للحجّ والعمرة)

اس روایت میں کوئی ایسی صراحت نہیں ہے کہ اہل مکہ عمرہ کے لئے مکہ سے احرام باندھیں گے۔

نوٹ:...... تنعیم'' مکہ مکرمہ کی ایک جگہ کا نام ہے، جو حل میں واقع ہے۔ اسے تنعیم اس لئے کہتے ہیں کہ: اس کے داہنی جانب ''نعیم'' پہاڑ واقع ہے اور بائیں جانب ''ناعم'' پہاڑ ہے، اور اس وادی کا نام ''نعمان'' ہے۔ (معجم البلدان ص۴۹ ج ۲۔ عمدۃ المناسک ص۶۳۳)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم و اتم۔

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

طائف جانے والے زائرین کے لئے واپسی میں عمرہ کرنا ضروری ہے

سوال:...... بہت سے لوگ حج یا عمرہ میں جاتے ہیں اور وہاں سے طائف کی زیارت کے لئے بھی سفر کرتے ہیں اور واپسی میں بلا احرام مکہ مکرمہ آجاتے ہیں، کیا طائف سے واپسی پر اس طرح بلا احرام مکہ مکرمہ میں آجانا' اور عمرہ نہ کرنا جائز ہے؟

الجواب:...... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مکہ مکرمہ اور حرم محترم میں داخل ہونے کے لئے کسی میقات سے گذرنا پڑے تو بلا احرام گذرنا منع ہے، اور حرم محترم میں بلا احرام داخل ہو جائے تو احد النسکین (حج یا عمرہ) میں سے کوئی ایک واجب ہو جاتا ہے۔

اس لئے مکہ مکرمہ سے زائرین جب طائف زیارت کے لئے جاتے ہیں تو انہیں واپسی میں طائف کی میقات قرن المنازل- جسے آج کل ''سیل الکبیر'' اور ''السیل'' بھی کہتے ہیں- سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا واجب ہے، بلا احرام کے حرم میں داخلہ ممنوع ہے، اور عمدا ایسا کرنا گناہ کا باعث ہے۔

حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی رحمہ اللہ میقات کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اور نجد کے رہنے والوں کے لئے (میقات) قرن ہے، اس کو ''قرن المنازل'' اور ''قرن الثعالب'' بھی کہتے ہیں۔ پس نجد یمن' نجد الحجاز' نجد التہامہ اور نجد الطائف ان سب ملکوں کے لئے میقات احرام قرن ہے۔

(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۵۰، مواقیت احرام اور عمرہ کا بیان)

اگر کسی نے طائف سے واپسی پر میقات سے احرام نہیں باندھا تو اس پر واجب ہے کہ دوبارہ کسی میقات (اور اولی یہ ہے کہ اسی میقات پر) جا کر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، اس صورت میں بلا احرام میقات سے گذرنے کا گناہ بھی معاف ہو جائے گا اور کسی طرح کا

کوئی دم بھی واجب نہیں ہوگا۔اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ بلا احرام مکہ مکرمہ آ گیا اور واپس میقات جا کراحرام بھی نہ باندھا تواس پرعمرہ کی قضاواجب ہے۔

اس لئےضروری ہے کہ کسی میقات سے (اوراولی یہ ہے کہ اسی میقات سے جہاں سے بلااحرام گذرا ہے) عمرہ کا احرام باندھ کرعمرہ کرلے،اس صورت میں بلااحرام میقات سے گذرنے کا گناہ بھی معاف ہوجائے گااوردم بھی واجب نہیں ہوگا۔

اگرکوئی طائف سے بلا احرام مکہ مکرمہ چلا گیا اوراحرام نہیں باندھا،مگراسی وقت یا کسی اوروقت مگرسال گذرنے سے پہلےکوئی عمرہ نفل یانذریاقضایاسنت وغیرہ کاادا کرلےتواب عمرہ کی قضا واجب نہیں ،مگر میقات سے بلا احرام دخول کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔

اگرکسی نے طائف سے واپسی میں احرام نہ باندھااورنہ کوئی عمرہ کیااوراپنے ملک چلا آیاتواس پرواجب ہے کہ کسی وقت دوبارہ مکہ مکرمہ جا کرعمرہ ادا کرلے،اس صورت میں بھی میقات سے بلااحرام گذرنے کا گناہ معاف ہوجائے گااوردم بھی واجب نہ ہوگا۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے!''عمدۃ الفقہ''ص۹۹ تا۱۰۳ج۴،''احرام باندھے بغیر میقات سے گذرجانا''۔

(۱)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا تجوزوا الوقت الا باحرام۔

(معجم کبیرطبرانی ص۴۳۶ج۱۱، رقم الحدیث:۱۲۲۳۶،(سعید بن جبیر عن ابن عباس)۔
نصب الرایہ ص۱۵ج۳، کتاب الحج ، فصل فی المواقیت)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ: بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کریں (آگے نہ بڑھیں)۔

(۲)......عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا یجاوز احد الوقت الا محرم ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۰۳ ج۸، من قال : لا یجاوز احد الوقت الا محرم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۵۷۰۲)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کوئی بھی بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کرے۔

(۳)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما : انہ کان یردھم الی المواقیت : الذین یدخلون مکۃ بغیر احرام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۰۲ ج۸، فی الرجل اذا دخل مکۃ بغیر احرام ما یصنع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۴۳۸۶/۱۴۳۸۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ مواقیت کی طرف ان لوگوں کو واپس بھیج دیتے جو بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتے تھے۔

(۴)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما : یرد من جاوز المیقات غیر محرم۔

(مسند امام شافعی ص۱۶۔ معرفۃ السنن والآثار، رقم الحدیث :۹۴۳۸۔ بذل المجھود فی حل سنن ابی داؤد ص۳۹ ج۷، باب فی المواقیت ، کتاب المناسک ، تحت : رقم الحدیث :۱۷۳۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: جو شخص میقات سے بغیر احرام کے گذر جائے اُسے میقات پر واپس بھیجا جائے (تاکہ احرام باندھ کر گذرے)۔

(۵)......روی اسحاق بن راھویہ فی " مسندہ " : عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

قال : اذا جاوز الوقت فلم يحرم حتى دخل مكة رجع الى الوقت فاحرم ، فان خشى ان رجع الى الوقت فانه يحرم و يهريق لذلک دما۔

(بذل المجهود فى حل سنن ابى داؤد ص۴۰ ج ۷، باب فى المواقيت ، كتاب المناسک ، تحت رقم الحديث :۱۷۳۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: جب کوئی شخص میقات سے بغیر احرام کے گذر کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائے تو اسے میقات پر لوٹ کر احرام باندھ لینا چاہئے ،اور اگر لوٹنے میں خوف ہو تو قربانی ادا کرے (یعنی دم دے)۔

اہل علم کے لئے چند فقہی عبارات اور مملکت سعودی کے ایک عالم کے فتاوی نقل کئے جاتے ہیں:

(۱)......و من جاوز آخر الميقات بغير احرام ' ثم عاد اليه وهو محرم و لبى فيه سقط عنه الدم الذى لزمه بالمجاوزة بغير احرام ، لانه قد تدراک ما فاته ، الخ۔

(البحر الرائق ص۸۵ ج ۳، باب مجاوزة الميقات بغير احرام ، كتاب الحج)

(۲)......و المكى اذا خرج منها و جاوز المواقيت لا يحل له العود بلا احرام لكن احرامه من الميقات۔

(شامی ص۴۸۴ ج ۳، مطلب: فى المواقيت ، كتاب الحج ،(ط: مکتبہ بن باز مکہ مکرمہ)

(۳)......و من دخل أى من اهل الأفاق مكة أو الحرم بغير احرام فعليه احد النسكين أى من الحج والعمرة ، وكذا عليه دم المجاوزة أو العود۔

(مناسک ملا علی قاری ص۸۷، فصل : فى مجاوزة الميقات بغير احرام)

(۴)......(و) يجب (على من دخل مكة بلا احرام) لكلّ مرة (حجة أو عمرة) فلو

عـاد فأحرم بنسک اجزأه عن آخر عن دخوله ، و تمامه فی الفتح ، (وصح منه) أی أجـزأه عـما لزمه بالدخول (لو احرم عما علیه) من حجة الاسلام أو نذر أو عمرة مـنذورة ، لکن (فی عامه ذلک) لتدارکه المتروک فی وقته (لا بعده) لصیرورته دیـنـا بتـحـویل السنة ، وفی الشامیة : ای عام الدخول ، قال فی الهدایة : لانه تلاقی الـمتـروک فـی وقتـه ، لان الواجب علیه تعظیم هذه القبعة بالاحرام ، کما اذا أتاه : أی الـمیـقـات محرما بحجة الاسلام فی الابتداء ، بخلاف ما اذا تحوّلت السنة لانه صـار دیـنًـا فـی ذمتـه فلا یتأدی الا باحرام مقصود کما فی الاعتکاف المنذور ، فانه یتأدی بصوم رمضان فی هذه السنة دون العام الثانی۔

(شامی ص۶۲۶ ج۳ (ط : مکتبه دار الباز ، مکة المکرمة) باب الجنایات ، کتاب الحج)

(۵)......ولا یشتـرط ان یـکـون احـرام الـعـمـرة من المیقات ولا احرام الجمع من الـحـرم ، بـل هـو مـن الـواجبـات ، فـلـو احـرم للعمرة داخل المیقات ولو من مکة (وقوله) وعلیه دم لترک المیقات ، فلو عاد الیه سقط عنه الدم ، الخ۔

(غنیۃ الناسک جدید: ص۲۱۴)

(۶)......و اذا جاوز المیقات من غیر احرام یلزمه العود الی میقاته الذی جاوزه ، أو الـی أیّ میقات اقرب أو ابعد ، والافضل ان یعود الی المیقات الذی جاوزه فاذا اعاد الی المیقات واحرم علیه بالحج أو العمرة سقط عنه الاثم والدم۔

(التسهیل الضروری ص۱۸۴ ج۱)

س : ۳۳۸......سئل فضیلة الشیخ -رحـمـه الله تعالی : من أراد الحج أو العمرة فمن أین یحرم؟

فأجاب فضيلته بقوله : يكون الإحرام من الميقات الذى وقته النبى صلى الله عليه وسلم لمن جاء منه وهى.............. ومن جاء من طريق الطائف فإن ميقاته السيل الكبير...... ولا يجوز للإنسان الذى يريد حجاً أو عمرة أن يتجاوز الميقات الذى مر به حتى يحرم۔

(مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين (۲۸۵ج۲۱)

س:۳۹۳...... سئل فضيلة الشيخ رحمه الله تعالى : رجل من أهل جدة انتقل بسبب العمل فإذا أراد الحج متمتعاً فمن أين يحرم هل يحرم من بيت أهله إذا قدم إلى جدة أو يحرم من الميقات الذى مر به ؟ ومن أين يحرم للحج ؟

فأجاب فضيلته بقوله :وقت النبى صلى الله عليه وسلم المواقيت ذو الحليفة لأهل المدينة ، والجحفة لأهل الشام ، ويلملم لأهل اليمن ، وقرن المنازل لأهل نجد ، وكذلك وقت ذات عرق لأهل العراق ، وقال النبى صلى الله عليه وسلم : حين وقت هذه المواقيت :" هن لهن ولمن أتى عليهن من غير أهلهن" فنقول لهذا السائل : إذا أردت أن تذهب إلى مكة للعمرة أو للحج فإنه يجب عليك أن تحرم من أول ميقات تمر به ، فإن ذهبت عن طريق المدينة كان ميقاتك ذا الحليفة ، وإن ذهبت من طريق الطائف كان ميقاتك قرن المنازل، ويسمى السيل الكبير ، الخ۔

(مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين (۳۲۷ج۲۱)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۵/صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵/ اکتوبر ۲۰۱۷ء

بروز بدھ

رمی قبل الزوال، اور تمام دنوں کی رمی ایک دن کرنے پر دم کا وجوب

دوسرے اور تیسرے دن جمرات کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک غیر ظاہر الروایت یہ بھی منقول ہے کہ ان دنوں میں زوال سے قبل بھی رمی جائز ہے۔ اور اگر کسی نے ان دو دنوں کی رمی ایک ہی وقت میں کی، یعنی آخری دن تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، مگر حضرات صاحبین امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر کوئی دم نہیں، اور ائمۂ ثلاثہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ان دونوں مسائل پر چند آثار اور عبارات فقہاء جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

رمی کے دو جزئیوں کے بارے میں عبارات فقہاء

(۱)...... دوسرے اور تیسرے دن جمرات کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک غیر ظاہر الروایت یہ بھی منقول ہے کہ ان دنوں میں زوال سے قبل بھی رمی جائز ہے، گرچہ یہ روایت مفتی بہ اور راجح نہیں ہے، اس لئے اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے اور نہ اس پر فتوی دیا جاسکتا ہے۔ اس جزئیہ کے حوالے یہ ہیں:

(۲)...... رمی کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے اگر کسی نے ان دو دنوں کی رمی ایک ہی وقت میں کی، یعنی آخری دن تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، مگر حضرات صاحبین امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر کوئی دم نہیں، اور ائمۂ ثلاثہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

(۱)...... قال محمد : من جمع رمی الیومین فی یوم من علة أو غیر علة فلا کفارة علیه ، الا انه یُکره له ان یدع ذلک من غیر علةٍ حتی الغد ، وقال ابو حنیفة : اذا ترک ذلک حتی الغد فعلیه دم۔

(موطا امام محمد (مترجم) ص ۲۳۵، باب تاخیرُ رمی الجمار من علة أو من غیر علة وما یکره من ذلک ، کتاب الحج ، تحت رقم الحدیث :۴۹۳)

ترجمہ:...... امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص دو دن کی رمی عذر یا بلا عذر کے ایک دن میں جمع کرے اس پر کوئی کفارہ (یعنی دم) نہیں، ہاں بلا عذر دوسرے دن تک رمی میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: دوسرے دن صبح تک رمی ترک کرنے والے پر دم لازم ہوگا۔

(۲)...... وقال محمد فی " المؤطا " : من جمع رمی یومین فی یوم من علة أو من غیر

علة فلا كفارة عليه ، الا انه يُكره له ان يدع ذلك من غير علةٍ حتى الغد ، وقال ابو حنيفة رحمه الله : اذا ترك ذلك حتى الغد (أى من غير علة) فعليه دم ، لان رمى كل يوم فى ذلك اليوم واجب عنده خلافا لهما " التعليق الممجد " ، وفى " شرح اللباب " للقارى : والحاصل ان الرمى موقت عند ابى حنيفة ، وعندهما ليس بموقت ، فاذا اخر رمى يوم الى يوم آخر فعنده يجب القضاء مع الدم ، وعندهما يجب القضاء لا غير ، لان الايام كلها وقت لها .... ولو ترك شيئا من الواجبات بعذر لا شىء عليه على ما فى " البدائع " ، وكذا الكرمانى (١٩٦) قلت : ودلالة الاثر على جواز تاخير الرمى و ترك المبيت بمنى بعذر ظاهرة۔

(اعلاء السنن ص۱۹۵ ج ۱۰، باب ان المبيت بمنى فى ليالى ايام التشريق سنة ، ويكره تعجيل ثقله من منى قبل النفر ، كتاب الحج ، تحت رقم الحديث :۲۷۸۸)

تشریح:......امام محمد رحمہ اللہ کتنی وضاحت سے فرماتے ہیں کہ عذر یا بلا عذر دو دن کی رمی کوئی ایک ساتھ مارے تو اس پر کوئی دم واجب نہیں، ہاں ایسا کرنا مکروہ ہے۔اگر عذر ہو تو جیسا کہ اس وقت ہجوم، سواری کا نہ ملنا، کئی مرتبہ بارش اور موسم کی خرابی وغیرہ اعذار میں انشاء اللہ کراہت بھی نہیں جیسا کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: اس حدیث کی دلالت عذر کی وجہ سے رمی کی تاخیر اور مزدلفہ میں قیام کے عدم وجوب پر ظاہر ہے۔

نوٹ:......حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے جس حدیث سے استدلال فرمایا ہے وہ حدیث ص:۳۱۸/ پر ہے۔

(۳)......واما فى اليوم الثانى والثالث وقت الرمى ما بعد الزوال ، ولو رمى قبل

الزوال لا يجزيه ، هكذا ذكر في الاصل ، وفى الهداية : لا يجوز فى المشهور من الرواية ، قال محمد : كان ابو حنيفة يقول : احب اليّ ان يرمى فى اليوم الثانى والثالث حتى تزول الشمس ، وان رمى قبل ذلک اجزاه۔

(فتاوی تاتارخانیہ ص۵۲۴ج۳، الفصل تعليم اعمال الحج ، كتاب الحج ، رقم :۴۹۵۵)

(۴)......اذا اخّر رمى الجمرة العقبة من يوم النحر الى الليل : فعليه ان يرميها فى الليل ، ولا شيء عليه ، وعن ابى يوسف : لا يرمى بالليل ، وان اخّره الى الغد رماها وعليه دم عند ابى حنيفة للتاخير ، لان الرمى يوم النحر نسک كامل، فتاخيره عن وقته يوجب الدم كتركه ، و قالا : لا شيء عليه ، وكذا اذا اخّر الاكثر من رمى جمرة العقبة : بان اخر اربع حصيات الى الغد ، رماها وعليه دم عنده ، خلافا لهما ، لانه بمنزلة تأخير الكل ،.....

وان اخّر رمى الجمار كلها عن اليوم الثانى من ايام النحر ، وقضاه فى اليوم الثالث ، أو اخّر الرمى عن اليوم الثالث وقضاه فى اليوم الرابع لزمه دم عند ابى حنيفة ، وقالا : لا شيء عليه ، وقد اساء ، كذا فى الشرح الطحاوى۔

(البحر العميق فى مناسک المعمتر والحاج الى البيت العتيق ص۱۸۷۱/۲،۱۸۷۲، فصل : فيما يفعله الحاج ايام التشريق ، الباب الثانى عشر: فى الاعمال المشروعة يوم النحر)

(۵)...... ذكره الحاكم فى " المنتقى" قال : كان ابو حنيفة يقول : الافضل ان يرمى فى اليوم الثانى والثالث من ايام النحر بعد الزوال ، فان رمى قبله جاز ، وجه هذه الرواية : انه يوم من ايام الرمى فصار كيوم النحر ،

وفى "كافى" حافظ الدين : وعن ابى حنيفة : انه لو رمى قبل الزوال جاز ، يعنى

فی الیوم الاول ، والثانی من ایام التشریق ، وحمل المروی عن اختیار الافضل۔

(البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحاج الی البیت العتیق ص۱۸۷۹، فصل : فیما یفعله الحاج ایام التشریق ، الباب الثانی عشر: فی الاعمال المشروعة یوم النحر)

(۶)...... وذکر الحاکم الشهید فی " المنتقی" قال محمد رحمه الله : کان ابو حنیفة یقول : احب الیّ ان لا یرمی فی الیوم الثانی والثالث حتی تزول الشمس ، وان رمی قبل ذلک اجزاه ، فصار فی الیوم الثانی والثالث روایتان۔

(المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی ص۴۳۰ج۲، الفصل الثالث فی تعلیم اعمال الحج ، کتاب المناسک)

(۷)...... وفی " المجرد " لو ترک رمی الجمار کلها فی سائر الایام الی الیوم الرابع قضاها علی التألیف فی الیوم الرابع ، لان وقت الرمی والحبس واحد ، وان لم یرم حتی غابت الشمس من الیوم الرابع سقط عنه الرمی ، وعلیه دم واحد بالاجماع ، لان الرمی کله نسک واحد ۔

(المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی ص۴۳۰ج۲، الفصل الثالث فی تعلیم اعمال الحج ، کتاب المناسک ، قبیل : الفصل الرابع)

(۸)...... واما وقت الرمی من الیوم الاول والثانی من ایام التشریق ، وهو الیوم الثانی والثالث من ایام النحر ، فبعد الزوال ، حتی لا یجوز الرمی فیهما قبل الزوال فی الروایة المشهورة عن ابی حنیفة رحمه الله ، و روی عن ابی حنیفة رحمه الله ان الافضل ان یرمی فی الیوم الثانی والثالث بعد الزوال ، فان رمی قبله جاز ،

وجه هذه الروایة ان قبل الزوال وقت الرمی فی یوم النحر ، فکذا فی الیوم الثانی

والثالث ، لان الكل ايام النحر۔(بدائع الصنائع ص۹۳ ج۳، كتاب الحج)

(۹)......فان ترک الرمی كله فی سائر الايام الى آخر ايام الرمی وهو اليوم الرابع ، فانه يرميها فيه على الترتيب و عليه دم عنده ، وعندهما لا دم عليه ، لما بينا ان الرمی مؤقت عنده وعندهما ليس بموقت۔

(بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ص۹۶ ج۳، كتاب الحج)

(۱۰)...... وان ترک الرمی كله فی سائر الايام الى آخر ايام الرمی رماها على التأليف ، لان وقت الرمی باق فعليه ان يتدارک المتروک ما بقی وقته كالاضحية اذا اخرها الى آخر ايام النحر ، وعليه دم للتأخير فی قول ابی حنيفة رحمه الله تعالى و لا دم عليه فی قولهما۔

(كتاب المبسوط لسرخسی ص۶۵ ج۴، باب رمی الجمار ، كتاب المناسک)

(۱۱)......وقت رمی الجمار الثلاث فی اليوم الثانی والثالث من ايام النحر بعد الزوال ، فلا يجوز قبله فی المشهور ، و قيل يجوز ۔

(شامی ص۵۴۲ ج۳، مطلب : فی رمی الجمرات الثلاث ، كتاب الحج ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۱۲)......ثم بتاخيرها يجب الدم عنده خلافا لهما ۔

(شامی ص۵۸۶ ج۳، باب الجنايات ، كتاب الحج ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۱۳)......(ومن ترک رمی الجمار فی الايام كلها فعليه دم) واحد ، لان الجنس متحد ، والترک انما يتحقق بغروب الشمس من آخر ايام الرمی ، وهو اليوم الرابع وما دامت باقية فالاعادة ممكنة فيرميها على الترتيب ، ثم بالتاخير يجب الدم عند

الامام خلافا لهما ۔(اللباب فی شرح الکتاب ص۲۱۰ ج۱، باب الجنایات ، الحج)

(۱۴)......رمی کا ترک کرنا اس وقت ثابت ہوتا ہے جب رمی کے آخری دن جو کہ رمی کا چوتھا اور ایام تشریق کا آخری دن ہے،یعنی تیرہ ذی الحجہ کا سورج غروب ہوجائے،اس لئے کہ رمی انہی دنوں میں کرنا عبادت ہے،اور جب تک یہ دن باقی ہیں رمی کا اعادہ ممکن ہے، پس ان دنوں کی متروکہ رمی ترتیب کے ساتھ کرے اور اپنے مقررہ وقت سے تاخیر کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم واجب ہوگا،صاحبین رحمہما اللہ کا اس میں اختلاف ہے۔پس اگر کل یا اکثر رمی کو دوسرے دن تک مؤخر کردیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو دوسرے دن قضا کرے،اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی ادا کرے،اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک صرف قضا واجب ہوگی،دم وغیرہ کچھ واجب نہیں ہوگا،اور اگر اس دن کے بعد آنے والی رات تک مؤخر کیا تو بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔.....

حاصل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک (ہر روز کی) رمی کا وقت معین ہے (یعنی ہر روز کی رمی دوسرے روز کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پہلے کرلینا واجب ہے) اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا وقت معین نہیں ہے،پس اگر ایک دن کی رمی دوسرے دن تک مؤخر کردی جائے تو امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر اس رمی کی قضا اور دم واجب ہوگا،اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک صرف رمی کی قضا واجب ہوگی اور کچھ واجب نہیں ہوگا،کیونکہ ان کے نزدیک رمی کا وقت تمام ایام رمی ہیں،لیکن جب رمی کے تمام دن گذر جائیں گے تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بھی ترک رمی کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔یہی اکثر علماء کا قول ہے،اور شافعیہ کے نزدیک یہی اصح ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۴۴۵ ج۴،رمی جمرات میں واجب ترک کرنا)

(۱۵)...... حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد بن شیبانی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق بن راہویہ، امام طحاوی رحمہم اللہ کے نزدیک گیارہویں کی صبح صادق کے بعد رمی کرنا مکروہ تو ہے، مگر کوئی دم یا جرمانہ واجب نہیں۔ اور عدم وجوب کا سلسلہ تیرھویں ذی الحجہ کے غروب تک رہے گا، اور تیرھویں کے غروب کے بعد رمی کی قضا جائز نہ ہوگی، اس لئے کہ محل رمی اب بالکل ختم ہو گیا ہے۔ (انوار مناسک ص ۴۷۷، جمرۂ عقبی کی رمی میں تاخیر)

اگر دسویں کی رمی گیارہویں کی صبح صادق ہو جانے تک نہیں کی گئی ہے تو دسویں کی رمی کی قضا گیارہویں کی رمی کے ساتھ کرنا لازم ہو جائے گی، اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر گیارہویں کی رمی بارہویں کی صبح صادق تک نہیں کی ہے تو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم بھی لازم ہو جائے گا، نیز اگر بارہویں کی رمی بھی تیرہویں کی صبح صادق ہو جانے تک نہیں کی ہے تو تیرہویں کی رمی کے ساتھ قضا کرنا اور تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا بھی لازم ہو جائے گا۔ اور قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد قضا کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے، صرف ایک دم دینا لازم ہوگا۔

یہ مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے، یعنی قضا اور دم کفارہ دونوں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہیں، اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک صرف ایک چیز واجب ہوتی ہے، یعنی اگر دوسرے دن رمی کی تلافی رمی کے ذریعہ کر لی جائے تو دم لازم نہ ہوگا، اور ان کے نزدیک قضا بھی ادا کے حکم میں ہوتی ہے، اور

دوسرے دن رمی جوان کے نزدیک ادا ہے اور امام صاحب کے نزدیک قضا ہے کی صورت میں دم لازم نہیں ہوتا۔اور تیرہویں کے غروب کے بعد رمی کا وقت اداء اور وقت قضاء دونوں ختم ہوجاتے ہیں،اس لئے سب کے نزدیک صرف دم دینا لازم ہوگا۔

(انوار مناسک ص۴۹۵،دسویں،گیارہویں وبارہویں کی قضاء ودم کب؟)

نوٹ:......بعض اہل علم نے اس مسئلہ پر فرمایا:ایسا کوئی فقہی جزئیہ نہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک زوال سے پہلے رمی کی روایت ہو،اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تین دنوں کی رمی ایک دن ساتھ کرنے پر کوئی دم واجب نہ ہوتا ہو۔ان کے لئے یہ تحریر لکھی گئی۔

مرغوب احمد لاجپوری

جزئیہ مذکورہ کی تائید میں چند احادیث وآثار

(۱)......عن ابن عمر انه كان يجعل رمى الجمار نوائب بين رعاء الابل ، يأمر الذين عنده فيرمون اذا زالت الشمس ، ثم يذهبون الى الابل ، ويأتى الذين فى الابل فيرمون ، ثم يمكثون حتى يرموها من الغد اذا زالت الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۸۵ ج ۸، فى الرعاء كيف يرمون ؟ كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۴۳۱۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ (اونٹوں کے) چرواہوں کے درمیان رمی کی اس طرح ترتیب بنائی کہ: آپ کے حکم کی تعمیل میں جو چرواہے آپ کے پاس تھے وہ زوال شمس کے بعد رمی کریں، پھر وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلے جائیں، اور دوسرے چرواہے جو اب تک اونٹوں کے پاس تھے وہ آئیں، اور ٹھہریں یہاں تک کہ دوسرے دن زوال شمس ہوجائے تو وہ رمی کریں۔

(۲)......عن ابى مليكة قال : رمقت ابن عباس رماها عند الظهيرة قبل ان تزول۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۸۷ ج ۸، فى الجمار متى ترمى ؟ كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۴۷۹۴)

ترجمہ:......حضرت ابوملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نے دوپہر کو زوال سے پہلے رمی کی۔

(۳)......عن ابن طاوس قال : يرمى الجمار اذا طلعت الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۸۷ ج ۸، فى الجمار متى ترمى ؟ كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۴۷۹۳)

ترجمہ:......حضرت ابن طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جمرات کی رمی سورج نکلنے کے بعد کی جائے۔

(۴)......عن ابراهيم قال : ليس في شيء من الجمار دم ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳۸ ج ۸، فی الرجل يرمی جمرة قبل الاخری ، کتاب الحج، رقم الحدیث:۱۴۱۵۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رمی جمرات میں کوئی دم نہیں ہے، (یعنی اگر آگے پیچھے ہو جائے یا وقت کی تعیین میں کوئی تقدیم وتاخیر ہو جائے)۔

تشریح:......کوئی ان دو اثروں سے یہ استدلال کرسکتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پہلے دن کی رمی کے بارے میں ہے، اور پہلے دن کی رمی کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے، مگر صحیح یہی ہے کہ یہ اثر دوسرے اور تیسرے دن کی رمی یعنی گیارہویں اور بارہویں کی رمی کے متعلق ہے، اس لئے مصنف نے یہ بات قائم کرکے اس میں اور روایتیں زوال شمس کے بعد کی نقل کی ہیں، اور یہ اثر اسی بات میں ہے، اور پہلے دن کی رمی کے بارے میں ساتھ ہی دوسرا باب قائم کیا ہے: ''فی رمی جمرة العقبی''۔

(۵)......عن نافع ان ام سلمة ابنة المختار كانت تحت ابن لعبد الله بن عمر ، فولدت بالمزدلفة ، فتخلّفت معها صفية فلم تضع ليلتها تلك ومن الغد ، ثم جاء تا منى من الليل فرمتا الجمرة ، فلم ينكر ذلك عليهما عبد الله ، ولم يأمرهما ان تتقضيا شيئا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۷۳ ج ۸، فی رمی الجمار بالليل ، من كرهه ؟ کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۵۵۵۳)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ام سلمہ بنت مختار رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے کے نکاح میں تھیں، مزدلفہ میں ان کے

ہاں بچہ کی ولادت ہوئی، تو حضرت صفیہ رحمہا اللہ ان کے ساتھ وہ رات اور اگلی رات پیچھے رہ گئیں، پھر دونوں رات کو منی آئیں اور رمی کی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے اس عمل پر کوئی نکیر نہیں فرمائی اور نہ ہی ان کو کسی چیز کے قضا کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے نزدیک رمی میں وسعت تھی

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ میں بعض جمرۂ عقبی کی رمی طلوع شمس سے پہلے بھی کر لیتے تھے، اور اس مسئلہ میں کوئی زیادہ حرج نہیں سمجھتے تھے، جب موقع ملا کر لی، چاہے طلوع شمس سے پہلے یا بعد میں، چند آثار یہ ہیں:

(۱)......عن عطاء بن السائب قال : رأيت ابا جعفر رمى الجمرة قبل طلوع الشمس وكان عطاء و طاوس و مجاهد و عامر و سعيد بن جبير يرمون حين يقدَمون ايّ ساعة قدموا لا يرون به بأسا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۸۹ ج ۸، من رخص ان يرميها قبل طلوع الشمس ، كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۴۸۰۴)

(۲)......حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کو طلوع شمس سے پہلے رمی کرتے ہوئے دیکھا۔ اور حضرت عطاء، حضرت طاوس، حضرت مجاہد، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عمار اور حضرت سعید بن جبیر رحمہم اللہ جب بھی (جمرات) پہنچتے تو رمی کر لیتے، وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، (کہ سورج طلوع ہوا ہے یا نہیں)۔

(۳)......عن ابى البدّاح بن عاصم ، عن ابيه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم

رخّص لرِعاءٍ الابل فی البیتُوتَة ، یرمون یوم النحر ، ثم یرمون الغدَ و من بعدِ الغد بیومین ، و یرمون یوم النفر۔

(ابوداؤد، باب فی رمی الجمار ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۹۷۵۔ترمذی، باب ما جاء فی الرخصة للرُعاة ان یرموا یوما ویدعوایوما ، ابواب الحج ، رقم الحدیث:۹۵۴/۹۵۵۔نسائی، رمی الرعاة ، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث:۳۰۶۹۔ابن ماجہ، باب تاخیر رمی الجمار من عذر، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۳۰۳۷)

ترجمہ:......حضرت عاصم بن عدی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرانے والوں کو رات کے وقت منی میں قیام نہ کرنے کی رخصت عطا کی (یعنی وہ منی میں رات نہ گذاریں اور مکہ میں قیام کریں۔اوران لوگوں کو) یوم النحر میں رمی کرنے کا حکم فرمایا، پھر آئندہ کل اوراس کے بعد کے دن کی رمی ساتھ مارلیں،، پھر یونفر کی رمی کریں۔

نوٹ:......(ذی الحجہ کی) دس تاریخ کو یوم النحر ، گیارہ کو یوم القر، بارہ کو یوم النفر الاول اور تیرہ کو یوم النفر الثانی کہا جاتا ہے۔(درس ترمذی ص۲۳۹ج۳)

تشریح:......آپ ﷺ کا اس طرح چرواہوں کوایک دن کی رمی کا حکم فرمانا اور دوسرے دن کی رمی کی رخصت دینے سے مراد یہ نہیں کہ ایک دن کی رمی کریں اور دوسرے دن کی ترک کریں، بلکہ آپ کا منشا یہ تھا کہ ایک دن بعض رمی کریں اور دوسرے دن دوسرے بعض مگراس طرح کہ ایک دن کی جوترک کریں وہ دوسرے دن دونوں کی رمی ساتھ کرلیں، سنن کی روایت میں اس کی صراحت ہے:''بیومین، ثم یجمعوا رمی یومین ، یجمعونهما فی احدهما''۔''ابن خزیمہ'' کی روایت میں بھی اس کی صراحت ہے، بلکہ انہوں نے اس

پر ایک طویل باب قائم فرمایا ہے کہ:

’’باب ذكر الدليل [على] ان النبى صلى الله عليه وسلم انما رخّص للرعاء فى ترك رمى الجمار يوما و يرعوا يوما فى يومين من ايام التشريق ، اليوم الاول يرعوا فيه، ويرموا يوم الثانى ، ثم يرموا يوم النفر ، لا انه رخّص لهم فى ترك رمى الجمار يوم النحر ، ولا يوم النفر الآخر ، وانهم انما يجمعون بين رمى اول يوم من ايام التشريق واليوم الثانى فيرمونها فى احد اليومين ، اما يوم الاول واما يوم الثانى من ايام التشريق‘‘۔

یعنی اس باب میں اس دلیل کا ذکر کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چرواہوں کو ایک دن کی رمی کے چھوڑنے کا اور ایک دن کی رمی کے کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ پہلے دن میں ایک جماعت (جانوروں کو) چرائے اور دوسرے دن میں رمی کریں، پھر یوم نفر کی رمی کریں، اس میں اس بات کی رخصت نہیں ہے کہ یوم نحر اور یوم نفر کی رمی کو ترک کردیں، بلکہ یہ حضرات دونوں دنوں کی رمی کو جمع کرلیں، اس طور پر کہ ایام تشریق کے پہلے اور دوسرے دن کی رمی ایک دن میں جمع کرلیں (یعنی دونوں دنوں کی ایک ساتھ مارلیں)۔

نوٹ:......حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ:

دوسرا مسئلہ:......ایام منی میں ہر دن کی رمی اسی دن کرنی ضروری ہے، بصورت دیگر دم واجب ہوگا، اور اس پر اجماع ہے، البتہ اونٹوں کے چرواہوں کو یہ اجازت ہے کہ وہ منی میں راتیں نہ گذاریں۔اسی طرح یہ بھی اجازت ہے کہ وہ دودنوں کی رمی ایک ساتھ کریں، البتہ وہ جمع تاخیر کریں، جمع تقدیم جائز نہیں۔(تحفۃ الالمعی ص ۳۶۰ ج ۳)

اس عبارت میں یہ جملہ ''اوراس پر اجماع ہے'' درست نہیں، اس لئے کہ کسی نے دو دن کی رمی ایک دن میں ساتھ کی تو حضرات صاحبین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک اس پر دم واجب نہیں۔ (جیسا کہ پہلے تفصیل سے گذرا)

عرب کی صورت حال یہ ہے کہ ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ اور ریت ہی ریت ہے نہ ہریالی ہے نہ گھاس پتے، کہیں کہیں درخت ہیں، چرواہے جب اونٹوں کو چرانے جاتے ہیں تو دور تک نکل جاتے ہیں، ...اس لئے منی میں راتیں گزارنے میں اور روزانہ کی رمی روزانہ کرنے میں ان کے لئے دشواری ہے، چنانچہ ان کو یہ سہولت دی گئی کہ وہ دس تاریخ کی رمی کریں اور ارکان حج ادا کر کے اونٹ لے کر چرانے نکل جائیں اور گیارہ کو نہ لوٹیں، گیارہ اور بارہ دونوں دنوں کی رمی ایک ساتھ بارہ میں کرلیں، یا دس اور گیارہ کو گیارہ کی رمی کو کر کے چلے جائیں اور بارہ کو نہ لوٹیں تیرہ میں آ کر بارہ اور تیرہ دونوں دنوں کی رمی کرلیں، غرض شریعت نے اونٹوں کے چرواہوں کو یہ سہولتیں دی ہیں اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

(تحفۃ الالمعی ص ۳۶۱ ج ۳)

راقم عرض کرتا ہے: جب چرواہوں کو اس لئے اجازت ہے کہ دور سے رمی کے لئے آنا دشوار ہے، اب تو حجاج کے خیمے جمرات سے کافی دور ہیں، پھر ہجوم، اور سواری ناممکن سوائے پیدل کے اور کوئی راستہ نہیں، ہر آدمی اس قدر چلنے پر قادر نہیں، اس لئے اس وقت کے حالات کے پیش نظر ارباب افتاء کو غور کرنا چاہئے کہ شریعت مطہرہ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کی گنجائش ہے نہیں؟ خصوصا کمزوروں اور بیماروں کے لئے؟۔

وقوف مزدلفہ واجب ہے، مگر ضعفاء کے لئے ترک وقف کی اجازت ہے

یہ ایسا ہی جیسے کہ مزدلفہ کا قیام جو واجب ہے مگر کمزوروں اور عورتوں کو اجازت دی گئی

ہے کہ وہ اسے ترک کر سکتے ہیں۔

(۱)...... وكان عبد الله بن عمر رضى الله عنهما يقدم ضعفة اهله فيقفون عند المشعر الحرام بالمزدلفة بليل فيذكرون الله عز وجل ما بدا لهم ، ثم يرجعون قبل ان يقف الامام و قبل ان يدفع ، فمنهم من يَقْدَمُ منى لصلوة الفجر ، ومنهم من يقدم بعد ذلک، فاذا قَدِموا رَمَوُا الجمرة ، وكان ابن عمر رضى الله عنهما يقول : اَرْخص فى اولئک رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھرانہ کے کمزور افراد کو پہلے سے (منی میں) بھیج دیا کرتے تھے، (اور آپ خود) رات کو مزدلفہ میں مسجد مشعر الحرام کے پاس آکر ٹھہرتے اور حسب خواہش اللہ تعالی کا ذکر کرتے تھے، پھر امام کے وقوف اور کوچ سے پہلے ہی منی آجاتے تھے، پھر بعض تو ان میں سے نماز فجر کے وقت منی پہنچتے اور بعض اس کے بعد یہاں پہنچ کر جمرہ کی رمی کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ: رسول اللہ نے ان سب چیزوں کی رخصت دے رکھی تھی۔

(۲)......عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : بعثنى النبى صلى الله عليه وسلم من جمع بليل۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے مجھے رات ہی سے مزدلفہ سے (منی) روانہ کر دیا تھا۔

(۳)......عن اسماء انها نزلت للة جمع عند المزدلفة فقامت تصلى فصلت ساعة ثم قالت : يا بنى ! هل غاب القمر ؟ قلت : لا ، فصلت ساعة ثم قالت : يا بنى ! هل غاب القمر ؟ قلت : نعم ، قالت : فارتحلوا ، فارتحلنا فمضينا حتى رمت الجمرة ثم

رجعت فصلت الصبح فی منزلها ، فقلت : یا هنتاه ! ما ارانا الا قد غلسنا قالت : یا بنی ! ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذن للظعن۔

ترجمہ:......حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: وہ مزدلفہ میں مزدلفہ کی رات کو پہنچیں، پھر کھڑی ہوکر کچھ دیر تک نماز پڑھتی رہیں، پھر فرمایا: اے میرے بیٹے ! کیا چاند غروب ہوگیا؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ تھوڑی دیر اور نماز پڑھتی رہیں، پھر پوچھا: کیا چاند غروب ہوگیا؟ میں نے کہا: ہاں، پھر انہوں نے فرمایا: روانہ ہوجاؤ،سو ہم روانہ ہوئے اور چلے یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ کو کنکریاں ماریں، پھر اپنی قیام گاہ پر واپس آ کر صبح کی نماز پڑھی، میں نے عرض کیا: اے صاحبہ! ہمارا گمان ہے کہ ہم نے رات کے اندھیرے میں (وقت سے پہلے) کنکریاں ماری ہیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بیٹے ! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو اس کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

(۴)......عن عائشة رضی الله عنها قالت :نزلنا المزدلفة فَاسْتأذنتِ النبی صلی الله علیه وسلم سودة ان تَدْفعَ قبل حَطَمة الناس ، وكانت امرأةً بَطِيئةً ، فاذن لها فدفعتُ قبل حطمة الناس ، واقمنا حتی اصبحنا نحن ثم دفعنا بدفعه ، فَلَانْ اكون استَاْذنتُ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم كما اسْتأذنتْ سودةُ احبُّ الیَّ من مَفْروحٍ به۔

(بخاری، باب من قدم ضعفة اهله بلیل فیقفون بالمزدلفة و یدعون و یقدم اذا غاب القمر ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۶۷۶/۱۶۷۷/۱۶۷۹/۱۶۸۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب ہم مزدلفہ میں پہنچے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے لوگوں کے ہجوم سے پہلے منی پہنچنے کی اجازت چاہی- اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بدن خاتون تھیں- اس لئے آپ ﷺ نے

اجازت دے دی اور وہ ہجوم سے پہلے روانہ ہوگئیں، لیکن ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے، اور صبح کو آپ ﷺ کے ساتھ منی روانہ ہوئے، میرے لئے ہر خوش کن چیز سے بہتر تھا کہ اگر میں بھی (حضرت) سودہ (رضی اللہ عنہا) کی طرح رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لیتی۔

تشریح:...... احبُّ اليَّ من مَفرُوحٍ به :ادبی جملہ ہے، صبح تک جو آنحضور ﷺ کی رفاقت حاصل رہی یہ وہ چیز ہے جس پر خوش ہوا گیا، رفاقت کی اسی خوشی میں صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت نہیں چاہی تھی، پھر جب بھیڑ سے دوچار ہونا پڑا تو اندازہ ہوا کہ اس خوشی سے بہتر یہ تھا کہ وہ بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح اجازت لے کر رات ہی میں منی چلی جاتیں۔ (تحفۃ القاری ص۴۳۴ ج۴)

وقوف مزدلفہ کا وقت

وقوف مزدلفہ کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا ہے۔ شامی میں ہے:

”اول وقته طلوع الفجر الثانی من یوم النحر ، وآخره طلوع الشمس منه“۔

(شامی ص۵۲۹ ج۳، مطلب فی الوقوف بمزدلفة ، کتاب الحج ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

مشائخ بھی ضعفاء میں شامل ہیں

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ضعفاء میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں، اور میرے نزدیک ضعفاء میں مشائخ کرام جو کمزور ہوں وہ بھی شامل ہیں، اس لئے کہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم ضعفة بنی هاشم و صبیانهم بلیل''۔

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے بنی ہاشم کے کمزور افراد اور بچوں کو رات ہی میں روانہ کر دیا تھا۔(ابن حبان)

بنو ہاشم کے ضعفاء زیادہ اہمیت رکھتے تھے عورتوں، بچوں، عاجز مشائخ اور بیمار لوگوں کی نسبت، کیونکہ انہیں بھی ہجوم میں تکلیف کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے۔

(عمدۃ القاری ص۲۲ ج۱۰، باب من قدم ضعفة اهله بلیل فیقفون بالمزدلفة و یدعون و یقدم اذا غاب القمر ، کتاب المناسک ، قبیل رقم الحدیث:۱٦٧٦)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عذر کی وجہ سے مزدلفہ میں رات گذارنے کا ترک جائز ہے، اور عذر کی کئی قسمیں ہیں:

(۱)...... زم زم کا پانی پلانے والوں کو اجازت ہے۔

(۲)...... اونٹ چرانے والوں کو اجازت ہے۔

(۳)...... جس شخص کو مال کے ضائع ہونے یا اپنی جان کا خوف ہو۔

(۴)...... جو شخص عید کی رات عرفات پہنچے اور وہاں وقوف کے باعث مزدلفہ میں رات نہ گذار سکے۔

(اوجز المسالک ص۱۵۱ ج۸، باب تقدیم النساء و الصبیان ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۷۱/۸٦۳)

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ: عذر والوں میں کمزور اور بیمار آدمی اور ایسی عورت جسے ازدحام کا خوف ہو شامل ہیں:''أو کانت امراة تخاف الزحام لا شیء علیه لما روینا''

(ہدایہ ص۲۷۰ ج۱، فصل فی ما یتعلق بالوقوف ، کتاب الحج)

علامہ عینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ضعفاء میں عورتیں، بچے اور خدام بھی شامل ہیں:

’’واراد بهم النساء والولدان والخدام‘‘۔

(البنایہ شرح الہدایہ ص۲۳۶ ج۴، فصل : فان لم يدخل المحرم مكة و توجه الى عرفات ، الخ ، كتاب الحج ۔ عمدۃ المناسک ص۴۷۶/۴۷۵)

جب مزدلفہ کا قیام عذر سے ترک ہوسکتا ہے تو رمی اس سے مشکل عمل ہے، اس میں بھی شدت اختیار نہیں کرنی چاہئے، اس لئے کہ شریعت میں آسانی مطلوب ہے۔

دین میں آسانی ہے تنگی نہیں

قرآن وحدیث سے یہ امر مسلم ہے کہ دین میں آسانی اور سہولت کا پہلو مطلوب ہے، اور مشکلی اور سختی معیوب ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)......يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۸۵)

ترجمہ:......اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲)......وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ (پ:۱۷/سورۂ حج، آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:......اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

(۳)......مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ۔ (پ:۶/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۶)

ترجمہ:......اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتے۔

(۴)......بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا موسى ومعاذ بن جبل الى اليمن، قال : وبعث كلّ واحد منهما على مِخلاف ، قال : واليمن مِخلافانِ ، ثم قال : يسّرا ولا تعسّرا ، وبشّرا ولا تنفّرا ، الخ ۔ (بخاری، باب بَعْثِ ابی موسى و معاذا الى اليمن قبل حجة الوداع ، كتاب المغازى ، رقم الحديث:۴۳۴۱/۴۳۴۲)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، اور ان میں سے ہر ایک کو مختلف ضلعوں میں بھیجا، راوی فرماتے ہیں کہ: یمن میں دو اضلاع ہیں، پھر ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا، اور بشارت دینا اور لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔

نوٹ:...... یہ روایت مختلف الفاظ سے کتب احادیث میں مروی ہے ’’مسلم شریف‘‘ کی روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں:

(ا)......بشّروا ولا تنفّروا، و یسّرا ولا تعسّروا۔

(ب)......یسّرا ولا تعسّرا، وبشّرا ولا تنفّرا، و تطاوعا ولا تختلفا۔

(ج)......یسّرا ولا تعسّرا، وسکنوا ولا تنفّرا۔

(مسلم، باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر، کتاب الجھاد والسیر، رقم الحدیث: ۱۷۳۲/۱۷۳۳/۱۷۳۴)

(۵)......ان عمر رضی اللہ عنہ رأی رجلا قد احرم من قَطُرٍ سَیِّءِ الهَیْئة، فقال: انظروا الی ما صنع ھذا بنفسه وقد یسّر اللہ علیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۱ ج ۸، من کرہ تعجیل الاحرام، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۱۲۸۴۱)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ’’قطر سی ء الھیئہ‘‘ سے احرام باندھا تھا، تو آپ نے فرمایا: اس کو دیکھو اس نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالی نے اس پر آسانی فرمائی ہے۔

تشریح:...... قَطُرٍ سَیِّءِ الهَیْئة: واسط اور بصرہ کا درمیانی علاقہ ہے۔

(معجم البلدان ص ۴۲۳ ج ۴۔ حاشیہ مصنف)

ایک اور روایت میں ذرا تفصیل ہے کہ: ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خستہ حالت میں دیکھا، تو اس کو بازو سے پکڑا اور لوگوں کی مجلسوں میں گھمایا، اور آپ فرمارہے تھے: اس کو دیکھو اس نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وسعت فرمائی ہے۔

''ان رجلا قد احرم من الكوفة ، فرآه عمر رضى الله عنه سىء الهيئة ، فاخذ بيده وجعل يدور به فى الحِلَق ، ويقول : انظروا الى ما صنع هذا بنفسه وقد وسّع الله عليه''۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج۸، من كره تعجيل الاحرام ، رقم الحديث:۱۲۸۴۳)

اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت واضح طور پر امت کو قولا اور سختی کر کے عملا بھی یہ تعلیم دی ہے کہ دین میں سختی معیوب اور غیر پسندیدہ ہے، اور یسر اور آسانی کا معاملہ اختیار کرنا چاہئے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان آیات اور احادیث سے یہ قواعد مستنبط کئے ہیں:

(۶)......والمشقة تجلب التيسير۔

(الاشباہ والنظائر ص۶۴، القاعدة الرابعة : المشقة تجلب التيسير)

(۷)......والحرج مدفوع۔

(شامی ص۲۸۶ ج۱، مطلب : فى ابحاث الغسل ، كتاب الطهارة)

اس لئے اس وقت حج کے ہجوم اور سفر کی مشکلی میں ضرورت اور حرج کی وجہ سے بھی آسانی کا پہلو اختیار کرنا چاہئے، اور آسانی بھی وہاں جہاں احادیث میں دونوں صورتیں منقول ہوں، اور شریعت مطہرہ کے مزاج شناس حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اجازت دی ہو۔ ہاں نص کے خلاف سہولت پسندی کی کبھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے تمتع سے منع کیوں فرمایا؟

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے تمتع سے منع کیوں فرمایا؟

سوال:......مولانا! آپ سے ایک مرتبہ بیان میں یہ بات سنی کہ: حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے دور خلافت میں عمرہ کرنے سے منع فرمایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمتع کا احرام باندھا تھا۔ یہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے تمتع سے منع کیوں فرمایا؟

الجواب: وبالله التوفيق : حامدا و مصليا:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت یہ ہے:

(۱)......عن ابی موسی رضی الله عنه قال : بعثنی النّبی صلی الله علیه وسلم الی قوم بالیمن ، فجئتُ وهو بالَبطحاء ، فقال : بما اهللتَ ؟ قلتُ : اهللتُ کاِهُلال النّبی صلی الله علیه وسلم ، قال : هل معک من هدیٍ ؟ قلتُ :لا ، فامرنی ان اَطوف بالبیت ، فطفتُ بالبیت وبالصّفاوالمروة ، ثم امرنی فأحللتُ ، فأتیتُ امرأ ةً من قومی فمَشَطَتنِی ، أو غسلَتْ رأسی ، فقدم عمرُ فقال : اِن ناخُذْ بکتاب الله فانه یأمرُنا بالتّمام ، قال الله تعالى : ﴿ واتمّوا الحجّ والعمرة لله ﴾ [البقرة : ١٩٦] واِن ناخذ بسنّة النّبی صلی الله علیه وسلم فانه لم یحِلَّ حتّی نحر الهدیَ۔

(بخاری، باب من اهلَّ فی زمن النّبی صلی الله علیه وسلم کاهلال النّبی صلی الله علیه وسلم ،
کتاب الحج ، رقم الحدیث: ۱۵۵۹)

ترجمہ:......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کے لوگوں کی طرف بھیجا، (پھر میں حج کے لئے) آیا تو آپ ﷺ بطحاء (وادی المحصب) میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے کیسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے ایسا احرام باندھا ہے جیسا نبی کریم ﷺ نے احرام باندھا ہے،

آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے پاس قربانی (کا جانور) ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے مجھے (بیت اللہ کے طواف کرنے کا) حکم دیا، میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی، پھر آپ ﷺ نے مجھے (احرام کھولنے کا) حکم فرمایا، چنانچہ میں نے احرام کھول دیا، پھر میں خاندان کی ایک عورت کے پاس آیا (جو محرم تھی) اس نے میرے سر میں کنگھی کی، یا: میرا سر دھویا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے (یعنی ان کا زمانہ آیا) تو انہوں نے فرمایا: اگر ہم قرآن کریم کو لیں تو وہ ہمیں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: ''اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو'' اور اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سنت لیں تو آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا یہاں تک کہ قربانی کی۔

تشریح:...... یہ روایت ''مسلم شریف'' اور ''سنن نسائی'' میں بھی ہے:

(مسلم، باب جواز تعليق الاحرام وهو ان يحرم باحرام كاحرام فلان فيصير محرما باحرام مثل احرام فلان، كتاب الحج، رقم الحديث:۱۲۲۱۔ نسائی، التمتع، كتاب المناسك، رقم الحديث: ۲۷۳۹)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم جاری کیا تھا کہ کوئی شخص حج کے ساتھ عمرہ نہ کرے، بلکہ عمرہ کے لئے مستقل سفر کرے، اور اس میں مصلحت یہ تھی کہ حج کے علاوہ دنوں میں بھی بیت اللہ آباد ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حکم جاری کیا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں، مگر لوگ حج اور عمرہ کے لئے الگ الگ سفر کرنے لگے اور کعبہ شریف پورے سال آباد ہو گیا۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: آپ نے جو حکم دیا ہے وہ صحیح نہیں، اس لئے کہ حجۃ الوداع میں میں نے عمرہ کیا ہے اور آپ

ﷺ نے مجھے عمرہ کر کے احرام کھولنے کا حکم فرمایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ مسئلہ قرآن کریم سے لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو، یعنی اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو عمرہ پورا کرو، اور حج کا احرام باندھا ہے تو حج پورا کرو، اس آیت کی رو سے حج کا احرام عمرہ سے بدلنا صحیح نہیں، اور آپ ﷺ کا طریقہ دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے حج کا احرام باندھا تھا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کر کے آپ ﷺ نے احرام کھولا تھا، عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا تھا۔

غرض آیت کریمہ کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کو پورا کرنا ضروری ہے، تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اور آپ ﷺ کی سنت بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا تھا، پس حجۃ الوداع میں جو حج کا احرام عمرہ کے احرام سے بدلنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس سال کے ساتھ خاص تھا، اور سب لوگ ذوالحلیفہ سے حج کا احرام باندھ کر آئے تھے، اس لئے اب بھی حج ہی کا احرام باندھ کر آؤ، عمرہ کا احرام باندھ کر مت آؤ۔

(تحفۃ القاری ص۳۴۲ ج۴)

(۱)......عن سعيد بن المسيّب قال : اختلف علِيّ و عثمان رضى الله عنهما وهما بعسفانَ فى المتعة ، فقال على : ما تريد الى ان تَنهى عن امرٍ فعله النّبى صلى الله عليه وسلم ، فلما رأى ذلک علِيّ اهلَّ بهما جميعا۔

(بخاری، باب التمتّع والاقران والافراد بالحجِّ وفسخ الحجّ لمن لّم يكن معه هدىٌ ، كتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۵۶۹)

ترجمہ:......حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما تمتع کے متعلق اختلاف کر رہے تھے، اور وہ دونوں عسفان میں تھے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ آپ اس کام سے منع کریں جس کو نبی کریم ﷺ نے کیا ہے۔ راوی نے کہا: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

(ا)......عن علی بن حسین ، عن مروان بن الحکم قال : شهدتُ عثمانَ و عليًّا رضی الله عنهما و عثمان ينهی عن المتعة ، و ان يُجْمَع بينهما ، فلمّا رأی علیٌّ رضی الله عنه اهلَّ بهما" لبيک بعمرةٍ و حجّة " قال : ما کنتُ لِاَدَعَ سنّة النّبی صلی الله عليه وسلم لقول احد۔

(بخاری، باب التمتّع والاقران والافراد بالحجِّ وفسخ الحجّ لمن لّم يکن معه هدیٌ ، کتاب الحج ، رقم الحديث: ۱۵۶۳)

ترجمہ:......حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: مروان بن الحکم سے روایت ہے کہ: میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سامنے موجود تھا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع کرنے سے اور حج اور عمرہ کو جمع کرنے سے منع کر رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر یوں احرام باندھا: " لبيک بعمرةٍ و حجّة "یعنی قران کا احرام باندھتا ہوں، اور فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کی سنت کو کسی شخص کے قول کی بنا پر ترک نہیں کر سکتا۔

نوٹ:......مروان صحابی نہیں ہے، تابعی ہے، اور اسماعیلی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی خردہ گیری (نکتہ چینی) کی ہے کہ ایسے ظالم کی روایت کیوں لی۔

(تہذیب۔تحفۃ القاری ص۳۵۳ ج۴)

تشریح:......علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم المالکی القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

احرام کی تین قسمیں ہیں: افراد، قران اور تمتع، اور ان کے جواز پر اجماع ہے، اختلاف اس میں ہے کہ ان میں سے افضل کون سا ہے؟ جس تمتع میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا، اس کی تاویل کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ایک سفر اور ایک عمل میں حج اور عمرہ کو جمع کرنا نبی ﷺ کے ساتھ مخصوص تھا، اور ان کے ساتھ مخصوص تھا جو حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ یہ ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، پس ان دونوں کا اختلاف اس میں تھا کہ افضل کون سا عمل ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ صرف حج افراد کرنا افضل ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ تمتع کرنا افضل ہے، کیونکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ان میں سے ہر ایک جائز ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ: ہمیں یہ خوف تھا کہ حج افراد کرنے والے کا اجر حج تمتع کرنے والے سے زیادہ ہوگا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ اگر لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کو سنا جب کہ ان کی اقتداء کی جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں تمتع اور قران متروک ہوجائے گا، اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے قران کا احرام باندھا تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ ان میں سے ہر ایک عمل جائز ہے، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تمتع اور قران کرنا افراد سے افضل تھے، اس لئے کہ تمتع اور قران میں حج اور عمرہ کے دو عمل ہیں، اور افراد میں صرف ایک حج کا عمل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی رائے تھی، اور ان دونوں کے نزدیک حج افراد کرنا حج تمتع اور حج قران سے افضل تھا۔

(المفہم ص ۳۴۹/۳۴۹ ج ۳، دار ابن کثیر، بیروت ۱۴۲۰ھ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمتع اور قران دونوں کو جائز سمجھتے تھے، لیکن ان کے نزدیک حج افراد افضل تھا، اس لئے وہ تمتع اور قران سے منع کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوف تھا کہ ان کے بعد کوئی تمتع اور قران کو حرام نہ سمجھ لے، اس لئے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے قران کا احرام باندھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

(فتح الباری ص ۱۳۷ ج ۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پر علماء صحابہ نے رد کیا، اور ان پر انکار کیا اور حق ان انکار کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۲۸۵ ج ۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۲۱ھ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایام حج میں عمرہ اور حج کو جمع کرنے سے اس لئے منع فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں نے ان ایام میں عمرہ بھی کر لیا تو وہ دوبارہ عمرہ کرنے نہیں آئیں گے، اور ان کو یہ ناپسند تھا کہ بیت اللہ عبادت گذاروں سے خالی رہے، ان کا منشاء یہ تھا کہ لوگ پھر دوبارہ عمرہ کرنے آئیں، تاہم وہ ایام حج میں حج اور عمرہ کے جمع کرنے کو ناجائز اور حرام نہیں کہتے تھے، ان کے نزدیک یہ خلاف اولی تھا لیکن جمہور صحابہ، فقہاء تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک اولی یہی ہے کہ ایام حج میں تمتع اور قران کیا جائے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمتع بالمعنی الاصطلاحی سے منع

نہیں فرمایا، بلکہ ’’فسخ الحج الی العمرۃ ‘‘ سے منع فرمایا ہے، یعنی اگر کوئی شخص حج افراد کا احرام باندھ کر آیا، اب بعد میں اس احرام کو تبدیل کر کے عمرہ کا احرام بنانا چاہتا ہے تو اس سے منع فرمایا، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا جو کہ ایک عارض کی وجہ سے ہوا تھا، اگر عام حالات میں کوئی شخص افراد کا احرام باندھ کر گیا تو اسے ضروری ہے کہ حج پورا کرے پھر حلال ہو، اس کو عمرہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں۔

بعض روایات سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے۔

اور ایسا لگتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کی دو الگ الگ حیثیتیں ہیں:

بعض جگہ وہ تشدید کے ساتھ ناجائز کہہ کر منع کر دیتے تھے، اس وقت ان کی مراد: ’’فسخ الحج الی العمرۃ ‘‘ ہوتی تھی، یہ بالکل ناجائز ہے، اور بعض جگہ تشدید نہیں ہوتی تھی اور حرام قرار دینا نہیں ہوتا تھا، بلکہ محض خلاف اولی قرار دینا ہوتا تھا کہ اولی یہ ہے کہ دونوں کے لئے الگ الگ سفر کرو، ایک سفر میں دونوں کو جمع نہ کیا جائے، اس صورت میں نہی تنزیہی ہوتی تھی۔ (نعمۃ الباری ص۸۳۲ ج۳۔ انعام الباری ص۲۱۴ ج ۵)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۱ر ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ، مطابق ۳ر اگست ۲۰۱۹

سنیچر

حج وعمرہ کی منقول دعائیں

تلبیہ، بیت اللہ شریف کو دیکھ کر پڑھنے، حجر اسود کے استلام کی، طواف کی، طواف کی دو رکعت کے بعد کی، رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان پڑھنے کی، زمزم، حطیم اور میزاب رحمت کے نیچے پڑھنے کی، صفا اور مروہ کی، میلین اخضرین کے درمیان پڑھنے کی، عرفات کی، رمی جمار کی، مزدلفہ کی، یوم نحر کی، بیت اللہ سے رخصتی کے وقت کی منقول ومسنون دعائیں، مع مکمل حوالوں کے اس مختصر رسالہ میں جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم

آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو الفاظ منقول ہیں ان کی تاثیر اور ان کے انوار سے کون انکار کر سکتا ہے؟ اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا کہ میرے الفاظ میں تبدیلی نہ ہو۔

(ترمذی ص۱۷۵ ج۲، باب ما جاء فی الدعاء اذا أوی الی فراشه ، کتاب الدعوات عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۳۹۴)

دعاء کی بعض کتابوں میں بکثرت دعائیں وہ بھی ہیں جن کا احادیث مبارکہ سے ثبوت مشکل ہے، اور بعض دعائیں بزرگوں سے منقول ہیں۔ راقم نے دعا پر چند مختصر رسالے مرتب کئے ہیں، اور اس کا اہتمام کیا کہ صرف احادیث کی دعائیں جمع کی جائیں، اور ان کے مکمل حوالجات کا بھی اہتمام کیا، اور کوشش کی کہ اصل کتابوں سے مراجعت کے بعد ان دعاؤں کو کتاب میں جمع کروں۔ الحمدللہ اب تک بارہ (۱۲) رسائل مکمل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالی مجھے اور ناظرین کو ان دعاؤں کے اہتمام کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق: ۷؍جنوری ۲۰۱۸ء،

بروز اتوار

مکہ مکرمہ میں داخلہ کی دعا

(۱)......اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مُنَایَانَا بِھَا حَتّٰی تَخْرُجَنَا مِنْھَا۔

(مسند احمد ص۱۲۵ ج۲، مسند عبد الله بن عمر، رقم الحديث:۴۷۷۸۔ کتاب الدعا للطبرانی ص ۲۶۸، باب القول عند دخول مكة، جامع ابواب الحج، رقم الحديث:۸۵۳)

بیت اللہ شریف کو دیکھ کر پڑھے

(۲)......اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَ تَعْظِیْمًا وَ تَکْرِیْمًا وَبِرًّا وَ مَھَابَۃً ، وَ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَ عَظَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَتَشْرِیْفًا وَ بِرًّا وَ مَھَابَۃً۔

(کتاب الدعا للطبرانی ص۲۶۸، باب الدعاء عند رؤية الكعبة، جامع ابواب الحج، رقم الحديث:۸۵۴۔ مجمع الزوائد ص۲۰۲ ج۳، باب ما يقول اذا نظر الى البيت، رقم الحديث: ۵۴۶۲۔ واخرج الطبرانی فی الاوسط، رقم الحديث:۶۱۳۲)

(۳)......اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ‘ وَمِنْکَ السَّلَامُ ‘ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۶۵ ج۸، باب الرجل اذا دخل المسجد الحرام ما يقول ؟ كتاب الحج رقم الحديث:۱۵۹۹۸۔و رواه الشافعی فی " مسنده "ص۳۳۸ ج۱، رقم الحديث:۸۸۳۔ سنن کبری بیہقی ص۵۲۴ ج۹، باب القول عند رؤية البيت، كتاب الحج، رقم الحديث:۹۲۸۷/ ۹۲۸۹/۹۲۸۸)

(۴)......اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَ الْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔(بنایہ ص۶۷ ج۵، باب الاحرام ،مطبوعہ: مکتبہ حقانیہ)

تلبیہ

(۵)......لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ‘ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ‘ اِنَّ الْحَمْدَ

وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِيْکَ لَکَ۔

(۶)......لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ ، لَبَّيْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِيْکَ لَکَ ، لَبَّيْکَ لَبَّيْکَ وَ سَعْدَيْکَ ، وَالْخَيْرُ بِيَدَيْکَ ، لَبَّيْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْکَ وَالْعَمَلُ۔

(۷)......لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ ، لَبَّيْکَ لَبَّيْکَ وَ سَعْدَيْکَ ، وَالْخَيْرُ فِیْ يَدَيْکَ ، لَبَّيْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْکَ وَالْعَمَلُ۔

(مسلم، باب التلبية وصفتها ووقتها ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۱۸۴_ص۳۹۵، باب حجة النبی صلی الله عليه وسلم ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۲۱۸)

(۸)......لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ ، لَبَّيْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ۔(بخاری، باب التلبية ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۵۵۰)

(۹)......لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ ، اِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ۔

(كنز العمال ، الحج والعمرة ، فی الاحرام والتلبية وما يتعلق بهما ، رقم الحديث:۱۱۹۱۰)

(۱۰)......لَبَّيْکَ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّيْکَ۔(حوالہ بالا، رقم الحديث:۱۱۹۰۹/۱۱۹۱۹)

(۱۱)......لَبَّيْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَ رِقًّا۔(حوالہ بالا، رقم الحديث:۱۱۹۲۱)

حجر اسود کے استلام کی دعا

(۱۲)......اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِکَ [اَللّٰهُمَّ اِيْفَاءً بِعَهْدِکَ] وَ تَصْدِيْقًا بِکِتَابِکَ ، وَاِتِّبَاعَ سُنَّةِ نَبِيِّکَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مجمع الزوائد ص۴۰۴ ج۳، باب فی الطواف والرمل والاستلام ،كتاب الحج ، رقم الحديث: ۵۴۷۰/۵۴۷۱۔ واخرج الطبرانی فی الاوسط ، رقم الحديث:۵۴۸۶)

(۱۳)......بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۴۵ ج۹، باب ما يقال عند استلام الركن ، كتاب الحج ، رقم الحديث : ۹۳۲۳۔مصنف عبدالرزاق ص۳۳ ج۵، باب القول عند استلامه ، رقم الحديث:۸۸۹۴)

(۱۴)......اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ مَوَاقِفِ الذُّلِّ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۳ ج۵، باب القول عند استلامه ، رقم الحديث:۸۸۹۶)

(۱۵)......لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُمَّ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ ' وسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۳ ج۵، باب القول عنداستلامه ، رقم الحديث:۸۸۹۷)

(۱۶)......آمَنْتُ بِاللّٰهِ ' وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۹ ج۱۵، ما يقول الرجل اذا استلم الحجر ، كتاب الدعاء ، رقم الحديث : ۳۰۲۴۴/۱۶۰۴۴)

طواف کی دعا

(۱۷)......سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(ابن ماجہ، باب فضل الطواف ، ابواب المناسک ، رقم الحديث:۲۹۵۷)

(۱۸)......لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ' لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(كتاب الدعاء للطبرانی ص۲۶۸، باب القول فى الطواف جامع ابواب الحج ، رقم الحديث: ۸۵۶)

(۱۹)......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ خَطَایَایَ وَ عَمَدِیْ وَ اِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ ' اِنَّکَ اِنْ لَا تَغْفِرْلِیْ تُھْلِکْنِیْ۔

(کنز العمال ، الحج والعمرۃ ، ادعیۃ الطواف ، رقم الحدیث:۱۲۰۳۳)

(۲۰)......اَللّٰھُمَّ اِنْ کَتَبْتَنِیْ فِی السَّعَادَۃِ فَاَثْبِتْنِیْ فِیْھَا ' وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِی الشَّقَاوَۃِ فَامْحُنِیْ مِنْھَا وَاَثْبِتْنِیْ فِی السَّعَادَۃِ ' فَاِنَّکَ تَمْحُوْ مَا تَشَآءُ وَ تُثْبِتُ وَ عِنْدَکَ اُمُّ الْکِتَابِ۔

(حیاۃ الصحابہ ص۹۷ ج۴، دعوات عمر رضی اللہ عنہ ، الباب الخامس عشر : باب کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یعُجُّون الی اللہ بالدعوات۔حیاۃ الصحابہ(مترجم)ص۵۶۹ ج۲، بعنوان: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں)

(۲۱)......اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ۔

(حیاۃ الصحابہ ص۱۰۰ ج۴، دعاء عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ، الباب الخامس عشر : باب کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یعُجُّون الی اللہ بالدعوات۔

حیاۃ الصحابہ(مترجم)ص۵۷۲ ج۳، بعنوان: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں)

طواف کی دو رکعت کے بعد کی دعا

(۲۲)......اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ ' وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَأَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ ' وَ تَعْلَمُ مَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ ' اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبَ لِیْ وَ رَضِیْنِیْ بِقَضَاءِ کَ۔(کنز العمال ، الحج والعمرۃ ، ادعیۃ الطواف ، رقم الحدیث:۱۲۰۳۴)

(۲۳)......اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَلَدُکَ وَ بَیْتُکَ الْحَرَامُ وَالْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ، وَاَنَا

عَبۡدُکَ وَابۡنُ عَبۡدِکَ وَابۡنُ اَمَتِکَ ، اَتَیۡتُکَ بِذُنُوۡبٍ کَثِیۡرَۃٍ وَخَطَایَا جُمَّۃٍ وَاَعۡمَالٍ سَیِّئَۃٍ ، وَ ھٰذَا مَقَامُ الۡعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاغۡفِرۡلِیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ دَعَوۡتَ عِبَادَکَ اِلٰی بَیۡتِکَ وَقَدۡ جِئۡتُ طَالِبًا رَحۡمَتَکَ وَ مُبۡتَغِیًا رِضۡوَانَکَ وَاَنۡتَ مَنَنۡتَ عَلَیَّ بِذٰلِکَ ، فَاغۡفِرۡلِیۡ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیۡ وَ تَسۡمَعُ دُعَائِیۡ وَ نِدَائِیۡ وَلَا یَخۡفٰی عَلَیۡکَ شَیۡءٌ مِنۡ اَمۡرِیۡ ، ھٰذَا مَقَامُ الۡعَائِذِ الۡبَائِسِ الۡفَقِیۡرِ الۡمُسۡتَغِیۡثِ الۡمُقِرِّ بَخَطِیۡئَۃِ الۡمُعۡتَرِفِ بِذَنۡبِہٖ التَّائِبِ اِلٰی رَبِّہٖ فَلَا تَقۡطَعۡ رَجَائِیۡ وَلَا تُخَیِّبۡ اَمَلِیۡ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔

(الفتوحات ص۳۹۰ ج۴، فصل فی اذکار الطواف ، کتاب اذکار الحج ، کتاب المناسک)

رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان پڑھنے کی دعا

(۲۴)......رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(ابوداوٗد، باب الدعاء فی الطواف ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۸۹۲)

(۲۵)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ' رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(ابن ماجہ، باب فضل الطواف ، ابواب المناسک ، رقم الحدیث:۲۹۵۷)

(۲۶)......رَبِّ قَنِّعۡنِیۡ بِمَا رَزَقۡتَنِیۡ ' وَبَارِکۡ لِیۡ فِیۡہِ ' وَاخۡلُفۡ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِیۡ بِخَیۡرٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۳ ج۸، ما یدعو بہ الرجل بین الرکن والمقام ، رقم الحدیث:۱۶۰۶۴
اور:ص۳۲۰ ج۱۵، ما یدعو بہ الرجل بین الرکن والمقام ، رقم الحدیث:۳۰۲۴۹)

زمزم پینے کی دعا

(۲۷)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا ، وَ رِزْقًا وَاسِعًا ، وَ شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔(سنن دار قطنی ص۲۵۳ ج ۲، باب المواقیت ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۲۷۱۲)

(۲۸)......اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْرِبُہٗ لِظَمَأٍ یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

(سنن دار قطنی ص۲۵۳ ج ۲، باب المواقیت ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۲۷۱۲)

حطیم اور میزاب رحمت کے نیچے پڑھنے کی دعا

(۲۹)......یَا رَبِّ اَتَیْتُکَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ مُؤَمِّلًا مَعْرُوْفَکَ فَاَنِلْنِیْ مَعْرُوْفًا مِنْ مَعْرُوْفِکَ تُغْنِیْنِیْ بِہٖ عَنْ مَعْرُوْفٍ مَنْ سِوَاکَ یَا مَعْرُوْفًا بِالْمَعْرُوْفِ۔

(الاذکار من کلام سید الابرار (للنووی) ص۲۰۸، فصل فی الدعاء فی الحِجْز ، کتاب اذکار الحج ، قبل رقم الحدیث:۴۸۹)

صفا اور مروہ کی دعا

(۳۰)......﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ﴾ اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ، اَنْجَزَ وَعْدَہٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ ، وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔(یہ دعا تین مرتبہ پڑھے)

(مسلم، باب حجّة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

(۳۱)......اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔(تین مرتبہ، پھر نمبر:۳۲/والی دعا پڑھے،اسی طرح سات مرتبہ کرے، مجموعی طور پر سات مرتبہ دعا اور اکیس مرتبہ تکبیر ہوں گی۔سعی میں بیت اللہ کو دیکھ کر

بھی اسی طرح پڑھے)

(سنن کبریٰ بیہقی ص۵۹۱ ج۹، باب الخروج الی الصفا والسعی بینهما والذكر عليهما ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۹۴۰۹۔اورص۵۹۵، رقم الحديث:۹۴۱۸)

(۳۲)...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ' لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر ۔(یہ دعا تین مرتبہ پڑھے)

(نسائی، الذكر والدعاء على الصفا ، كتاب مناسك الحج ، رقم الحديث:۲۹۷۷)

(۳۳)......اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ: ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ وَاِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ، وَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَا تَنْزِعَهٗ حَتّٰى تَوَفَّانِیْ وَاَنَامُسْلِمٌ۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۵۹۵ ج۹، باب الخروج الی الصفا والسعی بینهما والذكر عليهما ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۹۴۱۹)

(۳۴)......اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ عَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ اَعِذْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۵۹۷ ج۹، باب الخروج الی الصفا والسعی بینهما والذكر عليهما ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۹۴۲۳)

(۳۵)...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ' لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ بِدِيْنِكَ وَ طَوَاعِيَتِكَ وَ طَوَاعِيَةِ نَبِيِّكَ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ حُدُوْدَكَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَ يُحِبُّ

مَلائِکَتِکَ وَاَنْبِیَاءِکَ وَ رُسُلِکَ وَ یُحِبُّ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ یَسِّرْنِیْ لِلْیُسْرٰی وَ جَنِّبْنِی الْعُسْرٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی الْآخِرَةِ وَ الْاُوْلٰی ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِیْنَ وَمِنْ وَرَثَةِ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ، اَللّٰھُمَّ لَا تَقْدِمْنِیْ لِتَعْذِیْبٍ وَلَا تُؤَخِّرْنِیْ لِسَیِّئِ الْفِتَنِ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔

(الفتوحات ص۴۰۰ ج۴۔ الدعاء المسنون ص۳۹۱، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی دعائیں)

میلین اخضرین کے درمیان پڑھے

(۳۶)...... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ۔

(کتاب الدعاء للطبرانی ص۲۷۱، باب القول فی السعی بین الصفا والمروۃ ، جامع ابواب الحج رقم الحدیث:۸۶۹)

(۳۷)...... رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ ، اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۷ ج۸، ما یقول الرجل فی المسعی ، رقم الحدیث:۱۵۸۰۷/۱۵۸۰۹، اور ص۳۲۴ ج۱۵، ما یدعوا به الرجل وھو یسعی بین الصفا والمروۃ ، کتاب الدعاء ، رقم الحدیث:۳۰۲۶۳)

(۳۸)...... اَللّٰھُمَّ : ۔ اِنَّ ھٰذَا وَاحِدٌ اِنْ تَمَّا اَتَمَّهُ اللّٰهُ ، وَقَدْ أَتِمَّا

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۵ ج۸، باب ما یقول الرجل فی المسعی ، رقم الحدیث:۱۵۸۱۰۔ اور ص۳۲۴ ج۱۵، مایدعوا به الرجل وھو یسعی بین الصفا والمروۃ ، رقم الحدیث:۱۵۸۱۰)

عرفات کی دعا

(۳۹)...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِیْکَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ ،

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

(ترمذی، باب فی دعاء یوم عرفة ، ابواب شتی من ابواب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵۸۵)

(۴۰)......سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى السَّمَاءِ عَرْشُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى الْاَرْضِ مَوْطِئُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى الْبَحْرِ سَبِيْلُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى النَّارِ سُلْطَانُهُ سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى الْقُبُوْرِ قَضَاءُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِىْ فِى الْهَوَاءِ رُوْحُهُ ' سُبْحَانَ الَّذِى رَفَعَ السَّمَاءَ ' سُبْحَانَ الَّذِى وَضَعَ الْاَرْضَ ' سُبْحَانَ الَّذِى لَا مَنْجَأَ مِنْهُ اِلَّا اِلَيْهِ ۔(جو شخص عرفات کی شام ان دس کلمات کو ہزار مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالی سے جو مانگے اسے وہ ملے گا)

(معجم کبیر طبرانی ص۲۸۰ج۱۰، رقم الحدیث:۱۰۵۵۴۔ و اخرجه ابو یعلی فی مسنده برقم: ۵۳۶۴۔و ابن حجر فی المطالب العالية ' برقم:۱۱۶۹۔مجمع الزوائد ص۴۲۱ج۳، باب الخروج الی منی و عرفة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۵۴۸)

(۴۱)......اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِىْ وَ تَرٰى مَكَانِىْ وَتَعْلَمُ سِرِّىْ وَ عَلَانِيَتِىْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَىْءٌ مِنْ اَمْرِىْ ' اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ ' اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمِسْكِيْنِ ' وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ ' مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ ' وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ ' وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهُ ' وَ رَغِمَ لَكَ اَنْفُهُ ' اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِىْ رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْؤُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ۔

(معجم کبیر طبرانی ص۱۷۴ج۱۱، رقم الحدیث:۸۷۴۔۸۷۵۔مجمع الزوائد ص۴۲۲ج۳، باب الخروج الی منی و عرفة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۵۴۹)

(۴۲)...... لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ ' لا شَـرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ' وَهُـوَ عَـلٰـى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا بِالْهُدٰى ' وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى ' وَاغْفِرْلَنَا فِى الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ' اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ عَطَائِكَ رِزْقًا طَيِّبًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَ بِالدُّعَاءِ وَ قَضَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ بِالْاِسْتِجَابَةِ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ وَلَا تَكْذِبُ عَهْدَكَ ' اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَيْنَا وَ يَسِّـرْهُ لَـنَـا ' وَمَـا كَـرِهْـتَ مِـنْ شَىْءٍ فَكَرِّهْهُ اِلَيْنَا ' وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ عَنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ اَعْطَيْتَنَا۔

(کتاب الدعا للطبرانی ص۲۷۵، باب الدعاء بعرفات ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث: ۸۷۸)

(۴۳)......اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِىْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ ' اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِىْ وَ نُسُكِىْ وَ مَحْيَاىَ وَ مَمَاتِىْ ' وَ اِلَيْكَ مَآبِىْ ' وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِىْ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ ' وَ شَتَاتِ الْاَمْرِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِىْءُ بِهِ الرِّيْحُ۔

(ترمذی، باب [دعاء عرفة " اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ" ، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم الحدیث:۳۵۲۰)

(۴۴)......لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْـخَيْـرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِىْ قَلْبِىْ نُوْرًا ' وَفِىْ صَدْرِىْ نُـوْرًا ' وَفِـىْ سَـمْـعِـىْ نُوْرًا ' وَفِىْ بَصَرِىْ نُوْرًا ، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَ يَسِّـرْلِـىْ اَمْـرِىْ ' وَاَعُـوْذُبِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ ' وَ شَتَاتِ الْاَمْرِ ' وَفِتْنَةِ

الْقَبْرِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ ، وَ مِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۷ج۱۰، باب افضل الدعاء دعاء یوم عرفة ، کتاب الحج ، رقم الحدیث: ۹۵۴۹)

(۴۵)......اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی عَدُوٍّ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَلَّکْتَهُ اَمْرِیْ اِنْ لَمْ تَکُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ ، اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَضَاءَ تْ لَهُ السَّمٰوَاتُ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَ صَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ تَحِلَّ عَلَیَّ غَضَبُکَ ، اَوْ تَنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطُکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ۔(کنز العمال ، جوامع الادعیة ، رقم الحدیث: ۳۶۱۳)

(۴۶)......لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِیْکَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔(سومرتبہ)۔

(۴۷)......قُلْ ھُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔(سومرتبہ)

(۴۸)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ۔(سومرتبہ)

(۴۹)......سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔(سومرتبہ)

(۵۰)......اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔(سومرتبہ)

(کنز العمال ، ادعیة یوم عرفة ، رقم الحدیث: ۱۲۱۱۰)

مزدلفہ کی دعا

(۵۱)...... رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(کتاب الدعا للطبرانی ص۲۷۵، باب الدعاء بالمزدلفة ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث: ۸۷۹)

یوم نحر کی دعا

(۵۲)......یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ، فَاکْفِنِیْ شَانِیْ کُلَّهٗ ، وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔(کتاب الدعا للطبرانی ص۲۷۵، باب الدعاء بالمزدلفة ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۸۰)

رمی جمار کی دعا

(۵۳)......اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۵۳ ج۸، ما یقول الرجل اذا رمی الجمرة ،کتاب الحج ، رقم الحدیث: ۱۴۲۱۴۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۵ ج۱۵، ما یدعوا به اذا رمی الجمرة ، کتاب الدعاء ، رقم الحدیث:۳۰۲۶۶/ ۳۰۲۶۷/ ۳۰۲۶۸۔کتاب الدعاء للطبرانی ص۲۷۶، باب القول عند رمی الجمار ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۸۱۔

بیت اللہ سے رخصتی کے وقت کی دعا

(۵۴)......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِیْ بِخَیْرٍ ۔(کتاب الدعاء للطبرانی ص۲۷۶، باب الدعاء بالمزدلفة ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۸۲)

حج میں جانے والے کو یہ دعا دے

(۵۵)......زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی ، وَ وَجَّھَکَ فِی الْخَیْرِ ، وَ کَفَاکَ الْھَمَّ۔

(اخرجه الطبرانی فی " الاوسط " ص۲۷۶، رقم الحدیث:۴۵۴۸۔مجمع الزوائد ص۳۶۲ ج۳، باب ما یقال للحاج عند الوداع والرجوع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۲۸۵۔کتاب الدعاء للطبرانی ص۲۶۲، باب ما یقال للحاج اذا قدم ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۲۹)

حج سے واپس آنے والے کو یہ دعا دے

(۵۶)......قَبِلَ اللّٰہُ حَجَّکَ ، وَ غَفَرَ ذَنْبَکَ ، وَ أَخْلَفَ نَفَقَتَکَ۔

(اخرجه الطبرانی فی " الاوسط " ص۲۷۶،رقم الحدیث:۴۵۴۸۔مجمع الزوائد ص۳۶۲ ج۳، باب ما یقال للحاج عند الوداع والرجوع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۲۸۵۔کتاب الدعاء للطبرانی ص۲۶۲، باب ما یقال للحاج اذا قدم ، جامع ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۲۹)

عمرہ سے واپس آنے والے کو یہ دعا دے

(۵۷)...... بَرِّ الْعَمَلَ ، بَرِّ الْعَمَلَ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲۷ ج۸، ما یقال اذا رجع من العمرة ، رقم الحدیث:۱۶۰۶۰)

(۵۸)...... بَرِّ نُسُکَکَ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲۴ ج۸، ما یقال اذا رجع من العمرة ، رقم الحدیث:۱۶۰۶۱)

حج اور عمرہ کے سفر سے واپسی کی دعا

(۵۹)......اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔(تین مرتبہ)

لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْـدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی

كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ ، وَ نَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

(مسلم، باب ما يقول اذا رجع من سفر الحج و غيره ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۳۴۲)

صفامروہ، عرفات ومزدلفہ اور منیٰ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک جامع دعا

(۶۰)......اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ بِدِيْنِكَ وَ طَوَاعِيَتِكَ وَ طَوَاعِيَةِ رَسُوْلِكَ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ حُدُوْدَكَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَ يُحِبُّ مَلَا ئِكَتَكَ وَيُحِبُّ رُسُلَكَ وَيُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنِيْ اِلَيْكَ وَاِلٰى مَلَا ئِكَتِكَ وَاِلٰى رُسُلِكَ وَاِلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنِيْ لِلْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِى الْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِيْ فِى الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ، وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ، وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ، اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْنِيْ مِنْهُ وَلَا تَنْزِعْهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ وَاَنَا عَلَيْهِ۔

(حیاۃ الصحابہ ص۱۰۶ ج۴، دعوات عبد الله بن عمر رضى الله عنهما ، الباب الخامس عشر : باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه يعُجُّون الى الله بالدعوات۔

حیاۃ الصحابہ (مترجم) ص۵۸۰ ج۲، بعنوان: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں)

آپ ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام

(۶۱)......اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ

عَلَیْکَ یَا عُمَرُ۔

(سنن کبری بیہقی ص۴۰۵ ج۱۰، باب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۰۳۶۶۔مصنف عبدالرزاق ص۵۷۶ ج۳، باب السلام علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۷۲۴)

(۶۲)......اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔

(وفاء الوفاء۱۴۱۰ ج۲، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة وان لم تتضمن لفظ الزیارة نصا۔عمدة المناسک ص۶۹۱)

(۶۳)......اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرُ۔

(وفاء الوفاء ص۱۴۱۰ ج۲، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة و ان لم تتضمن لفظ الزیارة نصا)

تلبیہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لاَشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَشَرِیْکَ لَکَ۔

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں، اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں، اور ملک بھی آپ ہی کا ہے اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

تلبیہ کی فضیلت

آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی تلبیہ کہنے والا بلند آواز سے تلبیہ پکارتا ہے، یا تکبیر کہنے والا بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے تو ضرور اس کو بشارت سنائی جاتی ہے، کسی نے پوچھا: اللہ کے رسول! جنت کی بشارت سنائی جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جنت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی تلبیہ کہنے والا بلند آواز سے تلبیہ پکارتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو لے کر غروب ہوتا ہے۔ (یعنی تلبیہ و تکبیر کہنے کے نتیجہ میں شام ہوتے ہوتے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۸۹ ج ۲۔ عمدۃ المناسک ص ۲۵۹)

طواف کے فضائل

(۱)......نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص بھی بیت اللہ شریف کے طواف میں سات چکر لگائے اور ان میں یہ ان کلمات کا ورد کرے:

''سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ' ولا حول ولا قوة الا بالله''

اور کوئی دوسری بات نہ کرے' تو اس کی دس خطائیں معاف ہو جائیں' اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں' اور دس درجات بلند ہوں، اور جس نے طواف میں بات کی وہ طواف کی حالت میں اللہ کی رحمت کے دریا میں چلتا ہے جیسا کہ آدمی پانی میں چلتا ہے۔

(ابن ماجہ، باب فضل طواف ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۲۹۵۷)

(۲)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی بیت اللہ کے شریف کے پچاس طواف کئے وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے کہ آج ہی دنیا میں پیدا ہوا۔

(ترمذی ص۱۰۶ ج۱، باب ما جاء فی فضل طواف ،ابواب الحج ، رقم الحدیث:۸۶۶)

(۳)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے بیت اللہ شریف کا سات چکروں سے طواف ادا کیا' پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ پڑھے' پھر زمزم پیا' تو اس کے جتنے بھی گناہ ہوں گے سب کے سب بخش دئے جائیں گے۔ (القریٰ ص۳۲۳۔عمدۃ المناسک ص۳۱۵)

(۴)......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص طواف کے سات چکر پورے کرے اور (ہر طواف کے بعد جس کے سات شوط' یعنی سات چکر ہوتے ہیں) دو رکعت نماز ادا کرے تو (یہ عمل) ایک جان آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

(۵)......ایک دوسری روایت میں ہے: جس نے طواف کے سات چکر پورے کئے' اور اس دوران کوئی فضول حرکت نہیں کی' تو گویا اس نے ایک جان آزاد کردی۔

(۶)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی اپنے گھر کا حج کرنے والوں پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے (ان میں سے) ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے' اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے' اور بیس (کعبہ کی طرف) نظر اٹھا کر دیکھنے والوں کے لئے۔ (انتخاب الترغیب والترہیب ص ۶۱ تا ۶۵)

(۷)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح عبادت ہے، بس یہ فرق ہے کہ طواف میں تم کو باتیں کرنے کی اجازت ہے' تو کوئی طواف کی حالت میں کسی سے بات کرے تو نیکی اور بھلائی ہی کی بات کرے (لغو وفضول یا ناجائز باتوں سے طواف کو مکدر نہ کرے)۔ (معارف الحدیث ص ۲۴۹ ج ۴)

(۸)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کامل وضو کرے' اور حجر اسود کے پاس آئے تا کہ اس کا استلام کرے' تو وہ اللہ تعالی کی رحمت کاملہ میں داخل ہوجاتا ہے' پھر استلام کر کے وہ یہ کلمات کہتا ہے: ''بسم الله الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله'' تو اللہ تعالی کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے' اور جب وہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں' ستر ہزار گناہ معاف کرتے ہیں' اور اس کے ستر ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں' اور (قیامت کے دن) اس کے اہل خانہ کے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اس کے بعد جب وہ مقام ابراہیم کے پاس آکر دو رکعتیں بحالت ایمان اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہے تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا

ثواب ملتا ہے' اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے اس روز تھا جس روز اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

(اخرجہ الاصبہانی فی الترغیب۔فقہی رسائل ص۱۸۴ ج ۲۔القری ص۳۲۴۔عمدۃ المناسک ص۳۱۴)

(۹)......ایک حدیث میں ہے کہ: اللہ تعالی (فرشتوں کے سامنے) طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔(فیض القدیر ص۳۵۴ ج ۲، رقم الحدیث: ۱۸۳۹)

بارش میں طواف کا اجر

(۱۰)......ابو عقال بیان کرتے ہیں کہ: میں نے بارش کی حالت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا' جب ہم نے طواف کرلیا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرلی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: نئے سرے سے عمل کرو تمہاری مغفرت کردی گئی، ہم سے حضور ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا جبکہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ بارش میں طواف کیا تھا۔

(برکات اعمال ترجمہ فضائل الاعمال ص۱۱۶۔القری ص۳۳۰۔عمدۃ المناسک ص۳۱۶)

گرمی میں طواف کا ثواب

(۱۱)......سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سخت گرمی میں بیت اللہ کا طواف کیا' تو اس کے ہر ایک قدم رکھنے اور اٹھانے کے عوض اللہ تعالی ستر ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے' اس کے ستر ہزار گناہ معاف ہوجاتے ہیں' ستر ہزار درجے بلند ہوتے ہیں اور ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا اسے ثواب ملتا ہے، جبکہ ایک غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہو' اور اسے قیامت کے دن اپنے خاندان کے ستر ہزار افراد کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔(القری ص۳۳۱۔عمدۃ المناسک ص۳۵۱)